جملہ حقوق محفوظ

قال صلعم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل

الحمد للہ کہ حالات منقبت آیات فخر المجتہدین نائب آئمۂ معصومین علامۂ ملا محمد باقر مجلسی طیب اللہ ثراہ

موسوم بہ

تذکرۂ ملا مجلسی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلفہ
جناب الشیخ مولوی محمد باقر صاحب مولوی فاضل و منشی فاضل دام برکاتہ

باصرار حضرات برادران ایمانی

سنہ ۱۳۳۵ھ

در مطبع ہندوستان لاہور زینت طبع یافت

قیمت فی جلد [illegible] علاوہ محصول

9383
7743

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد وثنائے بیشمار اور شکر وسپاس ہزاراں ہزار اوس معبود ذوالجلال علیم وحکیم لایزال کو سزاوار ہے جس نے عالم کون ومکان کو معدوم سے موجود کیا اور موجودات میں وجود بشری کو اشرف المخلوق کے اعزاز سے ممدود فرمایا قالب خاکی کو جان اور جان کو نور ایمان سے روشن کرکے قدرت وجلالت کا اظہار کیا۔ حواس ظاہر وباطن کی طاقتوں پر عقل کو فرماں روا بنایا۔ تحصیل علم وفضل کی استعداد کو نردبان ترقی ٹھیرایا۔

درود نامحدود تحیات طیبات اور صلواۃ زاکیات حضرت رسول امین خاتم المرسلین اور اون کی اہلبیت طیبین وطاہرین پر جن کی شریعت سراپا حکمت علوم حقیقی کیلئے منبع ومخزن ہے خداشناسی وحق رسی کے راستہ کی شمع معتبر ہے جس کی ہدایت بر صداقت سے گمراہوں کو نجات کا راستہ ملا۔ اصحاب الکلن اور ارباب عرفان کے لئے فیضان الہی کا دروازہ کھلا۔

امابعد اصحاب بصیرت اور ارباب نکوسیرت پر واضح ہو کہ اس دنیا

میں انسان کی پیدائش کا منشا طاعت و بندگی خلاق کریم ہے جس کی تعلیم کے لئے حق تعالےٰ نے انبیا و رسل کو بھیجا اور اون کے ساتھ اپنے قوانین و احکام کی کتابیں نازل کیں جن سے خلق عالم نے فیض ہدایت راہ سعادت حاصل کیا۔ پھر زمانۂ آخر میں رسولان سلف کی رسالت اور صحیفہاے سابق کی ہدایت کا خاتمہ جناب سید المرسلین صلعم کی ذات ملکوتی صفات اور اپنی کتاب قرآن مجید فرقان حمید کی آیات معجز سمات پر کیا۔ اسی کتاب پاک کے احکام جو بعینہٖ شریعت حضرت خیر الانام صلعم ہیں تا قیامت جمیع اہل اسلام جملہ دینداران خاص و عام کے لئے دستور العمل ہیں۔ پس اس کتاب کے احکام اور صاحب کتاب کے کلام یعنی احادیث و اخبار کے مطالب و مقاصد سے آگاہی حاصل کرنا ہر فرد بشر طالب نجات کا فرض ہے۔ ان کی طرف سے غفلت و لاعلمی دنیا و آخرت کی ناکامی و زیانکاری کا باعث۔ اس لئے جو بزرگان دین حامیان شرع متین ان کے محافظ و حامی ہو کر اپنے قیمتی اوقات کو قوانین شرع کی اشاعت علوم دین کی خدمت میں تقریر و تحریر تعلیم و تلقین کے ذریعہ سے صرف کرتے ہیں۔ اپنے لئے توشۂ آخرت جمع کرنیکے علاوہ تمامی خلائق پر احسان و اکرام کا بھاری بوجھ رکھتے ہیں۔ اور شکر گذاری و منت داری کے بیشمار حقوق سے ہر بنی نوع کو گرانبار کرتے ہیں۔ اس گروہ کی صداقت شعاری۔ راہ دین میں خدمت گذاری کو دیکھ کر اور ان کی طفیل معارف یقین اور برکات دین حاصل کرنے کو مد نظر رکھ کر ہر مدعی اسلام کا فرض ہے کہ وفا شعار

احسان مندوں کی طرح دل سے ان کا ثنا خواں - دعاگو - خدمت گذار - حق
شناس - فرماں بردار - جاں نثار ہو جس طرح عالم کے کمی پر چلنا باعث رستگاری
ہو اسی طرح اوس کی مقدس زندگی کے حالات دیکھ کر افعال و کردار کی پیروی
کرنا ذریعہ کامگاری ہے - گروہ اسلام میں جس طرح اکثر نامآوروں کے تاریخی
حالات اور مشاہیر زمانہ کے واقعات لکھنے کا شروع سے دستور رہا ہے
ایسے ہی بڑے بڑے فضلاے نامدار علماے باوقار کے نصیحت آمیز
سود مند واقعات زندگی بہت کتابوں میں مرقوم ہیں - مگر سب زبان عربی
یا فارسی میں جن کے مطالعہ سے وہی مستفید ہو سکتے ہیں جو مذکورہ زبانو
سے ماہر ہیں - باقی اردو خواں محروم - اور فی زمانہ ملک میں تعداد کثیر انہیں
اردو فہم ارباب کی ہے - قطع بریں اس حقیر سراپا تقصیر نے فاضل باکمال
عالم بیمثال - عارف معارف ربانی - مجتہد و فقیہ لاثانی ملا محمد باقر مجلسی
اصفہانی اعلی اللہ مقامہ کے احوال فیض مآل چند معتبر کتابوں سے ترجمہ کر کے
اسمیں جمع کئے ہیں - تاکہ عوام مومنین بالیقین اپنے جلیل القدر پیشواے دین
نائب امام عم افضل الفقہا خاتم المحدثین کے سوانح زندگی سے آگاہ ہو کر شکر
پروردگار بجا لائیں جس نے ہمارے پاک مذہب و مطہر مشرب کی ترویج
کے لئے ایسے مقدس بزرگوار پیدا کئے اور ایسے پاکباز ہمدرد اسلام کے
اخلاق و عادات و طرز معاشرت - زہد و تقوے و طریق معاشرت سے
واقف ہو کر اپنے خصائل و اطوار - اعمال و کردار کو ایسا ہی بنانے کی

کوشش کریں۔ اگر نہ ہو سکے تو کم از کم ان کی خالص توجہ اور ریاضات اور دینی خدمات و جانفشانیوں کی داد دے کر دعاے مغفرت سے روح پاک کو خوش کریں۔

اس سے پیشتر کہ جناب مجلسی مرحوم کا حال لکھوں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اوس جوہر پاک کے کچھ فضائل و مناقب بیان کروں جس کی وجہ سے انسان کو افضل ترین مراتب اور اعلے ترین مناصب پر رسائی ہوتی ہے۔ یعنی علم دین اور اوس کے محاسن کی قدرے توضیح لازم ہے تاکہ معلوم ہو علم کیا چیز ہے اور عالم کسے کہتے ہیں۔ اصطلاح عوام میں ہر ایک فن ہر ایک ہنر کو جو انسان کے تمدن۔ معاش وغیرہ کے متعلق کارآمد ہو علم کہدیتے ہیں۔ اس طرح کے علم دنیا میں بیشمار ہیں مثلاً علم فلسفہ۔ طب۔ نباتات۔ معدنیات۔ طبعیات وغیرہ وغیرہ۔ یہ علوم و فنون فائدہ مند ضرور ہیں مگر صرف دنیا کے لحاظ سے۔ آخرت میں ان کا کوئی ثمرہ نہیں۔ اصلی علم اور حقیقی علم وہی ہے جو پروردگار عالم نے اپنے پیغمبروں اور رسولوں کے ذریعہ زمین پر نازل فرمایا۔ اور جو آدمی کے لئے دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی کا ذمہ دار ہے اور جو انبیا علیہم کے بعد ان کی وراثت دنیا میں باقی ہے علماء دین اوس کے وارث و مالک ہیں۔ خدا کی نعمتوں میں سے در اصل انسان کے واسطے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کیوں نہ ہو کہ خود پروردگار عالم کی صفات میں ایک صفت شمار

ہمتی ہے۔ فرشتوں کو اس سے حصہ ملا۔ انسان کے اشرف المخلوقات
ہونے کا باعث یہی ہے۔ اصلی دلی لذت حقیقی روحانی مسرت آدمی کو
اسی سے حاصل ہوتی ہے۔ دنیا و دین کے لئے انسان کو جسقدر چیزوں کی
ضرورت ہے اون سب میں اعلے و افضل یہی ہے۔ کیونکہ چشمۂ آفتاب کی
مانند اسی میں بذات خود تابندگی محمود اور درخشندگی مسعود موجود ہے اس کے
پرتوی سے روشن ہونے والا انسانی قلب جرم ماہتاب کی طرح آسمان کمال پر
نور افگن ہو کر جہالت کی شب تار کو روز روشن بنا دیتا ہے۔ اس کے
سوا دنیا کی ساری چیزیں جو انسان کیلئے مایہ فخر و ناز ہیں اپنے میں ذاتی خوبی
کچھ نہیں رکھتیں بلکہ کسی نہ کسی اعتباری جہت سے محمود کہی جاتی ہیں۔ مثلاً
زر و سیم جو مرغوب عوام اور مطلوب انام ہیں درحقیقت سنگ و خشت سے
زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ اگر ان سے تحصیل ضروریات کا مقصد حاصل نہ
ہو۔ لباس و طعام بیکار ہیں اگر ان سے حفاظت و بقائے جسم کی غرض
مطلوب نہ ہو۔ علےٰ ہذا القیاس دنیا کی اور چیزیں قدر و عزت کے لائق
اوسی وقت تک ہیں کہ ان سے کچھ غرض نکلے۔ ورنہ ہیچ۔ مگر جوہر علم
خزانۂ کردگار کا ایسا گرانقدر خلعت ہے جس بندے کو ملجاوے اوسے
دونوں جہان کی کامیابی بلا نسبت غیرے دلوائے سعادت و اقبال کے
راستے دکھلا کر مرتبہ ملکی سے آگے بڑھائے۔

اس علم کی فضیلت و علو منزلت اس سے بھی ظاہر ہے کہ اس کا

مقام و مسکن خداوند تعالے نے انسانی وجود کے اندر اس عضو کو مقرر کیا ہے جو تمام جسم کیلئے بمنزلہ بادشاہ کے ہے۔ یعنی قلب جیساکہ جواہرات میں سب گرانقدر بیش بہا گوہر شاہنشاہ کے تاج پر جگہ پاتا ہے بلکہ حکمت و مصلحت الٰہی نے قلب کی زندگی کا دارومدار علم پر ٹھیرایا۔ جہان کا تمام انتظام کارخانۂ دنیا کا اہتمام جو انسان سے متعلق ہے قلب کی طاقتوں سے چلتا ہے۔ اور بے علم والے مردہ قلب میں یہ طاقتیں کہاں۔ پس اس کی طاقت اور سہارے سے گویا تمام عالم زندہ ہے۔ شعر

جہاں را از وجود او ثبات است
حیاتست و حیاتست و حیاتست

حضرت لقمان حکیم نے اپنے فرزند کو نصیحت میں فرمایا۔ یا بنی جالس العلماء وزاحمهم بركبتيك فان الله سبحانه يحيى القلوب بنور العلم كما يحيى الارض بوابل السماء۔ یعنی اے فرزند علم والوں کی صحبت ہمنشینی اختیار کر۔ اور ان کے آگے ادب سے زانو جھکا۔ کیونکہ خداوند تعالے دلونکو علم ہی سے زندہ کرتا ہے۔ جیساکہ بارش کے پانی سے زمین کو زندگی اور سرسبزی بخشتا ہے۔

کسی دانا کا قول ہے۔ اگر مریض کو کھانا۔ پانی اور دوا نہ ملے مرجاتا ہے اسی طرح قلب انسان کو اگر تین روز تک علم و حکمت کی غذا نہ پہنچے مردہ ہو جاتا ہے۔

اقسام علم۔ واضح ہو کہ علم کی بہت قسمیں ہیں۔ بعض اُن میں
شرعی ہیں اور بعض غیر شرعی۔ علوم شرعی اون کو کہا جاتا ہے جو انبیاء کرام
اور اوصیائے عظام علیہم السلام خاصان خدا کو حاصل ہوئے۔ جیسے حق تعالیٰ کی
معرفت کا علم۔ اوس کے اوصاف کا علم۔ اوس کے احکام اور اوامر و نواہی
کا علم۔ غیر شرعی وہ علوم ہیں جو اس کے سوا کسی اور طریق سے حاصل ہوں
مثلاً علم حساب کہ جودۂ ذہن اور ذکاوۂ عقل کی کوشش کا نتیجہ ہے۔
علم طب زمانہ بزمانہ متفرق اطبا کے تجربوں سے پیدا ہوا علم لغت اہل زبان
کے الفاظ و اصطلاحات سن کر جمع کیا گیا وغیرہ۔ ایسے علوم اپنے آثار و نتائج
کے لحاظ سے محمود یا مذموم کہے جاتے ہیں۔ بعض محمود و مستحسن علوم دنیاوی ضروریات
کی مصلحت سے فرض کفایہ ٹھہرائے گئے ہیں۔ مثلاً طب۔ حساب اور دیگر
علوم صناعات کیونکہ ان پر تمدن انسانی موقوف ہے۔ بعض مستحب و مباح
ہیں جیسے علم تاریخ۔ ادب و انشاء وغیرہ کہ ان کو حاصل ہونے سے علوم شرعی کو
تقویت ہوتی ہے۔ اور ان کے لئے بمنزلۂ آلہ ہیں۔ مستحب و مباح اس لئے ہیں کہ
ان سے کوئی خلاف شرع امر کا ارتکاب نہیں لازم آتا۔ مذموم وہ علوم ہیں جن سے
خلاف شرع اور ممنوع باتوں کا نتیجہ نکلتا ہے جیسے علم سحر۔ کہانت۔ شعبدہ۔
موسیقی وغیرہ۔ ان کا سیکھنا سکھانا شرع کے نزدیک ناجائز و ممنوع ہے
بلکہ باقی علوم جن سے علم دین کی تحصیل میں امداد نہ ہو بیفائدہ اور لغو ہیں۔ چنانچہ
منقول ہے آنحضرت صلعم کسی استہ کو تشریف لیجاتے تھے ایک مقام پر کچھ

لوگوں کا مجمع نظر پڑا۔ آپ نے دریافت فرمایا یہ ہجوم کیسا ہے۔ کسی نے عرض کیا۔ یا حضرت ان میں ایک شخص علم انساب کا عالم اہل عرب کے نسب ناموں کو بیان کر رہا ہے۔ فرمایا یہ علم ایسا ہے کہ اس کا نہ جاننا آدمی کو کچھ نقصان نہیں پہنچاتا۔ ایک اور حدیث میں آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ۔ یعنی ہم خدا کی پناہ چاہتے ہیں ایسے علم سے جو کچھ فائدہ نہ دے۔ جناب عیسٰے نے فرمایا۔ مَا اَکْثَرَ الشَّجَرَ وَلَیْسَ کُلُّھَا بِمُثْمِرٍ وَمَا اَکْثَرَ الثَّمَرَ وَلَیْسَ کُلُّھَا بِطَیِّبٍ وَمَا اَکْثَرَ الْعُلُوْمَ وَلَیْسَ کُلُّھَا بِنَافِعٍ۔ یعنی درخت تو کس قدر بےحساب ہیں لیکن سب پھلدار نہیں اور پھل بیشمار ہیں مگر سارے عمدہ نہیں اور علوم کتنے زیادہ ہیں پر تمام نفع والے نہیں۔

علم شرعی جو ہر قسم کے فوائد و منافع کا خزانہ اور ہر طرح مستحسن و مسعود۔ فرخندہ و محمود ہے انبیاء و اوصیاء اور راسخون فی العلم کے ذریعہ دنیا میں پھیلا وہی ہے جسکو خدا تعالٰے نے قرآن میں فرمایا۔ وَلَقَدْ جِئْنَاھُمْ بِکِتَابٍ فَصَّلْنَاہُ عَلٰی عِلْمٍ۔ اس کا اعلی درجہ وہ مقام ہے کہ آنحضرت صلعم نے اوس کی نسبت فرمایا۔ اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ کَھَیْئَۃِ الْمَکْنُوْنِ لَا یَعْلَمُہٗ اِلَّا اَھْلُ الْمَعْرِفَۃِ بِاللّٰہِ تَعَالٰے۔ یعنی ایک علم ایسا ہے کہ پوشیدہ راز کی مانند ہے اوس کو سوا اہل معرفت کے کوئی نہیں جانتا۔ اس قلزم ذخار اور محیط ناپیدا کنار کی وسعت اور لاانتہائی کا کوئی ٹھکانا نہیں جن کو سب سے بڑھ کر اس کا حصہ ملا یعنی انبیاء عظام اور رسولان عالی مقام۔ وہ بھی اسکی تہ تک پہنچنے سے قاصر ہے اور مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ

کہکر عجز کا اقرار کیا۔ ادنے درجہ یہ ہے جس کی بابت آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَّ مُؤْمِنَةٍ۔ یعنی طلب کرنا علم کا ہر مومن اور مومنہ پر فرض ہے۔ اس میں اتنا ہوتا ہے کہ خداوند تعالےٰ کے وجود اور وحدانیت کا علم ہو۔ اوس کے اوصاف ثبوتی و سلبی سے آگاہی اوس کی صنعت و قدرت میں غور و فکر۔ رسالت رسول برحق اور امامت اوصیاے مطلق کی تصدیق شرع کے احکام اور امر اور نواہی۔ حلال و حرام۔ فرائض مسنونات مستحبات و مکروہات کے علم سے آگاہ اور اس پر عامل ہو۔

ان دو درجوں کے درمیان بہت سے مختلف مراتب علم شرعی محمود کے ہیں۔ آئمہؑ کا علم۔ عارفین کا علم مجتہدین مرتاضین کا علم اور واعظین کا علم وغیرہ وغیرہ۔ ان میں سے ہر ایک اپنی قابلیت اور خداداد استعداد کے موافق اس عظیم الشان مبارک نعمت سے بہرہ یاب ہوتے ہیں۔ اور اوس کے فیض و برکت سے بارگاہ کبریائی کے قرب و وصال کی لذت پاکر خلق خدا کو اوس کے راستے بتاتے ہیں۔ اور اون پر چلنے کی ہدایت فرماتے ہیں۔

اس مبارک علم حقیقی کو خداوند پاک نے قرآن مجید میں ان اسمائے گرامی سے ذکر فرمایا ہے۔ علم۔ ضیا۔ نور۔ ہدایت۔ رشد۔ فقہ۔ حکمت۔ اور جناب رسالتمآب صلعم نے اسی کی نسبت فرمایا۔ حاصل کرنا علم کا ہر مومن اور مومنہ کا فرض ہے۔ اور فرمایا اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّیْنِ۔ یعنی حاصل کرو علم کو اگرچہ وہ اسقدر دور دراز فاصلہ پر ملے جیسا کہ ملک چین۔ اور فرمایا۔ وَهَلْ يَنْفَعُ الْقُرْاٰنُ اِلَّا بِالْعِلْمِ یعنی علم

کے بغیر قرآن کچھ نفع نہیں دیتا۔ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا لیس شیئٌ اعزّ من العلم الملوک حکام علی الناس والعلماء حکام علی الملوک یعنی علم سے بڑھکر دنیا میں کوئی چیز نہیں بادشاہ لوگوں پر حکومت کرتے ہیں اور اہل علم بادشاہوں پر فرماں روا ہیں۔ کمیل ابن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کو جناب امیر المومنین علیہ السلام نے وصیت میں ارشاد فرمایا۔ یا کمیل العلم خیرٌ من المال۔ العلم یحرسک وانت تحرس المال۔ والعلم حاکمٌ والمال محکومٌ والمال تنقصہ النفقۃ والعلم یزکو بالانفاق۔ یعنی اے کمیل، علم بہتر ہے مال سے۔ علم تیری حفاظت کرتا ہے اور مال کی حفاظت تجھے کرنی پڑتی ہے۔ علم حاکم ہے اور مال محکوم ہے۔ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم خرچ سے نکھرتا اور زیادہ ہوتا ہے۔

کہتے ہیں کسی حکیم دانشمند سے پوچھا گیا کہ آدمی کو دنیا سے کیا لینا چاہئے۔ قال الّتی اذا غرقت سفینتک سبحت معک یعنی العلم۔ کہا وہ چیز کہ تیری کشتی غرق ہونے کے وقت تیرے ساتھ تیرتی رہے۔ مراد اس سے یہ ہے کہ دریائی ہستی میں طوفان موت جب تیری کشتی جسم کو ڈبوئے تو وہ چیز تیری روح کے ساتھ تیر کر صحیح وسلامت ساتھ رہے۔

تحصیل علم کے فضائل

علم کی برکت وشرافت کے باعث آنحضرت صلعم نے علاوہ اس کے کہ تحصیل علم کو فرض قرار دیا اور بہت مدارج شرف اور مراتب فضل اوسکی تحصیل کیلئے

ارشاد فرمائے - حدیث میں ہے - کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا - مَنْ جَاءَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لِيُحْيِيَ بِهِ الْاِسْلَامَ فَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْاَنْبِيَاءِ فِي الْجَنَّةِ دَرَجَةٌ وَاحِدَةٌ - یعنی جس کسی کو موت آوے ایسی حالت میں کہ علم حاصل کر رہا ہو اسلام کو رونق و تازگی دینے کی غرض سے پس اوس کے اور انبیاء کے درمیان بہشت میں صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا - آنحضرت صلعم نے جناب ابوذر غفاری رض کو وصیت میں فرمایا - یا اباذر حُضُوْرُ مَجْلِسِ عَالِمٍ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ اَلْفِ رَكْعَةٍ وَعِيَادَةِ اَلْفِ مَرِيْضٍ وَشُهُوْدِ اَلْفِ جَنَازَةٍ - یعنی اے ابوذر رض عالم کی خدمت میں علم دین حاصل کرنیکی غرض سے ایک مرتبہ حاضر ہونا بہتر ہے ہزار رکعت نماز سے - اور بہتر ہے ہزار مریضوں کی عیادت اور ہزار جنازوں کی مشایعت سے - اور فرمایا آنحضرت صلعم نے - لَيْسَ مِنْ اَخْلَاقِ الْمُؤْمِنِ التَّمَلُّقُ اِلَّا فِي طَلَبِ الْعِلْمِ - یعنی مومن کے اخلاق و عادات سے نہیں ہے کہ کسی شے کے لئے انسان کے آگے خوشامد و چاپلوسی کرے مگر تحصیل علم کے لئے - پس علم کی علو منزلت کے لحاظ سے اوس کی طلب میں خوشامد بھی مستحسن و محمود ہے - اور حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص اپنے گھر سے تحصیل علم کیلئے نکلے - ستر ہزار فرشتے اوس کے جلو میں دعاء مغفرت کرتے چلتے ہیں - اور فرمایا آں حضرت صلعم نے جو شخص علم کا ایک باب اس غرض سے سیکھے کہ لوگوں کو سکھلائے - خداوند عالم ستر صدیقوں کا ثواب اوسے عطا کرتا ہے - جناب صادق ع فرماتے ہیں - جس نے دنیا میں علم دین حاصل کیا ہو قیامت کے روز خداوند عالم اوس کی طرف رحمت کی نظر کریگا - اور اوس

اعمال مقبول نہ ہونگے۔ اور فرمایا تحصیل علم کی غرض سے جب مومن راستہ چلتا ہے۔ خداتعالےٰ اوس کیلئے بہشت کا راستہ کھول دیتا ہے۔ فرشتے اوس کے قدموں کے نیچے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں۔ اور تمام مخلوقاتِ آسمان و زمین یہاں تک کہ دریا کی مچھلیاں تک اوس کے حق میں مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ صحابی حضرت امیرالمومنین عمؓ جناب ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ دین کے ایک مسئلہ کا علم حاصل کرنا میرے نزدیک تمام شب عبادت میں کھڑا رہنے سے بہتر ہے۔ اور فرمایا۔ علم کی ایک مجلس میں حاضر ہونا لہو و لعب کی ہزار مجلسوں کا کفارہ ہے۔ صحابی مذکور رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام میں فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص خیال کرے۔ علم کی طلب میں صبح کو نکلنا جہاد سے کچھ کم رتبہ رکھتا ہے میرے نزدیک اوس کی رائے ناقص اور عقل خطاکار ہے۔

علوم دینی کے سکھانے اور پھیلانے کی فضیلت

تعلیم و تدریس کے فضائل و ثواب اس قدر بےحساب ہیں جنکی کوئی حد شمار نہیں کیونکہ دین حق کی ہدایت کرنا اور علوم شرعی لوگوں کو سکھانا دراصل انبیائے عظام اور اوصیائے کرام کا منصب ہے۔ اون کی عدم موجودگی اور غیبت کے وقت میں اس امر عظیم کے متکفل علماء اعلام اور مجتہدین عالی مقام ہیں۔ اس مقدس گروہ کی عظیم الشان کارگزاری کے لحاظ سے خداوند عالم نے قرآن مجید میں بہت سی آیات کے اندر ان کی طرف اشارہ فرما کر اون کے شرف و توقیر کو ظاہر کیا ہے۔

چنانچہ فرماتا ہے۔ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحاً یعنی
بات کرنے میں اوس سے کون اچھا ہے جو لوگوں کو خدا کی طرف بلاتے اور
عمل نیک کرے۔ حدیث میں ہے کہ جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا۔ مَا اَتیٰ
اللّٰہُ عَالِماً عِلْماً اِلَّا وَ اُخِذَ عَلَیْہِ مِنَ الْمِیْثَاقِ مَا اُخِذَ عَلَی النَّبِیِّیْنَ اَنْ
یُبَیِّنُوْہُ لِلنَّاسِ وَلَا یَکْتُمُوْنَہٗ۔ یعنی خداوند عالم نے کسی عالم کو علم نہیں دیا
مگر یہ کہ اون سے عہد و میثاق لیا۔ جیسا کہ انبیاؑ اور اوصیاؑ سے لیا۔ اس امر کا کہ
لوگوں کو اوس علم کی تعلیم کریں اور پوشیدہ نہ رکھیں۔ حدیث میں منقول ہے کہ
حضرت رسالت مآب صلعم نے فرمایا۔ جب قیامت کا روز ہوگا پروردگار
عالم عابدوں اور زاہدوں کو فرمائیگا۔ تم بہشت میں جاؤ۔ اوس وقت علماء
کا گروہ عرض کریگا۔ خداوندا ان لوگوں نے ہمارے علم کی برکت اور تعلیم کی
بدولت تیری عبادت و طاعت کی ہے۔ پس اللہ تعالے یہ سنکر فرمائیگا
تم لوگ میرے نزدیک ایسے ہو جیسے میرے فرشتے۔ بہشت میں جاؤ۔ اور
جس کی تم شفاعت کروگے اُسے بھی بہشت میں رکھونگا۔ پس گروہ علماء
سب کے سب عزت و وقار کے ساتھ بہشت میں لیجائے جائینگے۔ ایک
اور حدیث ہے۔ کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ بہت اچھا عطیہ اور نہایت عمدہ
تحفہ ہے حکمت و دانش کا ایک کلمہ جو تو عالم دین سے سنے۔ یاد رکھے اور
اپنے دوسرے مومن بھائی تک اوس کو پہنچائے کہ اس کا ثواب تیرے واسطے
ایک سال کی عبادت کے برابر ہے۔ ایک اور حدیث میں آنجنابؐ نے فرمایا کہ

مرد مومن اپنے مومن بھائی کو اس سے بہتر کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا کہ عالم دین سے ایک حدیث سنے اور دوسرے کو جاکر سنائے۔ نیز فرمایا ہے آنجناب صلعم نے کہ مرد مومن کلمہ خیر سنے۔ اوس پر عمل کرے اور دوسروں کو تعلیم کرے۔ اس کا ثواب اوس کے واسطے ایک سال کی عبادت سے زیادہ ہے۔

منقول ہے کہ ایک بار جناب سرور عالم صلعم کہیں تشریف لئے جاتے تھے راستے میں آپنے دو مجلسیں دیکھیں۔ ایک مجلس والے خدا تعالے سے کچھ دعا مانگ رہے تھے۔ دوسری مجلس میں احکام دین کی تعلیم و تلقین ہو رہی تھی۔ پہلوں کی نسبت فرمایا۔ یہ لوگ خدا سے کچھ مانگ رہے ہیں۔ چاہے خدا ان کو کچھ دے چاہے نہ دے۔ دوسروں کی بابت فرمایا۔ یہ لوگ خلقت کو ہدایت کرتے ہیں اور علم سکھاتے ہیں۔ اور میں بھی تعلیم خلائق کے لئے ہی بھیجا گیا ہوں۔ پس آپ اس مجلس میں تشریف لیگئے۔ اور بیٹھ گئے۔ فضیلت تعلیم و تدریس اور اس کی علو منزلت پر آنحضرت صلعم کی حدیث مشہور اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ یعنی عمل خیر کی طرف رہنمائی کرنے والے کا ثواب ایسا ہی ہے جیسا کہ عمل کرنے والے کا کافی شہادت ہے۔

اقوال حکمت میں دانشمندوں نے لکھا ہے۔ علم سیکھو۔ کیونکہ اس کا سیکھنا عبادت۔ اس کے شغل میں تسبیح و تقدیس کا ثواب۔ اس میں بحث کرنا جہاد کرنا ہے۔ اور جاہلوں کو سکھانا صدقہ ہے۔ علم تنہائی کا مونس۔ خلوت کا مصاحب۔ دین کا رہبر۔ ہنگام مصیبت میں دلنواز رفیق ہر مشکل و آفت

میں خیرخواہ مشیر۔ راہ جنت کی مشعل۔ باغ فردوس کی کلید اور سب سے بڑی فضیلت یہ کہ تقرب و رضاء الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ اس کے سوا کوئی نہیں۔

اہل علم کی فضیلت

علماء اعلام اور فقہاء عالیمقام کی عزت و شان بلحاظ ظاہر و باطن ایسی ارفع و اعلیٰ ہے کہ دنیا میں بعد درجۂ نبوت اور امامت کے اس سے فزوں تر کوئی رتبہ بھی نہیں۔ سلاطین عظام و شاہان کیواں مقام کا رعب و احتشام دولت و زینت ظاہری حشمت و شکوہ سروری زور سپاہ و قوت لشکری پر ہوتا ہے۔ مگر باخدا بزرگواروں کی عظمت و توقیر باوجود تواضع اور انکسار کے کچھ قدرتاً ایسی ہوتی ہے کہ ہر وضیع و شریف۔ امیر و فقیر۔ جوان و پیر ان کے پاس ادب اور حفظ حرمت کو اپنے اوپر لازم جانتا ہے۔ علاوہ اس کے بڑے بڑے سرکش و مغرور نشۂ اقبال میں مخمور۔ صاحب طبل و علم سلاطین باحشم اون کے آگے تعظیم و ادب سے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ اس قدر رعب و ہیبت ان بندگان خدا کو بلا کسی سامان ظاہری کے صرف برکت علم و فضل کے باعث خدا کی طرف سے عطا ہوئی ہے۔ یہ ان بزرگواروں کے مراتب ظاہری کی کیفیت ہے۔

باطنی مدارج و مناصب کی نسبت خداوند عالم فرماتا ہے۔ یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ۔ یعنی بلندی عطا کریگا اللہ تعالے تم میں سے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جو لوگ نعمت علم دیئے گئے۔

اون کو درجات عالی عطا کریگا۔ اسی آیت مبارک کی تفسیر میں ایک حدیث منقول
ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ قیامت میں علما کا مرتبہ مومنوں کے مرتبہ کی نسبت
سات سو درجہ بلند ہوگا۔ اور ہر درجہ کا درمیانی فاصلہ پانچسو سال کی راہ کے برابر
ہوگا۔ پھر علما کی شان میں خداوند عالم فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ
مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ۔ یعنی اس کے سوا نہیں کہ خوف کرتے ہیں اللہ تعالےٰ
کا اوس کے بندوں میں سے علما لوگ۔ پس خشیتہ و خوف الٰہی کا مرتبہ عالی
بر قربان درگاہ کیلئے مخصوص ہے اس برگزیدہ گروہ کو خداوند عالم نے اوس
سے متصف فرمایا۔ اور فرمایا۔ وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُہَا لِلنَّاسِ
وَمَا یَعْقِلُہَا اِلَّا الْعَالِمُوْنَ۔ یعنی یہ مثالیں ہم بیان کرتے ہیں لوگوں
کے واسطے۔ اور نہیں سمجھتا ان کو مگر عالم لوگ۔ حدیث ابوذر رض میں جو پہلے گذر
چکی ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز
ہزار مریض کی عیادت اور ہزار جنازوں کی مشایعت سے زیادہ ثواب رکھتا ہے
حضرت ابوذر رض نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلعم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں
قرآن کی تلاوت کرنے والے کے واسطے کیا ثواب ہے۔ آپنے فرمایا۔ وَھَلْ یَنْفَعُ
الْقُرْاٰنُ اِلَّا بِالْعِلْمِ۔ یعنی نہیں نفع دیتا قرآن مگر علم کے ساتھ پھر اہل علم
کی شان میں خداوند عالم فرماتا ہے۔ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ
لَا یَعْلَمُوْنَ۔ یعنی کیا مساوی و برابر ہوسکتے ہیں وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور
وہ جو علم سے عاری ہیں۔ اس کے سوا احادیث میں بھی علما کرام کے بہت سے

فضائل آنحضرت صلعم نے فرمائے ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔ اَقْرَبُ النَّاسِ مِنْ دَرَجَةِ
النُّبُوَّةِ اَهْلُ الْعِلْمِ۔ یعنی سب سے زیادہ قریب درجۂ نبوت سے اہل علم لوگ
ہیں اور فرمایا۔ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ۔ یعنی صاحبان علم وارث
ہیں پیغمبروں کے۔ ظاہر ہے کہ تمام عالم میں بزرگی و فضیلت کے لحاظ سے
درجۂ نبوت افضل ترین مراتب ہے۔ امت میں اس سے بڑھ کر اور کونسا رتبہ
ہوگا کہ اشرف انبیاء صلعم ان کو قریب بدرجۂ نبوت اور وارث انبیاؑ
قرار دیں۔ حدیث میں ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ
اِنِّيْ عَلِيْمٌ اُحِبُّ كُلَّ عَلِيْمٍ۔ یعنی خلاق عالم نے حضرت ابراہیمؑ کو
وحی میں فرمایا اے ابراہیمؑ میں علیم ہوں اور ہر صاحب علم کو دوست رکھتا
ہوں۔ ایک اور حدیث میں آنجناب صلعم نے فرمایا۔ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ
كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ۔ یعنی عالم کو عابد پر
ایسی فضیلت ہے جیسے چودھویں کے پورے چاند کو باقی ستاروں پر۔
ایک اور حدیث میں فرمایا ہے۔ فَضْلُ الْمُؤْمِنِ الْعَالِمِ عَلَى الْمُؤْمِنِ الْعَابِدِ
بِسَبْعِيْنَ دَرَجَةً۔ یعنی مومن عالم کو مومن عابد پر ستر درجہ بزرگی و فضیلت
ہے۔ ایک اور حدیث میں فرمایا۔ يُوْزَنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِدَادُ الْعُلَمَاءِ
بِدَمِ الشُّهَدَاءِ فَيَرْجَحُ۔ یعنی قیامت کے روز علما کی دواتوں کی
سیاہی شہدا کے خون کے ساتھ وزن کی جائیگی۔ پس فضیلت میں
خون شہدا سے بڑھ جائیگی۔ ایک اور حدیث میں فرمایا۔ يَسْتَغْفِرُ لِلْعَالِمِ

مافی السمٰوٰت وما فی الارض - یعنی عالم کیلئے دعاء مغفرت کرتی ہیں وہ
تمام چیزیں جو آسمانوں پر ہیں اور جو زمین پر ہیں - ایک اور حدیث میں ہے
فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادنیٰ رجل من اصحابی - یعنی عالم
کو عابد پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسے مجکو اصحاب میں سے ایک ادنیٰ شخص پر -
جناب امیر المومنین ع نے اہل علم لوگوں کی شان میں فرمایا - لیس شئی اعز من
العلم الملوک حکام علی الناس العلماء حکام علی الملوک - یعنی علم سے
بڑھکر کوئی چیز دنیا میں عزت والی نہیں - کیونکہ سلاطین تمام آدمیوں پر
حکومت کرتے ہیں اور علماء سلاطین پر - دیوان منسوب بجناب امیر المومنین ع
میں اشعار ذیل علما کی فضیلت پر مشتمل منقول ہیں - اشعار -

وما الفخر الا لاهل العلم انهم	علی الهدی لمن استهدی ادلاء
وقدر کل امرء ما کان یحسنه	والجاهلون لاهل العلم اعداء
ففز بعلم تعش حیا به ابدا	الناس موتی واهل العلم احیاء

یعنی دنیا میں سوا اہل علم کے فخر کسی کو نہیں - کیونکہ یہ لوگ ہدایت کے طلبگاروں
کو ہدایت کی طرف رہنمائی کرنیوالے ہیں - ہر ایک انسان کی قدر اوسی چیز سے
ہے جو اوس کو خوبی کے ساتھ متصف کرے - مگر جاہل بعلم ہمیشہ علم والوں کے
دشمن ہوا کرتے ہیں - پس تحصیل علم میں کامیابی حاصل کر اوس کے ساتھ
ہمیشہ زندگی کے عیش کریگا کیونکہ بے علم لوگ مردوں کی مانند ہیں اور حقیقی
زندگی علم والوں کو حاصل ہے - حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے

فرمایا۔ لَوْلَا الْعُلَمَاءُ لَصَارَ النَّاسُ مِثْلَ الْبَهَائِمِ۔ یعنی اگر دنیا میں اہل علم کا مبارک وجود نہ ہوتا لوگ جہالت کے باعث مثل چارپایہ جانوروں کے ہو جاتے۔ منقول ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ اَلْعَالِمُ الَّذِیْ یَنْتَفِعُ النَّاسُ بِعِلْمِہٖ خَیْرٌ مِّنْ سَبْعِیْنَ اَلْفِ عَابِدٍ۔ یعنی وہ عالم جس کے علم سے لوگ دین کا فائدہ حاصل کریں ستر ہزار عابدوں سے بہتر ہے۔

ان کے سوا علماء دین کی تعریف و فضیلت کے متعلق بیشمار حدیثیں اور اقوال آئمہ علیہم السلام سے منقول ہیں۔ جو احادیث کی بڑی کتابوں میں اور اخلاق کی دینی کتب میں مذکور ہیں۔ اگر انسان غور کی نگاہ سے ان فضائل پر نظر کرے۔ یقیناً اوس کو معلوم ہو جائے۔ کہ زندگی کا مقصد اصلی اور صرف حقیقی علوم دین کی تحصیل ہے۔ وقت کی بے بہا نعمت اور ایام حیات کی بے بدل دولت سوائے علوم شرعی اور حقائق دینی کے اور کسی اوقات شغل میں صرف کرنے کے لائق نہیں۔ ان فضائل بیشمار پر مطلع ہونیکے بعد لازم ہے کہ اون بزرگواروں کے حالات زندگی کی سیر کرے۔ جنکی تمام عمر گرانمایہ انہیں علوم کی اشاعت و خدمت میں صرف ہوئی۔ کمال محنت و جانکاہی کی مشقت برداشت کر کے قرآن و احادیث سے احکام شرعی استنباط کر کے اون کو عام عبارات میں لاکر بندگان خدا کو تاقیامت دین و دنیا کا فائدہ پہنچایا جناب سرور کائنات صلعم کی وفات کے بعد دین حق کی تعلیم و ہدایت کے سرچشمہ آئمہؑ کی ذوات مقدسہ سے جاری رہے۔ بنفس طاہر ابن حضرت ختم المرسلین کے

زمان فیض ترجمان کے بعد مجتہدین کرام اور علماء اعلام عامہ خلائق کی تعلیم دینی کے متکفل ہوئے۔ امام آخر الزماں علیہ السلام کی غیبت کبریٰ کے زمانہ سے لیکر اس وقت تک اور آئندہ قیامت تک اہل علم حامیان دین اور حاملان شرع متین کا ایک برگزیدہ گروہ رہا ہے اور رہیگا۔ جو دین حق کی منادی کر کے مکلفین کی ذمہ پر اتمام حجت کرتا رہا اور کرتا رہیگا۔ اور ایسا ہونا ضروری اور لازمی ہے۔ کیونکہ خداوند عالم جیسا اوس نے وعدہ فرمایا خود اپنے دین کا حامی اور حافظ ہے۔

ہر صدی میں عالم جلیل القدر کا مجدد دین ہونا

کتاب کافی میں حدیث معتبر منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ میری امت کے راہ راست پر چلنے والے گروہ میں ہر صدی کے شروع پر ایک عالم جلیل دین حق کا حامی اور مجدد ہوگا۔ چنانچہ علامہ شیخ بہاء الدین عاملی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب رسالہ وجیزہ الحدیث کے دیباچہ میں اور بڑے بڑے علماء مورخین مثلاً علامہ ابن اثیر اپنی کتاب تاریخ جامع الاصول میں اور ابن خلکان اپنی کتاب تاریخ میں لکھتے ہیں۔ کہ مذہب شیعہ کے خواص میں سے یہ امر ہے۔ کہ ہر ایک ہجری صدی کے ابتدا میں کوئی نہ کوئی زبردست عالم دین اس مذہب کا مجدد اور حامی ہوتا رہا ہے۔ پس پہلی صدی کے مجدد مذہب حق امام ہمام جناب جعفر ابن محمد الملقب بصادق آل محمد ہوئے ہیں۔ ولادت باسعادت آنجناب کی ۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ ہجری ہے۔ زندگی بھر جسقدر ممکن ہوا۔ اور دشمنان دین کے ظلم و ستم سے مہلت ملی۔ آپ نے شریعت جد بزرگوار اور

طریق آئمۂ اطہار کو خوب پھیلایا۔

دوسری صدی کے مروج و مجدد امام عالیمقام جناب علی ابن موسیٰ رضا ہیں کہ پیدائش آپکی گیارہ ذیقعدہ ۱۵۳ھ ہجری کو ہوئی۔ آنجناب نے بھی اپنے مبارک عہد میں دین آباء طاہرین کو خوب روشن کیا۔ اور مذہب حق کے احکام و اصول کو دور دور تک پھیلایا۔

تیسری صدی کے مجدد و مروج نائب ائمہ طاہرین ثقۃ الاسلام محمد ابن یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ ہوئے۔ محمد آپکا نام نامی تھا۔ اور بہ اصطلاح علماء میں ثقۃ الاسلام آپ کا لقب ہے۔ کلین ملک رے میں ایک قصبہ کا نام ہے۔ وہاں کی بود و باش کے باعث کلینی کہلاتے ہیں۔ جن بزرگواروں نے احادیث اور اخبار رسول خدا صلعم اور آئمۂ کو جمع کر کے مرتب کیا۔ آپ اون سب میں اعلیٰ ہیں۔ بیس سال کے عرصہ میں بڑی محنت و کوشش سے احادیث معتبر جمع کر کے کتاب کافی تیار کی۔ کہتے ہیں کہ کل احادیث آنجناب کی جمع کی ہوئی اس کتاب میں سولہ ہزار ایک سو ننانوے ہیں۔ ۳۲۹ھ میں شہر بغداد کے اندر آپنے انتقال کیا۔

چوتھی صدی کے مجدد مذہب اور مروج دین جناب علی ابن حسین سید مرتضیٰ علیہ الرحمۃ کو لکھتے ہیں۔ اسم گرامی جناب کا علی تھا۔ اور لقب آپ کے مرتضیٰ۔ علم الہدیٰ۔ ذوالمجدین اور افضل الثمانین تھے۔ مرتضیٰ آنجناب کے والدین کی طرف سے لقب مقرر تھا۔ علم الہدیٰ جناب امیر المومنین ع نے بشارت میں لقب مقرر فرمایا تھا۔ ذوالمجدین اس لئے کہتے ہیں کہ آپ کو ریاست دین اور

دولت و دنیا ہر دو سے سرفراز تھے۔ ثمانین کے معنی اسّی۔ یہ اس لئے لقب ہو گیا کہ اتفاق سے آپکی وفات کے وقت تمام متعلق چیزیں اسّی اسّی شمار میں آئیں۔ چنانچہ سن شریف اسّی سال ہوا کتب خانہ آپکا مع تصنیفات اور دیگر کتب اسّی ہزار مجلد کا خزانہ تھا۔ بعد وفات آپکے کتب خانہ کی قیمت اسّی ہزار تومان اندازہ کی گئی۔ کتاب ثمانین آنجناب کی تصانیف میں ایک بڑی کتاب ہے۔ سال ولادت آپ کا سنہ ٣٨٥ہ ہجری تھا۔ اور سنہ ٤٣٦ہ ہجری میں آنجناب نے وفات پائی۔

پانچویں اور چھٹی صدی کے مجدد کا نام موجودۃ الوقت کتابوں میں مؤلف کو نہیں ملا۔ صاحب قصص العلما نے صرف اس قدر بیان کیا ہے کہ ابن خلکان مشہور مؤرخ جو سنہ ٦ھ صدی میں ابن حاجب نحوی کا ہمعصر ہوا ہے اپنے وقت تک ہر صدی کے مروج و مجدد مذہب شیعہ کا حال اپنی تاریخ میں لکھتا ہے۔ صاحب لؤلؤۃ البحرین بھی دوسری کتابوں کا حوالہ دیکر چھوڑ گئے ہیں۔

ساتویں صدی میں مجدد مذہب حق فاضل مشہور محمد ابن محمد ابن حسن طوسی رحمۃ اللہ علیہ معروف بہ محقق طوسی گذرے ہیں۔ لقب آپکا نصیر الدین تھا۔ تمامی علوم مروجہ فلسفہ۔ ریاضی۔ نجوم۔ طبعیات۔ الہیات میں مہارت کلی اور ملکۂ خاص کے باعث آنجناب اوستاد البشر کہے جاتے تھے۔ ولادت آپکی سنہ ٥٩٧ہ ہجری کی ہے اور انتقال سنہ ٦٧٢ہ ہجری میں کیا۔

علی ہذالقیاس گیارھویں صدی میں طریقۂ حقہ اثنا عشریہ کے مجدد و مروج

حاوی علوم عقلیہ و نقلیہ خاتم المحدثین حامی شرع مبین علامہ جلیل آخوند ملا محمد باقر مجلسی اصفہانی اعلی اللہ مقامہ تھے۔

بارھویں صدی کے حامی دین مجدد مذہب فرید الدہر وحید الزمان افضل العلماء اکمل الفقہا اوستاد الکل فی الکل عالم باعمل آقا محمد باقر بن اکمل الدین محمد بہبہانی اعلی اللہ درجاتہ ہوئے ہیں۔ آپ ایران میں قصبہ بہبان کے متوطن تھے۔ تحصیل علوم کے بعد کربلائے معلی میں سکونت اختیار کی۔ رشتہ میں جناب ملا محمد تقی مجلسی رحمتہ اللہ علیہ کے دختری جانب سے دور کے سلسلہ میں نواسے تھے۔ چنانچہ اپنی تصانیف میں سلسلہ نسب کے اندر نہایت فخر کے ساتھ ملا محمد تقی مرحوم کو جد مادری اور ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ کو خال مفضال لکھتے ہیں۔ ۱۱۱۷ھ ہجری میں اصفہان کے قریب قصبہ بہبان میں پیدا ہوئے اور ۱۲۰۵ھ ہجری میں کربلائے معلی کے اندر انتقال کیا۔ قریب ایک سو سال کے سن شریف ہوا۔ زندگی کا تمام زمانہ کتب دینیات کی تصنیف وتالیف اور علوم شرعیہ کی وعظ و تدریس میں صرف کیا۔ کتب مصنفہ کی کثرت سے آں جناب کے دینی مساعی جمیلہ کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اولاد میں دو صاحب علم و فضل فرزند صاحب اجتہاد چھوڑے۔ ایک صاحب اقبال جناب آقا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ مصنف کتاب مقامع الفضل۔ دوم جناب آقا محمد حسین رحمتہ اللہ علیہ۔ جو نہایت درجہ نیک طینت باسعادت حامی دین تھے۔

ایران کا خاندان شاہی جس کی ظل حمایت میں دین حق نے عروج پایا اور جناب مجلسی مرحوم نے جوہر قابلیت دکھایا

ملک ایران میں صدہا برس سے شیعہ مذہب کی بادشاہت چلی آتی ہے کئی ایک شاہی خاندانوں کا دور حکومت اپنے اپنے وقت میں کامیابی کے ساتھ شان و شکوہ سے ہو گذرا لیکن جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کے عہد کا خاندان جو صفویہ سلسلہ کے نام سے مشہور ہے اپنی عظمت و جلالت حسبی و نسبی شرافت دینی و مذہبی حمایت اور پرجوش خالص عقیدت کے لحاظ سے تمام سابقہ شیعہ سلطنتوں پر فائق تھا۔ اس خاندان کے سایۂ حمایت میں ملک کے اندر بڑے بڑے جلیل القدر صاحب کمال علما فضلا علوم رسمی و فنون مروجہ کے ماہر ہو گذرے۔ خصوصاً علم دینیات میں یہاں کے باکمالوں نے خوب ترقی کی۔ اور اپنے اپنے بادشاہ وقت کے ظل راحت میں بیٹھے دشمنان دین کی دسترس سے محفوظ بے کھٹکے علوم ائمہ طاہرین اور احکام شرع مبین کو پھیلاتے رہے۔ جناب ملا مجلسی رحمتہ اللہ اپنی کتاب رسالۂ رجعت کے دیباچہ میں اس عہد فرخندہ مہد کی سعادت و برکت کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ حدیثوں کی تلاش اور جمع کے وقت دو

حدیثیں میری نظر سے ایسی گذریں۔ جن میں امام علیہ السلام نے اس مبارک خاندان
کی بادشاہت کے متعلق بشارت دی اور پیشینگوئی کی ہے۔ چنانچہ کتاب مذکور
کے دیباچہ کی فارسی عبارت کے ترجمہ سے ظاہر ہو جائیگا جو حسب ذیل ہے۔ اما بعد
بندۂ حقیر خاکسار محمد باقر بن محمد تقی مجلسی حشر ہما اللہ مع الائمۃ الابرار کہتا ہے کہ
جملہ صاحبان عقل و فہم اور تمام سالکان راہ بصیرت و ہدایت پر واضح ہو۔ کہ
تمامی مومنین پر اس شاہی خاندان صفویہ کے سلسلہ کا شکر گذار ہونا واجب
اور لازم ہے۔ کیونکہ یہ سلاطین اپنے اجداد طاہرین آئمہ معصومین علیہم السلام
کے ستون مذہب کو اپنی حمایت و نصرت سے پختہ و مضبوط رکھنے والے ہیں۔ اور
شریعت مصطفوی کے احکام و قوانین یعنی ملت نبوی کے درخت کی شاخیں
ان کی خالص لوجہ اللہ کوششوں سے تازہ اور سرسبز ہیں۔ اس ذرہ بمقدار نے
اسی سلطنت عالم افروز کے خورشید کی روشنی میں توفیق پائی کہ آئمہ اطہار کی
احادیث و اقوال کو پچیس جلد کتاب بحار الانوار میں جمع کیا۔ اور مومنین طالبان علوم
دینی کو اس سے نفع عظیم پہنچا۔ کتاب مذکورہ کیلئے احادیث جمع کرنے کے اثنا
میں اس قاصر کی نظر سے دو حدیثیں ایسی گذریں جن میں آئمہ اہلبیت علیہم السلام نے
اس عالی منزلت سلطنت کی پیشین گوئی کے طور پر خبر دی ہے۔ چنانچہ پہلی
حدیث یہ ہے کہ شیخ عالی وقار محمد ابن ابراہیم نعمانی جو کہ محدثین کبار سے ہیں کتاب
غیبت میں بسند معتبر ابو خالد کابلی سے روایت کرتے ہیں کہ امام عالیمقام
محمد ابن علی باقر علوم الانبیاء و المرسلین علیہ السلام نے فرمایا۔ کانی بقوم

كَأَنِّي بِقَوْمٍ قَدْ خَرَجُوا بِالْمَشْرِقِ يَطْلُبُونَ الْحَقَّ فَلَا يُعْطَوْنَهُ ثُمَّ يَطْلُبُونَهُ فَلَا يُعْطَوْنَهُ - فَإِذَا رَأَوْا ذَالِكَ وَضَعُوا سُيُوفَهُمْ عَلَى عَوَاتِقِهِمْ فَيُعْطَوْنَ مَا سَئَلُوا فَلَا يَقْبَلُونَهُ حَتَّى يَقُومُوا فَلَا يَدْفَعُونَهَا إِلَّا إِلَى صَاحِبِكُمْ قَتْلَاهُمْ شُهَدَاءُ - **ترجمہ** - گویا میں دیکھتا ہوں کہ مشرق کی جانب سے ایک گروہ نکلیگا - اور لوگوں سے دین حق کا طالب ہوگا - اس کی طرف اون کو بلائیگا - پس لوگ قبول نہ کرینگے - پھر اون کا خواستگار ہوگا اور وہ نہ مانینگے - اوس گروہ کے لوگ جب ایسا دیکھینگے - اپنی تلواریں شانوں پر علم کرینگے - اور جہاد کرینگے - تب لوگ دین حق کی طرف آئینگے - گروہ والے اس پر بھی راضی نہ ہونگے - جب تک کہ اون پر بادشاہت نہ کریں اور بادشاہت اون میں رہیگی کسی کو نہ دینگے سوائے تمہارے صاحب یعنی صاحب الامر کے - اور جو شخص اون کے ساتھ ہو کر مارا جائیگا وہ شہید ہوگا - جناب علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ اس کے بعد فرماتے ہیں - صاحبان بصیرت پر واضح ہے کہ مشرق کی طرف سے اٹھ کر جس گروہ نے لوگوں کو دین حق کی طرف دعوت دی - وہ خاندان صفویہ کے بادشاہوں کا سلسلہ ہوا ہے - اس حدیث شریف میں تمام مومنین کو اور خصوصًا اس سلطنت کے اعوان و انصار کو پوری بشارت دی گئی ہے -

دوسری حدیث - شیخ موصوف الصدر کتاب غیبت میں بسند معتبر جناب امام جعفر الصادقؑ سے روایت کرتے ہیں - کہ آپنے فرمایا - ایک روز جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اون واقعات کی خبر دے رہے تھے

جو آنجنابؑ کے بعد سے لیکر ظہور امام آخر الزماں علیہ السلام تک واقع ہونگے
جناب سید الشہدا امام حسین علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار سے سوال کیا۔
یا حضرت خداوند عالم اپنی زمین کو ظالموں سے کس وقت پاک کریگا۔ آپنے
فرمایا اے فرزند پروردگار عالم زمین کو ظالموں سے پاک نہ کریگا تاوقتیکہ
بیحساب خون ناحق زمین پر نہ بہ جائیں۔ بعد اس کے آنجناب نے بنی امیہ اور
بنی عباس کے بادشاہوں اور ان کے واقعات کا بیان کیا بہت مفصل
اور طویل بیان کیا۔ راوی نے اوپر سے بہت سی حدیث کو چھوڑ کر یہ حصہ روایت
کیا ہے کہ پھر آپنے فرمایا۔ اِذَا قَامَ الْقَائِمُ بِخُرَاسَانَ وَغَلَبَ عَلٰی اَرْضِ
کُوفَانَ وَالْمُلْتَانَ وَجَازَ جَزِیْرَۃَ بَنِیْ کَاوَانَ وَقَامَ مِنَّا قَائِمٌ بِجِیْلَانَ
وَاَجَابَتْہُ الْاٰبَرُ وَالدَّیْلَمُ ظَہَرَتْ لِوُلْدِیْ رَایَاتُ التُّرْکِ
مُتَفَرِّقَاتٍ فِی الْاَقْطَارِ وَالْحَرَامَاتِ وَکَانُوْا بَیْنَ ھَنَاتٍ وَاِذَا خَرِبَتِ
الْبَصْرَۃُ وَقَامَ اَمِیْرُ الْاَمْرَۃِ فَحَکٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ حِکَایَۃً طَوِیْلَۃً۔ ثُمَّ
قَالَ اِذَا جُہِّزَتِ الْاُلُوْفُ وَصُفَّتِ الصُّفُوْفُ وَقُتِلَ الْکَبْشُ الْخَرُوْفُ
ھُنَالِکَ یَقُوْمُ الْاٰخِرُ وَیَثُوْرُ الثَّائِرُ وَیَہْلِکُ الْکَافِرُ ثُمَّ یَقُوْمُ
الْقَائِمُ الْمَامُوْلُ وَالْاِمَامُ الْمَجْہُوْلُ لَہُ الشَّرَفُ وَالْفَضْلُ وَھُوَ
مِنْ وُلْدِکَ یَا حُسَیْنُ لَا ابِیْ مِثْلَہٗ یَظْہَرُ بَیْنَ الرُّکْنَیْنِ فِیْ دَرِ
یْسَیْنِ یَظْہَرُ عَلَی الثَّقَلَیْنِ وَلَا یَتْرُکُ فِی الْاَرْضِ الْاَدْنَیْنِ۔ طُوْبٰی
لِمَنْ اَدْرَکَ زَمَانَہٗ وَلَحِقَ اَوَانَہٗ وَشَہِدَ اَیَّامَہٗ۔ **ترجمہ**۔ یعنی جبکہ

خراسان سے خروج کرنیوالا خروج کرے۔ اور سرزمین کوفہ و ملتان پر فتح پاوے
اور جزیرہ کاوان سے جو بصرہ کے گرد و نواح میں ہو بڑھ جاوے۔ ہم میں سے ایک
بادشاہ گیلان سے نکلے اور اطاعت کریں اوس کی اہل ابر یعنی استرآباد کے لوگ
اور روبلم والے یعنی گرد و نواح قزوین کے لوگ اور اوس کی امداد و نصرت کریں۔ اور
میرے فرزند پر ترکوں کے جھنڈے بلند ہوں۔ اور یہ لوگ اطراف عالم میں اور
متبرک مقامات تک پھیل جاویں۔ سخت جنگ و فساد پیدا ہوں جس وقت بصرہ
ہیران کی لڑائی ہو۔ پھر ایک بادشاہوں کا بادشاہ اُٹھے۔ (اس کے آگے
راوی نے بہت سی حدیث چھوڑ کر بیان کیا) پھر فرمایا جب ہزار ہا لشکر
تیار ہوں اور بہت سی صفیں آراستہ ہوں اور فوج اپنے فرزند کو قتل کر دے۔
اوس وقت دوسرا اوس کی جگہ قایم ہو اور مقتول کے خون کا بدلے کافروں کو
ہلاک کرے۔ اس سے ایک زمانہ کے بعد قائم آل محمدؐ علیہ السلام (کہ خلقت
اوس کی آرزو اور شوق میں ہے اور ایسا امام ہے کہ لوگ اوس کو نہیں جانتی)
ظاہر ہو۔ اوس وقت تمام دنیا پر اوس کو فضیلت و بزرگی ہوگی۔ اور اے
حسینؑ وہ امام آخرالزمانؑ تمہارے فرزندوں ہی میں ہوگا۔ اوس کے اوصاف اس قدر
ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتے۔ کعبہ کے دو رکنوں کے درمیان تھوڑی سی جماعت
کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ تمام مخلوق جن و انس پر غلبہ پائیگا۔ کافروں اور ظالموں
سے زمین کو پاک کریگا۔ خوشحال اوس مومن کا جو اوس زمانہ میں ہوگا اور
اوس کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف پائیگا۔

جناب مجلسی علیہ الرحمہ اس حدیث میں بشارت سلطنت صفویہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ خراسان کے خروج کرنے والوں سے مطلب ترک امرا مثل چنگیز اور ہلاکو کے ہیں۔ اور جیلان سے خروج کرنے والا مقصود اس سے تاج دار دین پناہ خلد آشیاں شاہ اسمٰعیل صفوی مرحوم ہے۔ اسی لئے آنجناب عم نے اس کے بارے میں فرمایا۔ وہ ہم میں سے اور ہمارا فرزند ہے۔ اور امیر الامرا سے مراد یا تو شاہ خلد آشیاں مذکور ہے یا کوئی اور اوس کی اولاد میں بڑا بادشاہ ہے چونکہ راوی نے بہت سا حصہ حدیث مذکور کا ذکر نہیں کیا اس لئے ظاہر نہیں ہو سکتا۔ اور فوج کا اپنے فرزند کو قتل کرنا اس سے مراد شاہزادہ صفی میرزا کی شہادت ہے۔ دوسرا بادشاہ جو اوس کا عوض لیگا اور کافروں کو قتل کریگا مراد اس سے سلطان فردوس آشیان جنت مکان شاہ صفی میرزا غفران پناہ ہے۔ بعد اس کے آنجناب عم نے امام آخر الزماں علیہ السلام کے ظہور کی بشارت دی ہے۔ (ختم ہوا ترجمۂ عبارت مجلسی علیہ الرحمتہ) شاہان صفویہ کا خاندان مذکور جس نے ایران میں ٩٠٧ھ ہجری مطابق ١٥٠٢ء عیسوی سے لیکر ١١٤٨ھ ہجری مطابق ١٧٣٦ء عیسوی تک قریب اڑھائی سو سال کے نہایت جاہ و جلال کے ساتھ حکومت کی ہے۔ اس کا سلسلہ نسب حضرت امام موسی کاظم عم سے ملتا ہے۔ ان کے بزرگ اگرچہ سادات صحیح النسب موسوی تھے۔ لیکن انتہائے زہادت اور کمال پرہیزگاری کی وجہ سے شیوخ کہلاتے تھے (عربی زبان میں شیخ کا لفظ نہایت عزت و احترام کا ہے۔ اوسی کو کہتے ہیں۔ جو

بزرگوار نہایت پرہیز گار و دیندار ہو) شیخ صفی الدین اردبیلی مغفور کیوقت سے
دولت دینی کے ساتھ دنیاوی جاہ و جلال نے اس گھرانے میں قدم رکھا۔
بعد ازاں رفتہ رفتہ چوتھی پشت میں شیخ حیدر صفی نے قوت لشکری بہم
پہنچا کر ملک کے فتنہ انگیز باغیوں کو نیست و نابود کیا اور سلطنت کی بنیاد
ڈالی۔ اپنے نامور بزرگ شیخ صفی الدین مغفور کی یادگار میں صفوی لقب اختیار
کر کے ملک پر تسلط جمایا اور سکہ حکمرانی چلایا۔ ان کے فرزند ولیعہد شاہ اسمٰعیل
صفوی نے اپنے عہد میں قابلیت ذاتی کے ساتھ شاہی اقتدار میں ملک کے
اندر بہت کچھ ترقی کی۔ شہر تبریز کو دارالحکومت قرار دے کر نسل کی حکمرانوں اور تیموری
نسل کے چھوٹے چھوٹے امرا کو جو ملک پر باغیانہ تسلط رکھتے تھے زور شمشیر
اور حسن تدبیر سے مطیع و منقاد کیا۔ ادھر دریائے جیحوں سے خلیج فارس تک اور ادھر
افغانستان سے دریائے سغرات تک قلمرو کی حدود کو وسعت دی۔ اس شاہ
تقدس پناہ کی حسن سعی سے ممالک گرد و نواح ایران میں مذہب حق دور دور تک
پھیلا۔ علم و فضل کی گرم بازاری نے دین آئمہ طاہرین ع کو خوب چمکایا۔ بڑے
بڑے نامی علما فقہا مجتہدین اس شاہ کیواں بارگاہ کے دور میں ہو گذرے۔
اسی خاندان کی برکات فرخندہ آیات سے ہندوستان میں شیعہ مذہب کی کثرت
ہوئی۔ کیونکہ بابر کا بیٹا ہمایوں جب افغانوں سے زک اُٹھا کر اور شیر شاہ سے
شکست پا کر بھاگا۔ اور شاہ طہماسپ صفوی کے زیر حمایت ایران میں جا کر پناہ لی
تو شاہ موصوف نے دریا دلی سے پچاس ہزار ایرانی فوج ہمایوں کی امداد کو عطا کی۔

جس کی شیرانہ شجاعت اور بہادرانہ ہمت نے ملک ہند کو دشمن کے پنجہ سے نکال کر دوبارہ مغلیہ سلطنت کی بنیاد جمائی۔ سپاہ مذکور کے بہت لوگ فتح کے صلہ میں جاگیریں اور عہدے پاکر ملک میں جابجا مقیم رہے اور شیعہ آبادی کی فزونی کا باعث ہوئے۔ سلسلہ صفویہ میں سب سے عظیم الشان تاجور شاہ عباس صفوی اول ہوا ہے جس نے ۱۵۵۷ء سے ۱۶۲۹ء تک بہتر سال بڑی جاہ و جلال کی حکومت کی۔ اقبال و شوکت اور درازی سلطنت میں یہ تاجدار ایران ایشیا کے مشہور نامی گرامی تاریخی شاہنشاہوں میں شمار ہوتا ہے۔ شاہنشاہ ہند جلال الدین اکبر اور انگلستان کی مشہور باقبال ملکہ الزبتھ کا ہمعصر تھا۔ علمائے دین اور فقہائے کاملین کو اس شاہ جم جاہ فرخندہ عہد میں علوم شرعی کی اشاعت کیلئے بفراغت بااطمینان موقع ملا۔ وہ اوس وقت کی تصانیف و تالیفات کی کثرت سے ظاہر ہے کہ اندازہ و شمار سے باہر ہے۔ جہاں اور بیشمار فضلائے کاملین اور علمائے ماہرین کے وجود کا فخر اس مقتدر شاہنشاہ کے زمانہ کو حاصل ہے۔ وہاں سب سے بڑا موقعہ مباہات یہ ہے کہ اسی کے عہد سعادت مہد میں فقیہ کامل مقتدائے افاضل فخر المجتہدین خاتم المحدثین جناب اخوند ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ نے دار السلطنت اصفہان میں ولادت پائی۔

جناب مجلسی رحمۃ اللہ کی پیدائش کا حال

جناب اخوند علیہ الرحمۃ کی پیدائش کا مبارک سال خاندان صفویہ کے پانچویں

حکمراں شاہ عباس اول صفوی کی سلطنت کا آخیر سال یعنی ۱۰۳۷ھ ہجری مطابق ۱۶۲۸ء ہے۔ اس کے ایک برس بعد ۱۰۳۸ھ ہجری مطابق ۱۶۲۹ء شاہ مذکور نے انتقال کیا۔ اور شاہ صفی اول کا دور شروع ہوا۔

جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کی ولادت کے متعلق کرامات غریبہ بہت سی مشہور ہیں۔ چونکہ آنجناب علیہ الرحمۃ جلیل المرتبۃ مجتہد عالم باعمل نائب امام ہونے والے تھے۔ اس لئے آپ کی ولادت کا واقعہ عام آدمیوں کی ولادت جیسا نہیں بلکہ کرامات خاص کے لحاظ سے خداوند تعالے کی قدرت کا لطف آمیز کرشمہ ہے۔ پہلی کرامت یہ ہے کہ آپ کے والد ماجد جناب ملا محمد تقی مجلسی اعلی اللہ مقامہ اکثر خلوص قلب سے درگاہ پروردگار میں التجا کیا کرتے تھے "بار الہا میری اولاد میں علوم دینیہ کو قایم رکھ۔ اور ایسے علماء پیدا کر۔ کہ طبقہ اہل علم میں باکمال ممتاز اور آسمان علم وفضل کے چمکتے ستارے ہوں" خداوند عالم نے آپکی عارفانہ دعا کو شرف قبولیت کا خاص انعام اور ایسا اعزاز عطا فرمایا کہ اس خاندان کے پسری اور دختری اولاد میں دور تک نسلاً بعد نسل ہر طرف کو علم کے دریا جاری کردئے۔ مشہور ہے کہ اس وقت سے ابتک اس گھرانے میں بڑے بڑے علماء ہوتے آئے ہیں اور اصفہان میں آپکی اولاد ابتک علوم دینی کا مرکز ہے۔ اس کے علاوہ قبولیت دعا کا خاص اثر اوس وقت آپکے مشکوئے معلے میں جناب اخوند ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ کی پیدائش ہے کہ علماء اور مجتہدین کی فہرست میں آنجناب کا نام نامی ایسا روشن ہے جیسا تاروں میں چاند

شیعہ مذہب کے علماء میں چھ شخص بزرگوار ہر ایک محمد نام ایسے گذرے ہیں کہ جنکی
مساعی صادقہ و ہمت فائقہ نے علوم دینی کی تدوین کر کے آسان صورت میں
مرتب کر دیا۔ اصطلاح علما کے اندر تین ان میں محمدین ثلث متقدمین یعنی
پہلے تین محمد کہلاتے ہیں۔ اول اون میں ثقۃ الاسلام جناب محمد ابن یعقوب کلینی
علیہ الرحمۃ مولف کتاب کافی۔ دوم شیخ صدوق جناب محمد بن علی بن موسے
بن بابویہ قمی علیہ الرحمۃ مولف کتاب من لایحضرہ الفقیہ۔ سوم شیخ الطائفہ جناب
محمد ابن حسن الطوسی علیہ الرحمۃ آپکی یادگار تالیف دو کتابیں تہذیب اور
استبصار ہیں۔ یہ چاروں بے نظیر حدیث کی کتابیں شیعہ مذہب کی
صحاح اربعہ کہلاتی ہیں۔ انہیں پر تمام مسائل دینی اور علم حدیث کا دارومدار
ہے۔ اور تین عالم محمد نام ان کے بعد ہیں۔ جنکو محمدین ثلثہ متاخرین یعنی تین
محمد پچھلے کہتے ہیں۔ اول ان میں جناب محمد ابن مرتضی کاشانی جن کا لقب ملا محسن فیض
ہے۔ انہوں نے چاروں مذکورہ کتابوں کا اجمالی مجموعہ تیار کیا۔ اور ثقۃ الاسلام
جناب کلینی علیہ الرحمۃ کی کتاب کافی کے اصول و فروع پر شرح تحریر کی۔ جس کا نام
وافی ہے اور پندرہ جلدوں میں ہے۔ علاوہ بریں ان جناب کی تصنیف و تالیف
کتابیں دو سو کے قریب اور ہیں جو سب کی سب حدیث۔ تفسیر اور فقہ یا ان کے
متعلق علوم میں ہیں۔ اپنی تصانیف کی فہرست کے بیان میں خود آنجناب نے
ایک رسالہ تالیف فرمایا ہے جس میں سب کے نام مع تفصیل مضمون درج ہیں۔
دوسرے محمد جناب محمد ابن حسن بن علی بن محمد الحر العاملی کہ آپنے کتب اربعہ کی احادیث کو

خلاصہ کے طور پر جمع کر کے سترہ سال کے عرصہ میں کتاب وسائل لکھی ہے۔ تیرے ان سب میں اخیر مجتہد کامل المحقق باذل خطہ ایران کے مشہور محدث فاضل قطب دائرہ دین مبین منتہائے فضائل اولین وآخرین حامی شرع ختم المرسلین وحید زمانہ علامہ یگانہ جناب اخوند ملا محمد باقر مجلسی اصفہانی اعلی اللہ مقامہ تھے کہ کمال تحقیق اور انتہائے تدقیق کے ساتھ کتب اربعہ اور دیگر احادیث کی مشہور کتابوں سے حدیثیں جمع کر کے بحار الانوار کی پچیس جلدیں لکھیں۔ تمام علما قائل ہیں کہ اس کے برابر علم حدیث میں کوئی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی۔ خود جناب اخوند علیہ الرحمۃ بحار الانوار کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس امر میں شیعہ یا سنی علماء سے کوئی مجھ سے بڑھا ہوا نہیں یہ آپ کے والد بزرگوار جناب ملا محمد تقی مجلسی علیہ الرحمۃ کی خلوص آمیز دعا کا نتیجہ تھا کہ پروردگار عالم نے اس عالم لاثانی بزرگ نورانی کے نام سے آپ کے خاندان کو روشن کر دیا۔

ایک اور کرامت آنجناب علیہ الرحمۃ کے واقعہ ولادت کے متعلق یہ ہی۔ جسکو بعض علمانے آپکے مجلسی لقب ہونے کا سبب قرار دیا ہے کہ پیدائش کے بعد آپ حضرت امام آخر الزماں صاحب العصر علیہ السلام کی مجلس مبارک میں پیش کئے گئے۔ اور آنحضرت علیہ السلام نے آپکے حق میں دعا فرمائی۔ پروردگارا تو اپنی رحمت سے اس بچہ کو دین ختم المرسلین و طریق آئمہ طاہرین کا پیشوائے کامل اور مقتدائے فاضل بنانا۔ چنانچہ دعاء معصوم علیہ السلام کی برکت سے خداوند تبارک و تعالے نے علم وفضل کی قابلیت اور تصنیف و تالیف کی وہ قوت

عطا کی جس کو دیگر مصنفین و مؤلفین دیکھ کر تا قیامت انگشت حیرت بدندان ہوں گے۔

ایک اور طرفہ کرامت ہے جسکو خود آنجناب علیہ الرحمتہ نے اپنی قلم سے بحار الانوار کے کسی حاشیہ پر تحریر فرمایا۔ کہ کیا عجیب امر ہے۔ کہ میری پیدائش کی تاریخ کے اعداد اور بحساب جمل جامع بحار الانوار کے اعداد ایک ہیں یعنی ایک ہزار سینتیس ہجری۔ ۱۰۳۷

ایک اور کرامت آنجناب کے واقعہ ولادت باسعادت کی بابت آقا سید محمد ابن آقا سید علی طباطبائی صاحب مفاتیح الاصول تحریر فرماتے ہیں۔ کہ نہایت معتبر اور ثقہ ناقلین سے میں نے سنا۔ ایک مومن بزرگوار عالم پرہیزگار اہل خراسان سے جناب ملا محمد تقی مجلسی اعلی اللہ مقامہ کے دوست صادق الوداد تھے۔ آنجناب کے گھر میں اس مولود مسعود کی پیدائش سے کچھ دنوں پیشتر عالم خراسانی کو عتبات عالیات کی زیارت کے سفر کا موقع ہوا۔ زیارات سے فراغت پا کر وطن کو واپس آ رہے تھے۔ راستہ میں شب کے وقت ایک منزل پر مقام کیا۔ رات کو خواب میں دیکھا ایک عالی شان مثل قیصر جنان پر نور محل ہے گویا باغ بہشت آراستہ تمام زیبائشوں سے پیراستہ۔ اوس میں ایک مکلف مقام پر چند نورانی صورت باشان و شوکت بزرگوار رونق افروز ہیں۔ جب یہ ان کے قریب پہنچے فرشتہ غیب پکارا کہ اے مرد مومن طریق ادب ملحوظ رہے۔ بصدق و نیاز

تعظیم کر۔ آداب بجالا۔ کہ یہ دربار ہے شاہنشاہ دوجہاں فخر کائنات جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور اراکین دربار خاصان رب انام بارہ امام علیہم السلام ہیں"۔ عالم خراسانی کہتے ہیں۔ کہ ہاتف غیب کی یہہ آواز سن کر میں ششدر رہ گیا۔ اوس عالم حیرانی میں اس کے سوا کچھ نہ بن پڑی۔ کہ سر نیاز خم کئے۔ نہایت آداب و تکریم سے سلام علیکم منہ سے کہا۔ اوس مبارک جلسہ سے علیکم السلام کی روح افزا آواز سن کر مؤدبانہ ایک گوشے میں بیٹھ گیا۔ اتنے میں دیکھا۔ کہ میرے دوست ملا محمد تقی مجلسی علیہ الرحمتہ ایک مکلف گلاب پاش لئے سامنے سے آئے۔ اور جناب سرور کائنات صلعم کے حضور پیش کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جامہ مبارک کو اوس گلاب سے معطر کیا۔ پھر وہ گلابدان آپ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو عطا کیا۔ اور فرمایا۔ کہ اپنا لباس اس سے معطر کرکے باری باری میرے سب سب فرزندوں کو یہ خوشبو لگانے کیلئے دو جب تمام بزرگوار گلاب سے معطر ہو چکے۔ تو آنحضرت صلعم نے مجھکو طلب فرمایا۔ اور حکم دیا یہ خوشبو لگاؤ۔ حسب الارشاد میں حکم کی تعمیل میں مصروف تھا۔ کہ میرے دوست ملا محمد تقی مجلسی رحمتہ اللہ اپنے زنانخانہ کی جانب خوشی خوشی کچھ لینے کو گئے۔ اور ایک تازہ مولود بچہ ہاتھوں پر لئے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پیش کرکے عرض کیا اے آقائے دوجہاں و مختار کارخانۂ کن فکان اس غلامزادے کے حق میں اپنے دین پاک کا عالم جید ہونیکی دعا فرما دیجئے۔ آنحضرت صلعم نے

بکرم فرما کر بچہ اپنے دستہائے مبارک پر لیا۔ اور اللہ تعالے سے دعا کی۔ کہ اے میرے پروردگار اس بچے کو میرے دین کا حامی اور میری شریعت کا عالم بنانا۔ بعد ازاں آپنے وہ مولود جناب امیر المومنین ع کی گود میں دیا۔ اور فرمایا اے علی ع تم بھی اس کے حق میں اسی طرح دعا کرو۔ پھر میرے فرزندوں کو باری باری دو۔ اور کہو۔ کہ گود میں لیکر سب ایسے ہی دعا کرتے جائیں۔ چنانچہ ہر ایک امام ع نے اس مولود مسعود کے حق میں دعا فرمائی۔ سب سے اخیر جب امام آخر الزماں علیہ السلام دعا فرما چکے۔ آپنے مجھ سے فرمایا۔ اے مومن خراسانی۔ اس بچہ کو لے۔ اور تو بھی اسی طرح دعا کر۔ مَیں نے نہایت شوق سے اور کمال فرحت سے امام عالی مقام کے حکم کی تعمیل کی۔ حجۃ اللہ القائم کے اس طرح شرف خطاب بخشنے سے ایسا فرحاں و شاداں ہوا۔ کہ شدت سرور میں آنکھ کھل گئی۔ تمام ماجرا کو خیال کر کے ہر چند اس کی تعبیر سوچتا تھا۔ کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ اسی ششم و پنج میں اوس منزل سے کوچ ہوا۔ شوق وطن اور فکر تعبیر خواب میں راہ دور و دراز جلد جلد طے کر کے اصفہان پہنچا۔ پہلے اپنے دوست ملا محمد تقی مجلسی رحمہ اللہ کے مکان پر ملاقات کو گیا۔ میرے مخلص دوست اس قدر مفارقت کے بعد مجھکو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ فرط محبت اور جوش الفت سے بغلگیر ہو کر سفر کے حالات دریافت کرنے لگے۔ میں تمام سرگذشت مختصر بیان کر کے ماجرائے خواب کہنے کو تھا۔ کہ میرے دوست قطع کلام کر کے اٹھے اور اندر سے گلاب دان لائے۔ اور رسم ایران کے موافق

میرا لباس اُس سے معطر کیا۔ پھر حرم سرا میں گئے۔ اور ایک ننھا بچہ ہاتھوں
پر لئے مسکراتے ہوئے نکلے۔ فرمایا۔ دوست من مقام شکر اور ہنگام سپاس ہے کہ
اس لطیف بے ہمتا نے اپنے لطف بے انتہا سے مجھ جیسے ناچیز بندہ کو
یہ قرۃ العین عطا کیا ہے۔ آؤ ہم اور تم مل کر اوس بے نیاز سے اس مولود
مسعود کے لئے اپنی دلی خواہش کے مطابق دعا کریں۔ دنیا میں بندی کے
واسطے علم دین کی دولت سے بڑھ کر کوئی نعمت و دولت نہیں۔ یہ نعمت
سعادت دارین اور ذریعۂ مغفرتِ والدین ہے۔ خدا کرے یہ بچہ عالم دین
بنے۔ مَیں نے خوش ہو کر کمال الفت دلی سے بچہ کو لے لیا۔ اور ہاتھوں کو
بلند کر کے ہم دونوں نے تہ دل سے درگاہ قاضی الحاجات میں دعا کی۔
خداوندا اپنی رحمت سے تو اس بچہ کو عالم باعمل اور فقیہ بے مثل بنانا۔
بعد اس کے دعا سے فارغ ہو کر ہم بیٹھے۔ تو میرے دل میں خیال آیا۔
کہ یہ کارروائی میرے خواب کی تعبیر کا ایک حصہ ہے۔ ضرور ہے کہ میرے
دوست کا فرزند وہی مبارک مولود ہے۔ جس کو میں نے خواب کے
اندر مجلس رسول خدا صلعم میں دیکھا ہے۔ اسی کے حق میں جناب ختم المرسلین صلعم
اور ائمۂ معصومین عم کی دعا تھی۔ یقین کامل ہے کہ یہ صاحب زادہ ضرور
ایک روز علوم دین میں اپنے وقت کا عالم ربانی اور مقبول درگاہ یزدانی
ہوگا۔ چنانچہ حالات جناب اخوند علیہ الرحمۃ خود پکار پکار کر کہ رہی ہیں۔ کہ وہ
خواب بالکل سچا اور اوس کی تعبیر عالم خراسانی کے خیال کے موافق ٹھیک

ٹھیک ظاہر ہوئی۔

ایک اور کرامت آنجناب کے زمانہ شیرخواری کی ہے۔ جس میں اس گزیدۂ گروہ علماء کو دیگر فقہا و مجتہدین کرام پر خصوصیت کلی حاصل ہے۔ چونکہ آپکے والد ماجد جناب ملا محمد تقی مجلسی علیہ الرحمۃ خود عالم باعمل تھے۔ اور جوہر فضل و ہنر خاندانی وراثت میں پایا تھا۔ زمرۂ علما میں شامل اور فقہاء زہد شعار کے اوصاف میں کامل تھے۔ اس لئے حقوق اولاد کو تربیت و تعلیم کے متعلق پورے ادا کرتے تھے۔ ہر امر میں عالمانہ احتیاط اور احکام شرعی کے فرد افرادی مستحبات و مسنونات تک بجالاتے تھے۔ دیگر یہ کہ آپکے دو فرزند ملا عزیز علیہ الرحمۃ اور ملا عبداللہ علیہ الرحمۃ جناب اخوند اعلی اللہ مقامہ کے بڑے بھائی علوم دین کی تکمیل و تحصیل کے مراتب کو کمال جد و جہد سے طے کر رہے تھے آپکو پورا بھروسہ تھا کہ چھوٹے فرزند جناب اخوند علیہ الرحمۃ بھی اسی راہ سعادت میں بشوق و رغبت گامزن ہونگے۔ اور ایک دن اون کو دستار فضیلت زیب سر کر کے زینت دہ مسند اجتہاد ہونا ہے۔ تیسرے اس فرزند کو ان مراتب عالی کو پہنچنے کا یوں بھی یقین تھا کہ اپنی بشارات خواب کی تعبیرات و نتائج سے اور اپنے دوست کی تعبیر خواب سے چہاردہ معصوم علیہم السلام کے دربار میں اون بزرگواروں سے دعا کا فیض پایا تھا۔ اور بالخصوص مجلس صاحب الامر علیہ السلام کی حضوری اور دعا کا شرف بھی بعد ولادت اس فرزند کو حاصل ہو چکا تھا۔ اس لئے آپنے انکی والدۂ ماجدہ کو بتاکید مزید

ہدایت فرمادی تھی کہ حالتِ جنابت میں ان کو دودھ نہ پلائیں۔ اگر ایسا موقعہ ہو بعد غسل شیر دیا کریں۔ تاکہ دودھ پینے کے وقت پستان مادر جب بچہ کے دہن میں ہو جسم مادر و پستان مادر اوس حالت میں طاہر و پاکیزہ ہوں۔ زمانہ شیر خواری سے امور شرعیہ کی پابندی اور معمولی باتوں کی اس قدر احتیاط و اجتناب سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آنجناب کا بچپن اور لڑکپن کس طہارت و پاکیزگی کے ساتھ بسر ہو کر سن رشد و تمیز کو پہنچا ہوگا۔

آنجناب کے زمانہ طفولیت کے حالات ترتیب وار کسی کتاب میں مفصل و مشرح مذکور نہیں۔ مگر ضرور ہے کہ وہ بھی آئندہ کارناموں اور سابقہ آثار ہونہاری کے لحاظ سے اون مشاہیر زمانہ اور گذشتگان فرد و یگانہ کے ہم پلہ اور ہم وزن ہونگے جن کی فراست و کیاست جودت و ذہانت کو دانایان عالم حیرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بہت سے علماء کرام و مجتہدین عظام کے ابتدائی حالات میں ایسے ایسے واقعات نادرۃ الوقوع مذکور ہیں جن کو ظاہر بین نگاہیں تعجب کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ اور طاقت بشری سے اون کا وقوع ناممکن و محال خیال کر کے کرامات بزرگانہ سے موسوم کرتی ہیں۔ مثلاً گیارہ سال کی عمر میں کتب درسیہ کا عبور اور تیرہ برس کے سن میں درجہ اجتہاد پر پہنچنا۔ قرآن مجید کو بہت قلیل مدت میں حفظ کر لینا۔ خورد سالی میں سینکڑوں ہزاروں حدیثیں زبانی یاد ہونا وغیرہ وغیرہ۔ ایسے اوصاف و کرامات کا جناب آخوند علیہ الرحمتہ جیسے فخر روزگار یگانہ نامدار میں ہونا کچھ بعید نہیں جبکہ آنجناب رحمتہ اللہ حاوی علوم دینیہ اور جامع احکام و احادیث شرعیہ ہوئے ہیں۔

اولین وآخرین پر سابق تسلیم کئے گئے ہیں۔ چنانچہ ملا یوسف بحرانی اپنی کتاب لوءلوءۃ البحرین میں لکھتے ہیں۔ العلامۃ الفہامۃ غواص بحار الانوار و مستخرج لآلی الاخبار و کنوز الآثار الذی لم یوجد لہ فی عصرہ ولا قبلہ ولا بعدہ قرین فی ترویج الدین و احیاء شریعۃ سید المرسلین بالتصنیف والتالیف والامر والنہی و قمع المعتدین والمخالفین من اہل الاھواء والبدع والمعاندین سیما الصوفیۃ المبدعین محمد باقر بن محمد تقی بن مقصود علی الشہیر بالمجلسی وھذا الشیخ کان اماما فی وقتہ فی علم الحدیث وسائر العلوم۔ ترجمہ۔ علامہ دوراں فہامہ زماں۔ بحار انوار علوم کے غوطہ زن۔ احادیث کے بے بہا موتی نکالنے والے۔ اقوال سید المرسلینؐ و ائمہ طاہرینؑ کے پوشیدہ خزانوں کو ظاہر کرنے والے۔ جو اپنے زمانے میں اپنے سے پہلے اور اپنے بعد اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ اور تصنیف و تالیف۔ امر و نہی میں۔ اور سرکش مخالفوں کی استیصال میں خصوصاً اوس وقت کے نئے بدعتی صوفی فرقے کی بیخ کنی میں اپنا مثل نہ رکھتے تھے۔ جناب اخوند ملا محمد باقر بن محمد تقی بن مقصود علی کہ مجلسی کے لقب سے مشہور ہیں اپنے وقت میں علم حدیث اور دیگر علوم کے اندر مقتدائے کامل تھے۔ آنجناب علیہ الرحمۃ خود بھی ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ خدمت دین مبین اور جمع اقوال و احادیث میں مجھ سے کوئی سبقت نہیں لیجا سکا۔

ان کے سوا آنجناب کی زندگی کے اور بہت سے واقعات ہیں کہ اون میں چند آئندہ

مذکور ہوں گے ایسے ہیں جنسے ظاہر ہے کہ علماء متاخرین میں آپکی ذات عالی صفات مورد الطاف الٰہی اور مہبط فیوض نامتناہی ہونے میں خصوصیت امتیازی کا فخر رکھتی تھی۔

جناب اخوند علیہ الرحمتہ کے مربی جسمانی و معلم روحانی

یعنی والد بزرگوار کا ذکر

تحصیل علوم و کسب فنون کے لئے فطرتی قابلیت کے ساتھ عنایت الٰہی ہو قدرتاً آنجناب کیلئے وہ سب سامان مہیا تھے جن کی ایک ہونہار ذکی الطبع نوجوان کو عالم کامل بننے کے لئے ضرورت ہو صاحب ذہانت و فطانت خانوادۂ علوم کے نوخیز سرو چمن کو ان سامانوں کی ایسی ضرورت ہوتی ہے جیسے کسی میوۂ شیریں کے تازہ پودے کو باغبان ماہر سرد سیر زمین ہوائے خوشگوار آب شیریں کا جاری چشمہ۔ کھلا میدان بے خوف مکان۔ بڑھنے پھیلنے اور بار آور ہونے کیلئے درکار ہوتے ہیں۔ یعنی ایام ابجد خوانی گذرنے کے بعد تحصیل درسیات کا سلسلہ اپنے پدر بزرگوار جناب ملا محمد تقی مجلسی اعلی اللہ مقامہ سے شروع کیا ابتدائے علوم۔ اصول۔ فروع فقہ۔ حدیث و تفسیر کی مروجہ کتابیں باطمینان تمام سب کی سب اپنے گھر میں فراغت سے استاد کامل و فقیہ باذل سے پڑھیں جس کی شفقت پدری اپنے نونہال کو بہتر از خود صاحب علم و فضل بنانیکے

خواہاں اور مسند اجتہاد پر رونق افروز دیکھنے کی آرزومند تھی۔ ظاہر ہے کہ ایسے مہربان باپ نے علوم کے خزانوں کو اپنے صندوق سینہ سے نکال کر فرزند سعادت مند کے سینے میں کس جد وجہد سے کوٹ کوٹ کر بھرا ہوگا۔ آخر آنجناب کی سعی مشکور بار آور ہوئی۔ اپنے نور بصر کو فارغ التحصیل۔ قابل افتاء واجتہاد پاکر بیٹے کی درخواست پر بالفت تمام ورغبت مالا کلام۔ اجازۂ اجتہاد اور اجازۂ روایت احادیث اپنے دست مبارک سے لکھ کر عطا فرمایا۔ یہ اجازہ بہت طول وطویل اون تمام راویوں کے سلسلہ پر مشتمل ہے۔ جن سے جناب ملا محمد تقی مجلسی اعلی اللہ مقامہ نے احادیث کی روایت لی ہے۔ پورا اجازہ کتاب قصص العلماء کے اندر مصنف علام جناب آقا میرزا محمد تنکابنی رحمۃ اللہ نے جناب آخوند محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ کے حالات کے اخیر میں درج کیا ہے۔ پورا اجازہ جو عربی میں ہے۔ اگر مع اردو ترجمہ کے نقل کیا جائے۔ ایک علیحدہ رسالہ کے برابر ہو جائے۔ اس لئے اسامی مشائخ اجازہ کے لمبے سلسلہ کو چھوڑ کر چند فقرات اول و آخر کے تبرکاً لکھے جاتے ہیں جن میں جناب آخوند کی تحصیلی کتابوں کا ذکر آجاتا ہے:۔

قَالَ الْفَاضِلُ الْمَوْلٰی الْمَجْلِسِیُّ مُحَمَّدْ تَقِی رَحِمَہُ اللّٰہُ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جناب ملا محمد تقی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی

حمد ہے اوس خدا پاک کی جو رب العلمین ہے۔ اور درود پاک سید الانبیاء والمرسلین پر اور اون کی

عِتْرَتِہِ الْاَصْفِیَاءِ الطَّاهِرِیْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ فَیَقُوْلُ اَحْوَجُ الْمَرْبُوْبِیْنَ اِلٰی رَحْمَۃِ

عترت پاک پر جو خاصان خدا ہیں ۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے خلق خدا میں محتاج تر اپنے پروردگار بے نیاز کی

رَبِّہِ الْغَنِیِّ مُحَمَّدُ تَقِیٍّ مَجْلِسِیْ بِنْ مَقْصُوْدِ عَلِیٍّ مَجْلِسِیْ الْاَصْفَہَانِیْ اِنَّہٗ

رحمت کا بندہ محمد تقی مجلسی بن مقصود علی مجلسی اصفہانی کہتا ہے ۔ کہ

لَا رَیْبَ لِاُولِی الْاَلْبَابِ وَ الْعُقُوْلِ وَلَا خِلَافَ بَیْنَ عُلَمَاءِ الْمَعْقُوْلِ

صاحبان عقل و دانش کو اس میں شک نہیں اور علماء معقول و منقول

وَ الْمَنْقُوْلِ وَ اَرْبَابِ الْفُرُوْعِ وَ الْاُصُوْلِ اَنَّ اَفْضَلَ الْاَعْمَالِ وَ اَشْرَفَہَا

اور اصحاب فروع و اصول کو اس میں اختلاف نہیں ۔ کہ اعمال میں سب سے افضل و اشرف

وَ اَحْسَنَ الْاَخْلَاقِ وَ اَکْمَلَہَا بَعْدَ مَعْرِفَۃِ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی وَ مَعْرِفَۃِ

اور اخلاق میں سب سے بہتر و کامل خداوند تعالےٰ کی معرفت کے بعد اور اس کے

رَسُوْلِہٖ وَ الْاَئِمَّۃِ الْمَعْصُوْمِیْنَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ ھُوَ الْعِلْمُ

رسول برحق اور آئمہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کی معرفت کے بعد احکام شرعیہ کا

بِالْاَحْکَامِ الشَّرْعِیَّۃِ وَ الْوَظَائِفِ الدِّیْنِیَّۃِ وَبِہٖ تَحْصُلُ السَّعَادَاتُ

علم ہے اور وظائف دینی کا علم ہے اسی سے سعادت ابدی

وَ الْکَمَالَاتُ السَّرْمَدِیَّۃُ وَلَا شَکَّ فِیْ اَنَّ الْمُتَکَفِّلَ لِذٰلِکَ ھُوَ کِتَابُ

اور کمالات سرمدی حاصل ہوتے ہیں ۔ اس میں شک نہیں کہ اس امر کیلئے پوری ذمہ دار خدا

اللّٰہِ الْمُبِیْنِ وَ اَحَادِیْثُ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْاَئِمَّۃِ الْمَعْصُوْمِیْنَ

کی کتاب اور رسول خدا صلعم اور آئمہ معصومین علیہم السلام کی حدیثیں ہیں

صَلَوٰاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ - وَلَا يُمْكِنُ مَعْرِفَتُ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ سِيَّمَا الْمُتَشَابِهَاتِ

اور قرآن مجید کی خصوصا اوس میں سے آیات متشابہات کی

مِنْهُ اِلَّا مِنْهُمْ بَلْ لَا يَحْصُلُ الْعِلْمُ اِلَّا مِنَ الْاَبْوَابِ مَدِيْنَةِ الْعِلْمِ كَمَا قَدْ

معرفت ممکن نہیں مگر اون احادیث سے - بلکہ علم حاصل ہی نہیں ہوتا مگر شہر علم کے دروازوں سے - جیسا کہ متواتر

تَوَاتَرَ عَنْ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اِنَّهٗ قَالَ - لَنْ يَّفْتَرِقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَىَّ الْحَوْضَ

حدیث ثقلین میں جناب رسول خدا صلعم سے وارد ہوا ہے - کہ قرآن اور میرے اہلبیت کبھی جدا نہوں گے

فِىْ حَدِيْثِ الثَّقَلَيْنِ - فَاِنَّ الْوَلَدَ الْاَعَزَّ الْمُتَرَقِّىْ مِنْ حَضِيْضِ التَّقْلِيْدِ

جبتک قیامت کو میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائیں - پس یہ تحقیق فرزند عزیز تقلید کی پستی سے

اِلٰى اَوْجِ الْاِسْتِدْلَالِ مُحَمَّدْ بَاقِرْ لَمَّا قَرَءَ عَلَىَّ كُتُبَ الْفِقْهِ وَالْاَحَادِيْثِ

استدلال کی بلندی کو ترقی دینے والا محمد باقر جب کہ فقہ اور حدیث کی کتابیں مجھ سے پڑھ چکا

سِيَّمَا الْكُتُبَ الْاَرْبَعَةَ لِلْمُحَمَّدِيْنَ الثَّلَاثِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَسَمِعَ

خصوصا تین محمد رضی اللہ عنہم کی چار کتابیں ؎ اور میرے درس میں اون کو

مِنِّىْ بِالْفَحْصِ وَالتَّدَبُّرِ وَالتَّحْقِيْقِ وَالتَّدْقِيْقِ - وَسَمِعَ وَقَرَءَ عَلٰى غَيْرِىْ

غور و کوشش اور تحقیق و تدقیق سے سن چکا - اور دیگر علما کے درس سے

مِنْ كُتُبِ الْاَخْبَارِ الْمَوْجُوْدَةِ فِىْ هٰذَا الزَّمَانِ كَقُرْبِ الْاِسْنَادِ لِلْحِمْيَرِىِّ

اور احادیث کی موجودہ کتابیں پڑھ لیں - جیسے کہ کتاب قرب الاسناد - حمیری کی

وَالْمَجَالِسِ - لِلْبَرْقِىِّ وَالْبَصَائِرِ - لِلصَّفَّارِ - وَعُيُوْنِ اَخْبَارِ الرِّضَا -

اور کتاب مجالس - برقی کی - کتاب بصائر - صفار کی - کتاب عیون اخبار الرضا -

؎ یعنی کتاب کافی جناب محمد ابن یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ کی - اور من لا یحضرہ الفقیہ جناب شیخ صدوق محمد ابن علی علیہ الرحمۃ کی - اور تہذیب و استبصار جناب شیخ الطائفہ محمد بن حسن طوسی علیہ الرحمۃ کی ۱۲

وَعِلَلِ الشَّرَائِعِ - وَالْخِصَالِ - وَالتَّوْحِيْدِ - وَالْاُصُوْلِ - وَاِكْمَالِ الدِّيْنِ

اور کتاب علل الشرائع - اور کتاب خصال - کتاب توحید - کتاب اصول - کتاب اکمال الدین

وَاِتْمَامِ النِّعْمَةِ وَغَيْرِهَا - لِلصَّدُوْقِ - وَصَحَّحَهَا - اِلْتَمَسَ مِنِّيْ اَنْ اُجِيْزَ لَهٗ

و اتمام النعمة وغیرہ - شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی اور انکی صحت پا چکا - مجھ سے درخواست کی کہ اوسکو اجازت

مَا يَجُوْزُ لِيْ رِوَايَتُهٗ مِنَ الْكُتُبِ التَّفَاسِيْرِ وَالْاَحَادِيْثِ وَالْفِقْهِ

دوں روایت کرنیکا تفسیر حدیث فقہ

وَالْكَلَامِ وَالْاُصُوْلِ وَالْقِرَأتِ وَغَيْرِهَا مِمَّا صُنِّفَ فِي الْاِسْلَامِ مِنَ

علم کلام علم اصول علم قرأت وغیرہ کی کتابوں سے جو کہ اسلام میں خواص اور عام

الْخَاصَّةِ وَالْعَامَّةِ - فَاسْتَخَرْتُ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَاَجَزْتُ لَهٗ

سے تصنیف ہوئی ہیں - پس میں نے خداوند تبارک وتعالی سے استخارہ کیا اور اوسکو اجازہ

اَنْ يَّرْوِيَهَا بِالْاَسَانِيْدِ الْمُتَوَاتِرَةِ اِلٰى اَرْبَابِهَا -

دیا کہ مذکورہ علوم کی روایات کرے اون متواتر اسناد سے جو ہمارے معتمدوں تک پہنچ سکیں -

یہاں سے ارباب روایت کا سلسلہ شروع ہے اور دور جا کر ختم ہوتا ہے - بعد اس کے روایت حدیث کے بارے میں طریق احتیاط و حزم کی تلقین فرما کر فرزند عزیز کو پدرانہ و استادانہ نصیحتیں تحریر فرمائی ہیں -

ثُمَّ اِنِّيْ اُوْصِيْهِ وَنَفْسِيَ الْخَاطِئَةَ بِتَقْوَى اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى

پھر میں اوسکو یعنی فرزند کو اور اپنے نفس خطاکار کو وصیت کرتا ہوں خداوند تبارک وتعالی کے ساتھ تقوی رکھنے کی

فَاِنَّهَا وَصِيَّةُ اللّٰهِ تَعَالٰى فِى الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ۔ وَالْاِخْلَاصُ لَهٗ فِى الْعِلْمِ

پس تحقیق یہی وصیت ہے اللہ تعالیٰ کی پہلوں اور پچھلوں کیلئے۔ اور وصیت کرتا ہوں علم و عمل میں اخلاص

وَالْعَمَلِ۔ فَاِنَّ النَّاسَ كُلُّهُمْ هَلْكٰى اِلَّا الْعٰلِمِيْنَ۔ وَالْعٰلِمُوْنَ كُلُّهُمْ هَلْكٰى

کی۔ پس تحقیق سب لوگ مرض ہلاکت میں ہیں سوائے علماء کے۔ اور سب علماء ہلاکت میں ہیں۔ مگر وہ

اِلَّا الْعَامِلِيْنَ وَالْعَامِلُوْنَ كُلُّهُمْ هَلْكٰى اِلَّا الْمُخْلِصِيْنَ وَاِنَّ الْمُخْلِصُوْنَ

جو عمل کرنیوالے ہیں۔ اور عمل کرنیوالے سب ہلاکت میں ہیں سوائے اخلاص والوں کے۔ اور اخلاص والوں کو بھی

عَلٰى خَطَرٍ عَظِيْمٍ۔ وَاَنْ يَقْرَءَ كُلَّ يَوْمٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ جُزْءًا بِالتَّدَبُّرِ وَالتَّفَكُّرِ

خطرہ بزرگ درپیش ہے۔ اور وصیت کرتا ہوں کہ ہر روز قرآن مجید سے کسی قدر تلاوت کرے غور و فکر کیساتھ

وَاَنْ يُلَاحِظَ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ وَصِيَّةَ مَوْلَانَا اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اور ہر روز جناب امیر المومنین علیہ السلام کی وصیت کا مطالعہ کرے۔ جو آنجناب نے

لِابْنِهٖ اَبِىْ مُحَمَّدٍ نِ الْحَسَنِ عٔ سَيِّدِ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ الَّتِىْ مَذْكُوْرَةٌ

اپنے فرزند ابو محمد حسن علیہ السلام کو فرمائی ہے۔ اور کتاب نہج البلاغۃ

فِىْ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ۔ وَاَنْ يَعْمَلَ عَلَيْهَا وَبِوَصَايَا بَاقِى الْاَئِمَّةِ الْمَعْصُوْمِيْنَ

میں لکھی ہے۔ اور وصیت کرتا ہوں کہ اون پر عمل کرے اور باقی اماموں علیہم السلام

صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ۔ وَاَنْ لَا يَتْرُكَ الرِّيَاضَاتِ وَالْمُجَاهَدَاتِ

کی وصیتوں پر بھی عمل کرے۔ اور وصیت کرتا ہوں کہ عبادت میں ریاضت و مشقت کو نہ چھوڑے

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ

کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے جنہوں نے کوشش کی ہماری طرف ہم اون کو اپنے راستوں کی ہدایت

اللہ لمع المحسنین۔ وعلیہ ان یتدبر فی الاخبار الواردۃ فی الاخلاق

کرینگے اور تحقیق اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔ اور لازم ہے کہ اون احادیث کو غور سے دیکھے جو نیک اخلاق کے بارہ

المرضیۃ وفی الاطوار الردیۃ والاجتناب عنہا وعلیہ المداومۃ

بدعادات اور اون سے اجتناب کے متعلق ہیں۔ اور لازم ہے کہ دعاؤں کو

بالدعوات وان یسئل منہ تعالی ان یجعلہ من اولیائہ الذین

ہمیشہ پڑھے۔ اور خدا سے التجا کرے کہ وہ مجھ کو اپنے اولیاؤں میں شامل کرے

لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ ثم المامول منہ ان لا ینسانی

جن پر نہ کوئی خوف ہو اور نہ وہ غمناک ہوتے ہیں۔ پھر میں اوس سے امید کرتا ہوں کہ مجھ کو زندگی میں

حیا ومیتا سیما فی مظان اجابۃ الدعوات وعقیب الصلوۃ۔

اور بعد زندگی فراموش نہ کریگا۔ خصوصا دعا کی قبولیت کے موقعہ پر اور نمازوں کے بعد۔

نمقہ بیمناہ الداثرۃ احوج المربوبین الی رحمۃ ربہ الغنی محمد تقی

لکھا ہے یہ اجازہ اپنے چلتے دہنے ہاتھ سے اپنے رب کی رحمت سے تمام خلقت سے زیادہ محتاج محمد تقی

بن مجلسی عفی عنہما والحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی

بن مجلسی عفی عنہ نے۔ اوس پروردگار رب العالمین کا شکر ہے۔ اور درود وسلام ہو جناب حضرت

اشرف الانبیاء والمرسلین محمد وعترتہ الطاہرین۔

اشرف الانبیاء اور مرسلین جناب محمد صلعم اور اونکی عترت طاہرہ علیہم السلام پر۔

آنجناب کے والد بزرگوار ملا محمد تقی مجلسی رحمہ اللہ کے سوا اور بھی کئی

ایک علماء نامدار اور فضلاء ذی اقتدار آپکے اوستاد ہیں جنکی [illegible]

آئندہ ہر ایک نام کے ساتھ مختصراً ذکر آئیگا۔

جناب مجلسی کا تمام خاندان علم و فضل کا آباد گھرانہ ہے۔ ہر ایک کے حالات اگر جدا جدا لکھے جائیں ایک ایک پر منفعت و سودمند کتاب تیار ہو۔ یہاں صرف اون علما کا بیان مقصود ہے جنسے آخوند ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ کو نسبی لگاؤ یا شاگردی کا بلا واسطہ تعلق تھا۔ دونو مذکورہ جہت کے قریب ترین تعلق آپکا جناب ملا محمد تقی مجلسی علیہ الرحمہ سے ہے۔ ملا حیدر علی مجلسی اس خاندان کے بڑے مشہور فاضل چھٹی پشت میں جناب ملا محمد تقی مجلسی رحمہ اللہ کے پوتے ہیں۔ انہوں نے اپنے نسب نامہ کے بیان میں ایک رسالہ لکھکر ہر ایک بزرگ کی فضیلت و علم کا حال مختصر ظاہر کیا ہے۔ آنجناب کے حال میں لکھتے ہیں علامہ فہامہ محمد تقی بن ملا مقصود علی مجلسی کہ میرے جد اعلی ہیں فاضل بیمثال عالم بیہمال محدث کامل فقیہ عامل۔ نہایت پرہیزگار اور ثقہ بزرگ تھے۔ سنہ ۱۰۰۳ ہجری میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۰۷۰ ہجری میں انتقال کیا۔ آنجناب کے دختر زادے ملا محمد سعید اشرف ابن ملا صالح مازندرانی نے تاریخ وفات لکھی۔ شعر

گفت در تاریخ ہجرانش دل حسرت نصیب

وعدہ دیدار یارب جنت الماوی بود

فاضل اجل شیخ بہاء الدین عاملی علیہ الرحمۃ۔ قاضی معز الدین محمد۔ امیر شرف الدین حسینی اور ملا عبد اللہ شوستری جیسے کاملین یگانہ کی شاگردی میں علم حدیث و فقہ حاصل کیا۔ لکھا ہے آنجناب کی والدہ ماجدہ بھی با علم و معرفتہ نہایت تقدس مآب

بی بی تھیں۔ جد مادری آنجناب کے یعنی نانا فاضل لاثانی ملا درویش محمد اصفہانی ابن ملا شیخ حسن عاملی شہید ثانی علیہ الرحمۃ کے شاگرد تھے۔ ملا درویش محمد رحمہ اللہ اون بزرگوروں میں سے ایک ہیں جن سے ملا محمد تقی علیہ الرحمہ نے اجازۂ روایت احادیث حاصل کیا۔ ماموں آنجناب کے فاضل مشہور ملا محمد قاسم علیہ الرحمہ صاحب تصانیف تھے۔ آنجناب کے چھوٹے بھائی ملا محمد صادق رحمہ اللہ عالم باکمال تھے۔ ملا مقصود علی مجلسی رحمہ اللہ نے فرزندوں کو فاضل اجل ملا عبد اللہ شوستری رح کے سپرد کیا۔ کہ اپنے درس میں شامل کر کے علوم ظاہری و باطنی سے بہرہ یاب کریں۔ ایک دفعہ عید کے موقعہ پر ملا عبد اللہ رح نے دونو لائق شاگردوں کو تین تومان خرچ عید کیلئے عطا کئے۔ ملا محمد تقی رح نے عرض کیا۔ کہ اپنی والدۂ ماجدہ کی اجازت بغیر میں نہیں لے سکتا۔ آپکے والد بزرگوار ان دنوں کہیں سفر میں تھے چنانچہ والدہ سے جاکر ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ اے فرزند جو خرچ تمہارے والد تمہارے صرف کیلئے چھوڑ گئے ہیں اگرچہ وہ قلیل اور غریبانہ ہے لیکن کافی ہے۔ زیادہ سے تھوڑی دیر کو وسعت و فراخی ہو جائیگی۔ ختم ہونے پر پھر دل چاہیگا کہ ملا یا کوئی اور دے۔ عادت بگڑ جائیگی۔ بہتر ہے کہ تم انکار کر دو۔ آپنے جاکر اپنے اوستاد سے ایسا ہی عرض کیا۔ ملا عبد اللہ علیہ الرحمۃ زہد و قناعت کی یہ کیفیت دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور دونو شاگردوں کے حق میں دعا کی۔

آنجناب کی بعض تحریرات سے معلوم معلوم ہوتا ہے کہ عمر کا پہلا حصہ اور جوانی کا زمانہ آپنے تحصیل علوم اور احادیث و فقہ کی کتابوں کے مطالعہ میں صرف کیا

چنانچہ اپنی کتاب روضۃ المتقین کے آخر میں لکھتے ہیں۔ میں نے اپنی عمر پچاس سال سے زیادہ احادیث کی تحقیق اور علم کلام۔ علم فقہ اور علم اصول کے مطالعہ پر صرف کی ہے۔ کتاب مذکورہ کے دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ساٹھ برس کے سن میں آپ نے یہ کتاب تصنیف کی۔ یہ کتاب عربی میں من لایحضرہ الفقیہ کی شرح لکھی۔ بعد ازاں شاہ عباس ثانی بادشاہ ایران کی فرمائش سے اوسکو فارسی میں کیا اور لوامع صاحبقرانی نام رکھا۔ پھر اس کے ایک دو سال بعد ۱۰۶۸ھ ہجری میں کتاب حدیقۃ المتقین لکھی۔ پھر صحیفہ سجادیہ کی شرح لکھی۔ ان کے سوا اور بہت سے رسالے دینیات میں آنجناب کی تصنیف ہیں۔ بڑے بڑے علماء نامدار آپکے ہمعصر تھے۔ مثلاً ملا صدرالدین محمد بن ابراہیم شیرازی جنکا عرف ملا صدرا مشہور ہے۔ میر باقر داماد علیہ الرحمتہ کے شاگرد حکمت و فلسفہ میں یکتائے زمانہ کتاب ہدایۃ الحکمت کی شرح اور کتاب اسرار الآیات وغیرہ بہت سی مشہور کتابوں کے مصنف۔ فاضل جلیل ملا خلیل قزوینی شارح کافی کلینی وغیرہ۔ شیخ فریدالدین صاحب مجمع البحرین۔ ملا باقر برادر ملا خلیل قزوینی رحمتہ اللہ علیہ۔ ملا شمس الدین شیرازی رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ۔

دیگر جناب آخوند ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ نے جن علما کی شاگردی میں تحصیل علوم کیا ہے ایک اُن میں سے ملا حسن علی بن ملا عبداللہ شوستری صاحب فضل و کمال جامع معقول و منقول ہیں مثل اپنے پدر نامدار کے ارباب

اجتہاد و اجازہ سے تھے۔ ملا محمد تقی مجلسی کے ہمدرس اپنے والد علام سے
پڑھ کر اجازہ حاصل کیا۔ آپکی ذہانت طبع اور وسعت علم کا شہرہ ہوا تو دور دور
سے طلبا جمع ہونے لگے۔ ہنگامۂ تدریس کو اپنی جامع و بالغ تقریروں سے خوب گرم
کیا۔ جناب آخوند ملا محمد باقر علیہ الرحمتہ کے باپ کا ہمدرس ہونیکی سبب سابقہ
رسم اتحاد تھی ہی انہوں نے بھی طلبا کی جماعت میں شامل ہوکر شاگردوں میں
اپنا نام درج کرایا۔

دیگر سید الکملا جناب امیر رفیع الدین محمد نائینی جیسے فقیہ بےنظیر اور حکمت
وکلام کے شمس منیر ہیں کبھی آنجناب نے فیض ظاہری و باطنی پایا ہے۔ دیگر آپ کے
اوستادوں میں ملا محسن فیض تھے۔ جنکو ملا محمد محسن کاشانی بھی لکھتے ہیں۔
محمدین ثلث متاخرین کے ذیل میں ان جناب کا ذکر پیشتر آچکا ہے۔ ملا صدرا
جیسے مشہور فلسفی کے داماد اور شاگرد تھے۔ دو سو تصانیف کے مصنف
جن میں تفسیر صافی۔ معتصم الشیعہ فی احکام الشریعہ۔ مفاتیح الشرائع اور
کتاب وافی مستند اور بڑے پایہ کی مشہور کتابیں ہیں۔ ولادت ایک
ہزار سات ہجری میں اور وفات آپکی ایک ہزار نوے ہجری کے اخیر میں
ہوئی۔ شہر کاشان اپنے وطن میں مدفون ہیں۔

دیگر جناب آخوند مجلسی اعلی اللہ مقامہ کے مشائخ استفادہ سے فاضل نبیل
سید جلیل میر محمد مومن استرابادی علیہ الرحمتہ محدث و فقیہ کامل ہیں۔ آپ شاہ عباس
صفوی کے عہد میں شہزادہ حیدر میرزا کے معلم تھے۔ شاہ مذکور کی وفات کے

جناب آخوند علیہ الرحمۃ کے استاد اول [illegible]

بعد تخت کے دعویداروں میں جنگ وجدل ہو جانے کے باعث آپ نے ترک وطن کیا۔ اور ہندوستان میں آکر دکن کو اپنی سکونت سے شرف بخشا۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ کے دربار میں وکیل اعلےٰ تھے بہت عرصہ تک اس ملک میں باشوکت واقتدار رہے۔ تاریخ فرشتہ میں بذیل خاندان قطب شاہی آپ کے محامد ومناقب کا ذکر لکھا ہے۔

جناب مجلسی مرحوم کے دو بڑے بھائیوں کا حال

جناب آخوند اعلی اللہ مقامہ کے دو بڑے بھائی اور تھے۔ اگرچہ اون کا رتبہ وسعت علم میں چھوٹے بھائی کے برابر نہ تھا۔ لیکن پھر بھی دونوں نے فضل وہنر کا حصہ کافی وبہرۂ وافی اس قدر حاصل کر لیا تھا۔ کہ علما کی فہرست میں دونوں کے نام نامی نہایت آب وتاب کے ساتھ درج ہیں۔ بڑے سب میں ملا عزیز اللہ علیہ الرحمۃ علم ادب انشا میں لاثانی فاضل تھے۔ آپکی تصنیف انشائے وقائع روم اطراف عراق میں مشہور کتاب ہے۔ کتاب مدارک تہذیب اور من لا یحضرہ الفقیہ پر حاشیے لکھے ہیں۔ آقا احمد بہبہانی اپنی کتاب مرآۃ الاحوال میں آنجناب کے فضائل کی بہت سی مدح وثنا کے بعد لکھتے ہیں۔ باوجود کثرت کمالات و فضائل کے نہایت متقی پرہیزگار عابد وزاہد تھے مال ومتاع دنیاوی سے آپکو خداوند عالم نے ہمیشہ مرفہ الحال رکھا۔ آپکے بیٹے پوتے بڑے نامی گرامی فاضل فقیہ صاحب تصانیف ہوئے ہیں۔ ملا حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ تیسری

پشت میں آپکے پوتے ہیں سنہ ۱۰۷۰ ہجری میں آپکا انتقال ہوا۔

منجھلے بھائی جناب اخوند علیہ الرحمۃ کے فضائل مآب مکارم انتساب جناب ملا عبد اللہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ کہ علوم مروجہ میں باوجود کلی مہارت کے معرفت وزہادت میں یگانۂ آفاق تھے۔ کتاب حدیقۃ المتقین پر آپکے حواشی دیکھنے سے آپکی واقفیت عامہ اور جودت تامہ کا پتہ لگتا ہے۔ آنجناب کی اولاد میں بھی بڑے بڑے فقہاء نامدار اور مجتہدین باوقار ہو گذرے ہیں۔ چنانچہ آپکے فرزند ملا محمد نصیر رحمہ مشہور جلیل القدر فاضل نے بحار الانوار کی آٹھویں جلد کتاب الفتن کا عربی سے فارسی میں نہایت فصیح ترجمہ کیا ہے۔ اور حیات القلوب کا تکملہ موسوم بہ صحیفۃ المتقین تصنیف کیا۔ ملا نصیرؒ کے فرزند ملا محمد رضی رح نے بحار الانوار کی جلد نہم کتاب تاریخ امیر المومنین علیہ السلام کا عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا۔

جناب ملا محمد تقی مجلسی اعلی اللہ مقامہ کے گھرانے پر کچھ خدا کی ایسی رحمت بے پایاں تھی۔ کہ پسری اولاد میں جہاں ایک بھی دولت علم سے عاری نہیں دکھائی دیتا۔ وہاں وفور رحمت یہ ہے۔ کہ دختری اولاد تک تمام فقہ و معرفت کے علوم و فنون سے آراستہ دکھائی دیتی ہے۔ چنانچہ جناب ملا محمد باقر مجلسیؒ کی چار حقیقی بہنیں ہر ایک انمیں علم دینی سے پوری ماہر۔ احکام شرعیہ سے بخوبی آگاہ۔ معرفت و حقانیت میں کامل۔ ہر ایک کی اولاد سے ماہرین علم و ہنر کے بڑے بڑے خاندان قائم ہوئے۔ مجتہدین کبار فقیہان فیض آثار کا سلسلہ

جاری ہوا۔ جناب اخوند علیہ الرحمتہ کی سب میں بڑی خواہر محترمہ آمنہ فاضلہ فاضل علام
بحر طمطام ملا محمد صالح مازندرانیؒ شارح اصول کافی کی زوجہ تھی۔ ان کے عقد کی عجیب
داستان ہے۔ ملا محمد صالحؒ جناب ملا محمد تقی مجلسی علیہ الرحمہ کے شاگرد تھے مگر
ابتدا میں طالب علمی کا زمانہ انتہا درجہ کی تنگدستی اور افلاس کا تھا کچھ لکھنا چاہتے
تو کاغذ تک میسر نہ تھا۔ پتوں اور تختۂ چوبی کے ٹکڑوں پر لکھا کرتے۔ جناب
ملا محمد تقی مجلسیؒ کے درس میں جب آتے خستگی لباس کی شرم سے اندر داخل
نہ ہوتے۔ بلکہ باہر دروازہ کے پیچھے چھپ کر چپکے چپکے سنا کرتے تھے۔ دوسرے
طالب علم یہ خیال کرتے۔ کہ کوئی معمولی منگتا فقیر ہے کچھ مانگنے کی غرض سے آ بیٹھتا
ہے۔ ایک دفعہ اثنائے تقریر درس میں ایک مشکل مسئلہ آ گیا بہت کچھ بحث و
تحقیق ہوئی مسئلہ حل نہ ہوا۔ دوسرے روز پر چھوڑ دیا گیا۔ دوسرے دن بھی
فیصلہ نہ ہوا۔ تیسرے روز ہر ایک طالب علم اپنی اپنی تحقیق و غور کے موافق
سوچ کر درس گاہ میں حاضر ہوا۔ دیر تک بحث ہوتی رہی۔ مگر مسئلہ صاف
نہ ہوا۔ اتفاقاً ایک طالب علم درمیان میں اٹھ کر کسی ضرورت کیلئے درس
کے کمرے سے باہر آیا۔ دیکھا۔ کہ وہی گدا صورت مرد صالح عبا اپنے اوپر
لپیٹے بیٹھے ہیں۔ اور بہت سے چنار کے پتوں پر کچھ مسودہ سا لکھ کر سامنے
رکھے سوچ رہے ہیں۔ طالب علم صاحب دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ ملا صالح کے
پاس چونکہ اس عبا کے سوا کرتہ پاجامہ بدن پر نہ تھا تعظیم کیلئے نہ اٹھے۔
طالب علم صاحب نے جو ایک دو پتے اٹھا کر دیکھے۔ اسی مسئلہ زیر بحث کی تحقیق اور

اور حل ان پر لکھا تھا۔ انہوں نے تمام نقل کر کے آئندہ درس میں استاد تحقیق کو
پیش کیا۔ جناب مجلسی علیہ الرحمۃ سن کر بہت خوش ہوئے۔ فرمایا۔ یہ کس کی ذہانت و فطانت
کا نتیجہ ہے۔ عرض کیا گیا۔ ایک شکستہ حال صالح صورت مرد بیرون مدرسہ دروازے کو
پیچھے بیٹھا ہے اوس کی تحقیق ہے۔ آپ نے اوسی وقت بلوایا۔ مگر ظاہر حال دیکھ کر
اعتبار نہ آیا۔ فرمایا کیا واقعی تم نے لکھی ہے۔ انہوں نے سر جھکا کر عرض کیا۔ یہ
کمترین حضور کی شاگردی سے فیض پاکر اس قابل ہوا ہے۔ فرمایا۔ بھلا ہمارے
سامنے اس مسئلہ کی جس طرح تم نے لکھی ہے زبانی تقریر کرو۔ انہوں نے
فوراً بوضاحت و فصاحت تمام مضمون بلا تکلف عرض کر دیا۔ آنجناب نے
حسن بیان سے شاد ہو کر ملا صالح کو جماعت طلبا کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت دی۔
درس سے فراغت پاکر ان کا مفصل حال دریافت کیا۔ اور تنگدستی پر افسوس کر کے
نیا لباس اور مایحتاج عطا فرمایا۔ اور دیگر طالبعلموں کی طرح مصارف طعام
و کتب کے لئے وظیفہ مقرر کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک دفعہ آنجناب کو قیاس و قیافہ
سے معلوم ہوا کہ ملا صالح کا میلان خاطر عقد کی طرف ہے۔ خلوت میں طلب
کر کے فرمایا۔ اگر میل تاہل داری دختر خود بنکاح تو میدہم۔ ملاؒ نے بکمال رغبت
رضائے شرعی ظاہر کی۔ تو جناب مجلسی علیہ الرحمۃ نے اپنی بڑی دختر آمنہ فاضلہ سے
ان کا عقد پڑھ دیا۔ اور اپنے کتب خانے کے ایک معقول مکان میں سکونت گزینی کی
اجازت دی۔

اسی نیک خصلت محترمہ فاضلہ سے ملا صالحؒ کے چار فرزند ہوئے۔ ہر ایک علم و فضل

کاکوکب درخشاں تصنیف و تالیف کا چشمہ بے پایاں اپنے وقت کا عالم بے نظیر ہوا
نام نامی ان بزرگواروں کے حسب ذیل ہیں۔ علامۂ فاضل آقا محمد ہادی جن کی
نسبت ملا حیدر علی مجلسی رح لکھتے ہیں۔ علامۂ آقا محمد ہادی ابن محقق ملا صالح مازندرانی
صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ مثلاً شرح قواعد۔ شرح فروع کافی۔ ترجمہ
معالم الاصول۔ حاشیہ بر تفسیر بیضاوی۔ شرح شافیہ۔ انوار البلاغت
رسالۃ الرضا وغیرہ وغیرہ۔

دوسرے فرزند آقا محمد سعید ابن ملا صالح مازندرانی زبردست فاضل
عالی مقام اور شاعر خوش کلام تھے۔ شہرہ شاعری ان کو ہندوستان میں لایا۔
عالمگیر اورنگ زیب بادشاہ کے حکم سے زیب النسا بیگم کے اوستاد
مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد حب وطن نے مجبور کیا۔ ارادہ دلی نظم میں ظاہر کر کے
زیب النسا سے ایران جانے کی اجازت حاصل کی قصیدے میں اظہار مطلب
کس ادا سے کیا ہے۔

یکسر بار از وطن نمی‌توان برگرفت دل	در غربتم اگرچہ فزون است اعتبار
پیش تو قرب و بعد تفاوت نمی‌کند	گو خدمت حضور نباشد مرا شعار
نسبت چو باطن است چہ دہلی چہ صفہان	دل پیش تست تن چہ بکابل چہ قندہار

آب و دانہ کی کشش دوبارہ ہندوستان میں لائی۔ تو عظیم آباد پٹنہ میں شاہزادہ
عظیم الشان کے دربار شاہی کا خاص عہدہ پایا۔ شاہزادہ ارادت دلی
سے ہردم آنجناب کو ساتھ رکھتا تھا۔ آخر حج کو جاتے ہوئے قصبہ منگیر کے

اندر عظیم آباد کے قریب انتقال کیا۔ اسی طرح آنجناب کے باقی فرزند ملا نور الدین محمد۔ علامہ زماں ملا حسن علی اور دو پسر ملا صالح کے ملا عبد الباقی اور ملا محمد حسین دوسری زوجہ سے تھے۔ سب علم و فضل کے بحر بے پایاں تھے۔ ملا حیدر علی لکھتے ہیں کہ ان بزرگواروں کی اولاد جو آگے بڑھی وہ بھی سب مشہور علماء باکمال ہوئے۔ اور اپنی نسبی تفاخر کے موقعہ پر اپنی تصانیف میں سید المحدثین علامہ محمد باقر مجلسی کو خال المکرم اور جناب ملا محمد تقی مجلسی کو جد مادری لکھتے تھے۔

دوسری خواہر جناب آخوند ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ کی علامۂ دوران جناب ملا محمد علی استرابادی کی زوجہ محترمہ تھی۔ ان کی اولاد کا ٹھیک حال معلوم نہیں ہوتا۔ مگر یہ ضرور ہے کہ ملا حیدر علی مجلسی کی مجمل تحریر کے موافق مرجع علم و فضل ہوگی۔

تیسری خواہر آنجناب کی فاضل جلیل میرزا محمد بن حسن الشیروانی کی زوجہ محترمہ تھی۔ جناب میرزا محمد علوم ربانی کے دریائے ذخار۔ فقہ و حدیث کے بحر ناپیداکنار۔ استاد العلما جناب آقا حسین خونساری کے لائق ترین شاگردوں میں تھے۔ ملا میرزا کے نام سے آپ مشہور ہیں۔ بہت سی کتابیں اور رسالے آپ نے علوم دینی میں تصنیف کیے۔ علم ہندسہ و ریاضی میں پورے صاحب کمال تھے۔ آپ کے فرزند مولانا حیدر علی ابن ملا میرزا شیروانی فاضلین زمانہ اور محققین یگانہ میں سرکردہ روزگار ہوئے ہیں۔ قابلیت آنجناب کی کتاب المجالس فی بحث الامامۃ سے عیاں ہے۔ اس کے سوا اور بھی بہت تصنیفات ہیں۔

چوتھی خواہر جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کی جو صاحب کمال و مسلم تھیں زوجہ جناب

میرزا کمال الدین محمد بن محمد معین الدین فسوی کی زوجہ محترمہ تھی۔ ملا محمد تقی مجلسی رحمۃ اللہ ان کے حال میں لکھتے ہیں۔ میرزا کمال الدین محمد فسوی الفارسی جو کہ میرزا کمالا کے نام سے مشہور ہیں شافیہ کی شرح کے اور دیگر مسائل علمیہ متفرقہ کے مصنف فقیہ نامدار مفسر کلام کردگار ادیب مشہور اور متکلم باشعور تھے۔

رئیس المحدثین ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ کی تحصیل علم کا زمانہ عجب برکت و سعادت کا دور تھا۔ کہ آپ کے ہمعصر ہمدرس مقدس طلباء عالیقدر سب کے سب فرید زمانہ اور وحید یگانہ علم و فضل کے معدن و مخزن بنے۔ ہر ایک کا ذکر کرنا اس مختصر رسالے میں طول کا باعث ہوگا۔ اتنا کافی ہے کہ اکثر اون میں امام الجمعۃ والجماعۃ۔ قاضی القضاۃ۔ مجتہدین ہیں۔ نائب ائمۂ طاہرین علیہم السلام حامی طریق اہلبیت اطہار۔ مروج دین رسول مختار صلعم ہوئے۔ اون کی خالص بے جد کوششوں اور بے انتہا سچی ریاضتوں نے احکام اسلام اور شرع رسول انام کو آسان عام فہم صورت میں لانے کیلئے بیشمار کتابیں تصنیف و تالیف کیں۔ درس و تعلیم۔ وعظ و تلقین کی مجلسوں کو اپنی با اثر پرزور تقریروں سے رونق دے کر دین جعفری زندہ کیا۔ اطراف و جوانب عالم میں کلمۂ حق پھیلا کر امام وقت کی نیابت کا فرض پورے طور سے بجا لائے خلق خدا کی ہدایت و رہنمائی کے آسان راستے بنا کر آئندہ تا قیامت طالبان حق کو اپنے احسان سے گرانبار کیا۔ روز محشر کی سرخ روئی۔ حضرت رسول خدا اور ائمۂ ہدیٰ کی خوشنودی اور اپنے پروردگار کی رضا حاصل کی۔ ان میں جناب آخوند مجلسی علی اللہ مقامہ کو خدا نے وہ رتبہ اعلی عطا کیا۔ کہ رئیس المحدثین کہلائے۔ اور اس مقدس گروہ نے

خدمت دین میں وہ کارِ نمایاں دکھلائے۔ کہ ہمعصر اور بعد کے علماء نے ان کو سابق الاولین و الآخرین لکھا۔ جب آپ فارغ التحصیل ہو کر صاحب اجازہ مجتہد اور مالک مہرو افتا مفتی بنے تو نام نامی آنجناب کا علامۂ محقق ملا محمد باقر مجلسی خاص و عام میں مشہور ہوا۔ اصل اسم مبارک آپکا محمد باقر ہے کہ ہمنام ہے امام پنجم جناب محمد بن علی علیہ السلام کا۔ نام پاک امام عالیمقام کا اپنے جد بزرگوار جناب رسول خدا صلعم کا ہمنام محمد تھا اور لقب باقر تھا اس لئے کہ آپ علوم معرفت و حقیقت کے بحر ناپیدا کنار تھے۔ تبقر کے معنی عربی میں علم کی زیادتی کے ہیں۔ یہ لقب دراصل نام مل کر محمد باقرؑ مشہور ہو گیا۔ پس علمی مناسبت پر ملا محمد تقی رح نے فال نیک سمجھ کر آپکا نام بھی محمد باقر رکھا۔

مجلسی۔ جناب اخوند علیہ الرحمۃ کے ملقب مجلسی ہونیکی وجہ یہ تھی کہ ولادت کے بعد آپکو جناب صاحب الامر علیہ السلام کی مجلس میں حضوری کا شرف نصیب ہوا۔ بلکہ چہاردہ معصوم علیہم السلام کی مجلس میں حاضر کئے گئے۔ جیسا کہ پیشتر ولادت کے بیان میں مذکور ہو چکا ہے۔ بعض علماء محققین لکھتے ہیں کہ اصفہان کے مضافات میں ایک قریہ اس نام کا تھا آنجناب کے بزرگ پیشتر وہاں کے رہنے والے تھے۔ بعد ازاں اصفہان میں آکر آباد ہوئے۔ اس لئے اون کے نام کے ساتھ مجلسی کا لفظ بولا جاتا تھا بعض کہتے ہیں کہ آنجناب کے دادا ملا مقصود علی رح شاعر تھے اور اون کا تخلص مجلسی تھا۔ بعد اون کے اون کی اولاد میں یہ لفظ بطور لقب کے ہر ایک کے نام کے ساتھ پکارا گیا۔ واالعلم عند اللہ۔

علّامہ - عربی میں اس لفظ کے معنی ہیں بہت علم والا اور زیادہ جاننے والا مگر عام علماء کی اصطلاح میں علامہ اوسی عالم کو کہتے ہیں۔ جو معقولات اور منقولات دونوں میں پوری دستگاہ رکھتا ہو۔ جناب مجلسی کا ان دونوں میں پوری مہارت رکھنا تمام علما کے نزدیک مسلم و مصدق ہے۔ اسی لئے سب آپکو علامہ لکھتے ہیں مگر حاجی ملا احمد نراقی اعلی اللہ مقامہ مصنف مناہج الاصول و شرح تجرید عین الاصول و مفتاح الاصول و معراج السعادت و سیف الامۃ و عوائد الایام و مستند الشیعہ وغیرہ نے اپنی تصنیفات میں جناب اخوند اعلی اللہ مقامہ کے نام کے ساتھ بجائے علامہ کے محدث کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یعنی محدث مجلسی اعلی اللہ مقامہ لکھا ہے۔ اس پر آقا میرزا محمد تنکابنی مصنف قصص العلماء لل گرفت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں مجھے نہایت تعجب ہوتا ہے۔ حاجی ملا احمد نراقی رحمۃ اللہ پر کہ اپنی کتابوں میں جناب علامہ مجلسی رحمۃ اللہ کو محدث مجلسی کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ مجھ کو یہ امر بہت ناگوار اور ناپسند ہے۔ کیونکہ محدث علما کے محاورے میں اوس کو کہا جاتا ہے جو صرف حدیث کو کسی کی زبانی نقل کر دے یا روایت کرے۔ بلکہ اونکو بھی محدث کہتے ہیں جنہوں نے ائمہ علیہم السلام سے حدیثیں سنیں۔ اور دوسرے لوگوں کو سنائیں۔ ظاہر ہے کہ ان میں سب علما نہ تھے۔ حالانکہ جناب اخوند علیہ الرحمۃ حاوی علوم عقلیہ نقلیہ تھے۔ چنانچہ ملا علی نوری اعلی اللہ مقامہ کے ایک بڑے فاضل شاگرد کو میں نے کہتے سنا۔ کہ اپنے درس میں اخوند نوری اعلی اللہ درجاتہ فرمایا کرتے تھے جو کوئی علامہ مجلسی اعلی اللہ مقامہ کے علوم معقولی کی کیفیت اور اونمیں مہارت کا اندازہ معلوم کرنا

چاہیے۔ بحار الانوار کی چودھویں جلد کتاب السماء والعالم کے باب حدوث عالم کا مطالعہ کرے۔ کہ اس مسئلہ میں اور دیگر عقلیہ مطالب میں کس طرح اوس چشمہ فنون سے علوم کے دریا کے دریا جاری ہوتے ہیں۔ جابجا مطالب عقلیہ کی بابت مخالف اسلام حکماء فلاسفہ کے اقوال باطلہ اور دلائل عاطلہ کو ہر پہلو سے رد کر کے مسئلہ فرمودہ ائمہ علیہم السلام کے مطابق عقلی دلیلوں سے ثابت کر دکھایا ہے۔ استدلال کے ساتھ ساتھ اون کے شکوک و شبہات کا کافی و وافی جواب دیئے گئے ہیں۔ غرض اسی قسم کا جو مسئلہ چھیڑا ہے علم کا بھرپور خزانہ اوس کے متعلق دل کھول کر بکھیر دیا ہے۔ اور پورے طور سے اتمام کو پہنچایا ہے۔ پھر لکھتے ہیں۔ کہ شاید حاجی ملا احمد اعلی اللہ مقامہ اصول و فروع میں اخوند ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ سے کچھ بڑھے ہوئے ہوں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جناب اخوند علیہ الرحمۃ کے نام سے علامہ کا لفظ اڑا دیا جائے۔ کیونکہ جامع علوم اور حاوی فنون ہونے میں اخوند مجلسی کو ملا احمد نراقی رح سے ایسی نسبت ہے جیسے سمندر کو نہر سے اور دریا کو قطرے سے۔

جناب اخوند اعلی اللہ مقامہ کی مجلس درس اور شاگردوں کا بیان

جب آنجناب کو ہر فن میں کمال کلی اور ہر ایک علم میں قدرت تامہ حاصل ہو گئی دریائے علوم سینہ معرفت خزینہ سے موجزن ہو کر کناروں سے باہر اچھلنے لگا۔ اور ساغر قلب فیض ربانی اور حقائق عرفانی سے لبریز ہو کر چھلکنے لگا تو آپ نے

مجلس درس کے ممبر فلک پایہ کو اپنے سعادت توام قدم سے رشک مطلع خورشید بنایا مجمع طلباء میں مسائل اصول و فروع کے متعلق محققانہ تقریروں کی نور افشانی کرکے صحن درسگاہ کو چودھویں رات کے چاند کا آسمان کر دکھایا۔ آنجناب کے تسلی بخش حسن بیان۔ وسعت علم اور دلپذیر تقریر میں ملکۂ بے پایاں کا شہرہ دور دور تک پھیلا۔ تو مردم خیز خطۂ ایران کے اطراف و جوانب سے جوہر شناس ذکی الطبع طلاب علم اس چشمۂ آب حیات کی طرف پیاسوں کی طرح دوڑے۔ جوق جوق آپکے درسگاہ میں جمع ہوئے۔ اور مجمع شاگردان باتمیز اس قدر ہوا۔ کہ لکھتے ہیں ایک ہزار کی تعداد تک نوبت پہنچی۔ پھر مدت العمر جبتک آپنے شغل تدریس و تعلیم جاری رکھا۔ اس تعداد سے آپکی جماعت طلباء کبھی کم نہ ہوئی۔ سرزمین ایران کے تنگ مزاج بلند پرواز منتہی طلبا جو اپنی ذہانت و ذکاوت دقیقہ سنجی باریک بینی حشمت پسندی کے ناز پر اتنے محتاط ہیں۔ کہ جبتک علوم و فنون میں کامل مہارت وسیع واقفیت نہ رکھتا ہو۔ معمولی عالم کو ذرا بھی نظر میں نہیں لاتے۔ باوجودیکہ اوس وقت بہت سی درسگاہیں بڑے بڑے صاحب کمال علماء نامدار کی ایران کے بڑے بڑے شہروں میں بلکہ خود اصفہان میں موجود تھیں۔ لیکن جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کی درسگاہ میں داخل ہونے اور آپ کا شاگرد کہلانیکو طلبا اپنا فخر سمجھتے تھے۔ دیگر کاملین وقت کی درسگاہوں سے بھی فیض پاتے تھے۔ اجازہ حاصل کرتے تھے۔ مگر اپنی تصانیف میں آنجناب کے شاگرد جہاں اپنے دیگر اوستادوں صاحبان اجازۂ روایت کا ذکر کرتے ہیں بڑے فخر و مباہات سے لکھتے

ہیں۔ کہ ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ کی شاگردی سے فیض یاب ہوں اور آنجناب سے
جیسے اجازہ حاصل کیا ہے۔ چنانچہ زبدۃ الفقہا نخبۃ العلما سید نعمتہ اللہ جزائری
اعلی اللہ مقامہ جیسے فخر عالم فاضل محترم نے تمام درسیات دیگر درسگاہوں میں ختم کرنے
کے بعد اصفہان میں آکر بہت عرصہ تک جناب آخوند علیہ الرحمتہ کی شاگردی سے
فیض پایا۔ جن بزرگواروں نے آنجناب رح سے شاگردی کا تعلق پیدا کر کے فیض بےپایاں
حاصل کیا اون سب کا شمار مشکل ہے صرف اون کے ناموں کی فہرست سے ہی
ایک رسالہ مرتب ہو جائے۔ گیارھویں صدی ہجری کے نصف آخر سے بارھویں
صدی کے نصف اول تک تقریباً جسقدر جلیل القدر فقہاء مجتہدین و علماء
مصنفین ایران کے حالات دیکھو شروع حال میں ہی فخریہ لکھا ہوگا۔ کہ جناب
ملا محمد باقر مجلسی اعلے اللہ مقامہ کے شاگردوں میں تھے۔ علی ہذالقیاس روایت حدیث
کے بارے میں محدثین متاخرین آنجناب سے سند روایت لینے کو فخریہ
بیان کرتے ہیں۔

جس طرح شاگردوں کو اوستاد کے کامل ترین اور افضل ترین ہوتے پر
ابنائے روزگار میں فخر کرنیکا موقعہ ہوتا ہے۔ ایسے ہی شاگردوں کا اعلی مراتب کمال
اور ارفع مدارج اقبال پر فائز دیکھنا استاد کے لئے باعث مسرت و مباہات ہوتا ہے
آنجناب کے بیشمار تلامذہ سے چند ایک مشاہیر روزگار کا اس جگہ ذکر کر دینا
نامناسب نہ ہوگا۔

فاضل جلیل المرتبہ سید نعمتہ اللہ جزائری رح آنجناب کے منتخب شاگردوں

میں تھے۔ پیدائش آپکی سنہ ۱۰۵۰ ہجری ہے۔ چار سال کی عمر میں پڑھنا شروع کیا۔ آٹھ برس میں صرف ونحو ومنطق وغیرہ ابتدائی علوم سے فراغت پائی۔ ذہن وقاد کی خداداد تیزی نے بڑی کتابوں کے مطالعہ اور اخذ مطلب کو آٹھ برس کے بچے کا کھیل بنا دیا۔ باریک مسائل علمیہ کی تحقیق وغور کا مزا دنیا کی تمام لذائذ کو ترک کرکے شغل میں جد وکد کرکے ہم مذاقوں کی صحبت ہمخیالوں کے مجمع اور وسیع سامان کا طالب ہوا۔ اس تلاش میں شوق کی نظر کو چاروں طرف دوڑایا۔ تو دار العلم شیراز کو حسب دلخواہ تحصیل مطلوب کا مقام پایا۔ باجازت والدین وہاں پہنچ کر عالم کامل میرزا ابراہیم ابن ملا صدرا۔ الشیخ جعفر ضمن شیخ کمال بحرانی۔ شیخ صالح ابن الشیخ عبد الکریم مولانا سید ہاشم اور شیخ عبد العلی جیسے فضلائے نامدار کی نادرۂ روزگار درسگاہوں میں طبع برق آسا کی درخشندگی سے ہمسروں کو خیرہ چشم کیا۔ نو سال تک ان بزرگواروں سے فیض پاکر اجازۂ اجتہاد لیا۔ پھر ایک سال بعد مخزن علما ومعدن فضلا دار الامان اصفہان کو روانہ ہوئے۔ اصفہان اوس وقت علم وفضل کی رونق مجتہدین و متفقہین کی کثرت میں تمام جہان کے اندر اپنا نظیر آپ ہی تھا۔ آٹھ سال تک آپنے اس شہر میں رئیس المحدثین جناب ملا باقر مجلسی رح استاد العلما آقا حسین خوانساری۔ خاتم المجتہدین مولانا محمد باقر خراسانی وعارف ربانی مولانا محمد محسن کاشانی سے فیض ظاہری وباطنی حاصل کرکے اجازہ حاصل کیا۔

شوق علم میں محویت کا یہ عالم تھا کہ ابتدائے طالب علمی میں قاموس لغت اور حدیث کی کتب اربعہ وغیرہ کئی بڑی بڑی کتابیں اپنے ہاتھ سے نقل کیں۔

لکھا ہے۔ کہ آنجناب کے کتب خانہ میں قریب پانچ ہزار کے علمی کتابیں تھیں۔
سب پر آپ کے ہاتھ کے حاشیہ اور نوٹ موجود تھے۔ تحصیل علم کی تکمیل کے
بعد اپنے وطن مالوف جزائر کو مراجعت کی۔ اور وعظ و درس کا سلسلہ جاری کیا۔
ملک میں انقلاب سلطنت کے شور و فساد نے دلجمعی سے رہنے نہ دیا۔ پریشان
ہو کر نکلے۔ خوزستان میں فرمانروائے حویزہ امیر سید علی شیعہ مذہب آپ کا معتقد
تھا۔ اوس نے بہت عزت و احترام سے اپنے پاس ٹھیرایا۔ پھر باشندگان شوشتر
بصد شوق اپنے شہر میں بلانے کے ملتجی ہوئے۔ اون کے اصرار اور استخارہ کی
مصلحت پر آپنے شوستر کی سکونت اختیار کی۔ بادشاہ کے حکم سو آپکے لائق شان
وہاں پر مدرسہ و مکان عالی شان فوراً تیار کیا گیا۔ عہدۂ جلیلۂ قضا و صدارت و
امام الجمعہ و شیخ الاسلامی وہاں کا آنجناب کی ذات ملکی صفات کیلئے مخصوص تھا
اس ملک میں آپنے دین حق کو بہت رونق دی۔ اور تمام عمر اپنی تدریس۔ وعظ
اور تصنیف میں اسی جگہ بسر کی۔ سنہ ۱۱۱۲ ہجری میں انتقال کیا۔ بعد ازاں آپکی اولاد کرام
کا وطن شوستر رہا۔ تصنیفات آنجناب کی بیشمار ہیں۔ شرح کبیر تہذیب الاحکام
بارہ جلدوں میں۔ پھر اس کو مختصر کر کے آٹھ جلدوں میں کیا۔ جو مروج ہوئیں۔
شرح استبصار تین جلدوں میں۔ شرح عوالی اللئالی دو جلدوں میں۔ انوار
نعمانیہ دو جلدوں میں۔ نوادر الاخبار دو جلد۔ ریاض الابرار تین جلد۔ زہر الربیع
دو جلد۔ قصص الانبیاء۔ شرح توحید صدوق۔ قاطع اللجاج۔ شرح احتجاج۔ شرح
عیون اخبار الرضا۔ شرح روضہ کافی۔ شرح صحیفہ کبیر و صغیر۔ شرح مغنی اللبیب

منتہی المطلب۔ منبع الحیات۔ مسکن الشجون۔ مقامات النجات تین جلد۔ شرح تہذیب النحو۔ ان کے علاوہ اور بہت رسالے اور حاشیہ ہیں۔ آنجناب کے چار بیٹے تھے۔ تین اون میں علم وفضل میں بینظیر فرد زمانہ ہوئے۔ سید نور الدین۔ سید محمد شفیع اور سید جمال الدین۔ چوتھے سید حبیب اللہ صغر سنی میں انتقال کر گئے تھے۔

فاضل محقق جناب میرزا عبداللہ المعروف بافندی بھی اخوند ملا محمد باقر مجلسی طاب ثراہ کے شاگردوں میں فضلائے کاملین اور علمائے محققین سے تھے۔ فن رجال میں مذاق خاص حاصل تھا۔ حالات علما میں کتاب ریاض العلما بہت خوب لکھی ہے۔ امام آخر الزماں علیہ السلام کی غیبت صغریٰ کے زمانہ سے اپنے زمانہ یعنی ۱۱۱۹ھ ہجری تک تمام علمائے مشاہیر کے مفصل حالات لکھے ہیں۔ اس کے سوا اور بہت سی دینی کتابیں آنجناب کی یادگار ہیں۔

دیگر جناب اخوند علیہ الرحمۃ کے شاگردوں میں فاضل کامل ملا عبداللہ اردبیلی علیہ الرحمۃ مشہور عالم ہوئے۔ صاحب تذکرۃ العلما لکھتے ہیں کہ آپ نے اوستاد العلما آقا حسین خوانساری اور مولانا محمد باقر سبزواری سے بھی تحصیل علم کا فخر پایا ہے اور اجازہ حاصل کیا۔

دیگر جناب مجلسیؒ کے ممتاز شاگردوں میں فاضل محقق علامۂ مدقق جناب مولانا محمد فاضل بن محمد مہدی مشہور تھے۔ صاحب تصانیف و تالیفات

لاثانی صاحب کمال گذرے ہیں۔ شیخ حر عاملی علیہ الرحمۃ کی کتاب رجوزہ پر آپنے نظم میں شرح لکھی ہے۔ جناب مجلسی اعلی اللہ مراتبہ نے جو اجازہ ان کے لئے تحریر کیا ہے۔ ان کے فضل و علم کا حال اور شاگردی کی کیفیت بھی تحریر فرمائی ہے۔ اجازے کی طرز تحریر سے جناب مجلسی علیہ الرحمۃ کی شان رفیع ظاہر ہوگی اور معلوم ہوگا کہ آنجناب کے شاگرد کس پایہ کے ہو کر حلقۂ تلامذہ میں بیٹھنے کے قابل ہوتے تھے۔ اور آپ کس طرح اون سے خطاب فرماتے تھے۔

عبارت اجازہ از جناب مجلسی علیہ الرحمۃ

اَمَّا بَعْدُ اِنِّی لَمَّا فُزْتُ بِتَقْبِیْلِ عَتَبَۃِ مَوْلَایَ وَمَوْلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَیِّدِیْ وَسَیِّدِ

بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو۔ کہ جب میں اپنے آقا اور مومنوں کے آقا اپنے سردار اور تمام مسلمانوں

الْمُسْلِمِیْنَ وَبِضْعَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَقُرَّۃِ عَیْنِ اَشْرَفِ الْوَصِیِّیْنَ وَخَازِنِ

کے سردار جگر گوشۂ سردار مرسلاں اور قرۃ العین اشرف الاوصیا علم اولین و

عِلْمِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَمُخْتَلَفِ مَلَائِکَۃِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ ثَامِنِ

آخرین کے خزینہ دار زمین و آسمان کے فرشتوں کی زیارتگاہ

الْاَئِمَّۃِ الطَّاهِرِیْنَ عَلِیِّ بْنِ مُوْسَی الرِّضَا الْمُرْتَضٰی صَلَوٰتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

ائمۂ طاہرین سے آٹھویں امام علی ابن موسی الرضا المرتضی اون پر اللہ کی رحمت ہو اور

وَعَلٰی اٰبَائِہِ الطَّاهِرِیْنَ وَذُرِّیَّتِہِ الْاَنْجَبِیْنَ۔ کَانَ مِنْ بَرَکَاتِ تِلْکَ

اون کے آباء طاہرین اور ذریات پاک پر کی آستان بوسی یعنی زیارت سے فائز

الْبُقْعَۃِ الْمُبَارَکَۃِ تَشَرُّفِیْ بِصُحْبَۃِ الْمَوْلَی الْاَوْلٰی الْفَاضِلِ الْبَاذِلِ الْبَارِعِ

ہو چکا۔ اوس روضۂ مبارک کی برکت سے ایسا اتفاق ہوا کہ میں مشرف ہوا ملاقات سے اوس بزرگ کی

الكامل التقي الزكي جامع فنون الفضائل والكمالات حائز قصبات السبق

جو بہتر مولی فاضل باذل صاحب کمال کامل متقی پرہیزگار بہت سے کمالات و فضائل رکھنے والا۔ میدان سعادت

في مضامير السعادات اختار من الاخلاق احمدها ومن الشئون

کی بازی میں سبقت لیجانیوالا جس نے خوب تر اخلاق کو اختیار کر رکھا ہے۔ نیک عادت کو

اسعدها ومن السبيل اقصدها ومن الاطوار ارشدها نجل المشايخ

حاصل کیا ہے۔ راہ راست پسند کیا ہے۔ نیک اطوار کو جمع کیا ہے۔ جو کہ بزرگان عالیمقام کا

الجهابذ وسليل الافاضل الكرام اعني الحبر العالم العامل الشيخ محمد فاضل

فرزند اور فاضلین کرام کا دلبند ہے یعنی صاحب فضل عالم باعمل شیخ محمد فاضل

زاده الله في فضله واكرامه واسبغ عليه من جلائل انعامه فوجدته قد قضى

خدا اوسکی فضیلت و بزرگی کو زیادہ کرے۔ اور بڑی بڑی نعمتیں بکثرت عطا کرے۔ پس میں نے دیکھا

وطره من العلوم العقلية وامعن نظره فيها واستوفى حظه منها ثم

کہ اوس نے علوم عقلی کو خاطر خواہ حاصل کر لیا ہے۔ اوس میں خوب غور و تحقیق کی ہے اور پورا حصہ پایا ہے

اعرض عنها صفحا وطوى عنها كشحا واقبل بشراشره نحو علوم الائمة

پھر اوس سے رخ پھیرا ہے اور طبیعت کو ہٹایا ہے اور دل خواہش کو متوجہ کیا ہے آئمہ علیہم السلام کے علوم

الذين سلام الله عليهم اجمعين۔ وينقح اخبارهم ويدبر في آثار

کی طرف۔ اون سب پر خدا کا سلام ہو۔ اور تحقیق کرتا ہے اونکے اخبار میں اور غور کرتا ہے اونکے

هم غير مبال بلومة اللائمين ولا خائف من عذل العاذلين فقصر

اقوال میں کسی نکتہ چین کی نکتہ چینی کی پرواہ نہیں کرتا۔ اور نہ ڈرتا ہے کجرو کی کجروی سے

عَلَيْهَا هِمَّتَهُ وَ يُفِيضُ فِيهَا لِمَّتَهُ، فَكَانَ مِنْ كِرَامِ اَخْلَاقِهِ وَطِيبِ اَعْرَاقِهِ اِنَّهُ

ہمت کو اوسکی طرف مصروف کیا ہے اور طبیعت کو اوسمیں مشغول کیا ہے - اوسکی شریفانہ اخلاق اور خوبی

رَامَ نَيْلَهُ بَعْدَ اَنْ عَقَدْتُ لِاِفَادَتِهِ الْمَجَالِسَ وَ تَصَدَّيْتُ لِاِيْضَاحِهِ الْمَحَافِلَ

عادات کا مقتضی ہے - کہ اوس نے علوم کے حاصل کرنیکا قصد کیا - جبمیں بہت سی مجالس درس

اَتَانِي بِحُسْنِ ظَنِّهِ وَاِنْ لَمْ اَكُنْ لِذٰلِكَ اَهْلًا لِلْحَقِّ وَالْيَقِيْنِ طَالِبًا وَفِي عُلُوْمِ

اوسکے فائدے کیلئے قایم کرچکا اور اوسکی تعلیم کیلئے مجلسونکو پورا کرچکا اپنے حسن ظن کیساتھ اگرچہ میں اس

مَوَالِيْهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ رَاغِبًا فَقَرَءَ عَلَيَّ شَطْرًا وَافِيًا مِنْ كِتَابِ الْكَافِي

لائق نہ تھا میرے پاس یقین و حق کا طالب ہوکر آیا اور اپنے ائمہ ع کے علوم کا شائق ہوکر آیا - پس مجھسے بہت سا

وَالتَّهْذِيْبِ مِنْ مُؤَلَّفَاتِ الشَّيْخَيْنِ الْجَلِيْلَيْنِ الثِّقَتَيْنِ الْفَاضِلَيْنِ

حصہ کتاب کافی اور کتاب تہذیب کا پڑھا - جو کہ دو بزرگوار فاضلوں اور ثقتہ کاملوں شیخوں

الْكَامِلَيْنِ ثِقَةِ الْاِسْلَامِ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوْبَ الْكُلَيْنِيِّ وَ شَيْخِ الطَّائِفَةِ

ثقتہ الاسلام محمد ابن یعقوب کلینی رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ الطائفہ

الْحَقَّةِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الطُّوْسِيِّ قَدَّسَ اللّٰهُ رُوْحَهُمَا وَكِتَابِ بِحَارِ الْاَنْوَارِ

محمد ابن حسن طوسی قدس روحہ کی تصنیف ہیں اور کتاب بحار الانوار جو میری

مِنْ مُؤَلَّفَاتِي وَغَيْرِهَا مِنْ كُتُبِ الْاَخْبَارِ الْمَاْثُوْرَةِ عَنِ الْاَئِمَّةِ الْاَبْرَارِ

تالیفات سے ہے اور ان کے سوا احادیث ائمہ علیہم السلام کی دوسری کتابیں

صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ عَلٰى غَايَةِ التَّصْحِيْحِ وَالتَّنْقِيْحِ وَفَاوَضَنِي فِي كَثِيْرٍ مِنَ

نہایت تصحیح اور تحقیق سے پڑھیں - اور بڑھ گیا مجھ سے بہت سے

الْمَسَائِلِ الشَّرْعِيَّةِ فِي مَجَالِسَ عَدِيْدَةٍ وَبِنَظَرِهِ الدَّقِيْقِ وَفِكْرِهِ الْأَنِيْقِ فَلَمْ يَكُنْ

شرعی مسئلوں میں مجلس درس کے چند موقعوں پر اپنی دقیق النظری اور باریک فکر کے سبب پس ان بارے میں اوسکی فائدہ

فِيْ ذَالِكَ إِفَادَتُهُ لِيْ قَاصِرَةً عَنْ اِسْتِفَادَتِهِ عَنِّيْ بَلْ كَانَ أَزْيَدَ فَأَمَرَنِيْ زِيْدَ

رسانی مجھے فائدہ حاصل کرنیکی نسبت کم نہ تھی بلکہ ترجیح رکھتی تھی۔ پس ارشاد کیا اوس نے مجھے خدا اوس کے

فَضْلُهُ اَنْ اُجِيْزَ لَهُ رِوَايَةَ مَا جَازَتْ لِيْ رِوَايَتُهُ وَاِجَازَتُهُ وَاِنْ كَانَ

علم وفضل کو زیادہ کرے کہ اجازہ دوں اون روایات کی روایت کا جنکی مجھے اجازت ہے۔ اگرچہ کئی ایک مشائخ سے

قَدْ اَدْرَكَ اَكْثَرَ مَشَايِخِيْ وَاسْتَفَادَ مِنْ بَرَكَاتِ اَنْفَاسِهِمْ كَوَالِدِيَ الْعَلَّامَةِ

اجازہ لیا ہو اور اونکی برکات سے فائدہ حاصل کیا ہو مثل علامہ نامدار والد بزرگوار خدا اونکی روح کو مقام قدس میں

قَدَّسَ اللّٰهُ رُوْحَهُ مِنْ بَرْعَةِ تَلَامِيْذِهِ وَفُحُوْلِهِمْ وَمِنْ قُرُوْمِ اَصْحَابِهِ وَاُمُوْهِمْ

جگہ دے کہ اون کے شاگردان رشید سے ہی اور لائق شاگردوں میں ہے۔ پس میں نے خداوند تعالٰے

فَاسْتَخَرْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى وَاَجَزْتُ لَهُ۔ اِلٰى اٰخِرِ الْاِجَازَةِ۔

سے استخارہ کیا اور اون کو اجازہ دیا۔ الخ۔

دیگر آنجناب کے شاگردوں میں سے مولانا محمد ابراہیم لبنانی تھے کہ علم وفضل میں دریائے ذخار اور فقہ وحدیث میں سرآمد روزگار ہوگذرے ہیں۔ خود جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کے الفاظ اجازہ سے انکے مراتب کمال ظاہر ہوتے ہیں عبارت اجازہ و چند فقرات مناسب مقام نقل کیے جاتے ہیں۔

ثُمَّ اِنَّ الْمَوْلَى الْاَجَلَّ التَّقِيَّ الْفَاضِلَ الْكَامِلَ اللَّوْذَعِيَّ صَاحِبَ الْفِكْرِ وَالْحَدْسِ الْمُجِدَّ فِيْ

پھر تحقیق والے بزرگ تقی فاضل کامل صاحب فہم وفکر اور مالک طبع محقق کوشش کرنیوالا اون کمالات کے

تَحْصِیْلِ مَا بِهٖ کَمَالُ النَّفْسِ الْاَبَرُّ الْحَلِیْمُ مَوْلٰنَا مُحَمَّدُ اِبْرَاهِیْمُ الْبُوْنَانِیُّ مِمَّنْ جَهَدَ

حاصل کرنے میں جس سے نفس کی تکمیل ہوتی ہے بہت نیک اور صاحب حلم مولا محمد ابراہیم بونانی اون بندگوں میں سے

نَفْسَهٗ فِیْ تَحْصِیْلِ مَا بِهٖ النَّجَاةُ مِنَ الْمَعَارِفِ الْمَدِیْنِیَّةِ وَالْعُلُوْمِ الْیَقِیْنِیَّةِ فَوَرَجَ

جنہوں نے جد و جہد میں ڈالا اپنا آپ اون معارف دینی اور علوم یقینی کے حاصل کرنے کیلئے جن سے نجات آخرت

مِنْهَا بِحَظٍّ وَافِرٍ وَنَصِیْبٍ مُتَكَاثِرٍ وَسَمِعَ مِنِّی الْاَحَادِیْثَ النَّبَوِیَّةَ وَالْاٰثَارَ

ہوتی ہے پس حصہ وافر اوسکا حاصل کیا اور مجھ سے ایسی احادیث نبوی سماعت کیں جو کافی ہو سکیں۔ اور اپنے

یعنی پڑھیں

الْمُصْطَفَوِیَّةَ فِیْهِ الْكِفَایَةُ وَالْتَمَسَ مِنْ دَاعِیْهِ وَقْتَ الْعَزْمِ عَلَی الْمُفَارَقَةِ

دعا گو سے مفارقت کے ارادے اور وطن اصلی کو جانیکے وقت التماس کی کہ اجازت دوں اوسکو اون کتابوں

وَاللُّحُوْقِ بِمَسْقَطِ رَاْسِهٖ وَمَوْضِعِ اُنْسِهٖ اِجَازَةَ مَا صَحَّ لِیْ رِوَایَتُهٗ مِنَ الْكُتُبِ

کی روایت کا جن کی روایت میرے لئے صحیح ہے ہمارے علما کی مشہور کتابوں سے خدا اون سب

الْمَشْهُوْرَةِ بَیْنَ اَصْحَابِنَا رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ اَلْكَافِیْ

علما پر راضی ہو۔ یعنی کافی۔ تہذیب۔ استبصار اور من لا یحضرہ الفقیہ۔ پس میں نے اجازت دی

وَالتَّهْذِیْبِ وَالْاِسْتِبْصَارِ وَمَنْ لَا یَحْضُرُهُ الْفَقِیْهُ فَاَجَزْتُ لَهٗ رِوَایَتَهَا

اوس کو روایت کی اون طریقوں سے جو کہ کتابوں کے مولفین تک پہنچنے والے ہیں۔ پس فاضل مذکور

بِطُرُقِیَ الْوَاصِلَةِ اِلٰی مُؤَلِّفِیْهَا فَلْیَرْوِ الْمُشَارُ اِلَیْهِ وَفَّقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لِمَرْضَاتِهٖ

خدا اوس کی توفیقات بڑھائے کو چاہئے چاروں کتابوں مذکورہ سے

الْكُتُبَ الْاَرْبَعَةَ بَلْ مَا صَحَّ لَهٗ اَنَّهٗ مِنْ مَقْرُوْعَاتِیْ وَمُجَازَاتِیْ۔

روایت کرے بلکہ اور جو اوس کے نزدیک صحیح ہیں

دیگر جناب اخوند اعلی اللہ مقامہ کے صاحب فضل وکمال شاگرد رشید امیر محمد اشرف حسینیؒ ہیں۔ ان کے اوصاف ومحامد کا اندازہ بھی اوستاد الفضلا جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کے ان فقرات اجازہ سے خوب ہوسکتا ہے جو آپنے ان کے نام نامی کے ساتھ حسب اندازۂ شرف وفضیلت لکھے ہیں۔ صاحب نجوم السماء نے اجازے کی عبارت سے صرف یہی فقرے آپکی شہادت علمیت ونجابت کے نقل کئے ہیں۔

اَمَّا بَعْدُ لَمَّا كَانَ السَّيِّدُ الْمُؤَيَّدُ الْمُوَفَّقُ الْمُسَدَّدُ الْعَالِمُ الْفَاضِلُ الْكَامِلُ

اما بعد چونکہ سید موید توفیق یافتہ صاحب سداد عالم فاضل کامل

الْحَسِيْبُ النَّسِيْبُ الْحَبِيْبُ اللَّبِيْبُ الْاَدِيْبُ الْجَامِعُ بَيْنَ شَرَفَيِ

صاحب حسب ونسب دوست عاقل ادب دان صاحب لیاقت

الْعِلْمِ وَالسِّيَادَةِ الْفَاخِرِ الْمُحْتَوِيْ لِكَرَائِمِ الْخِصَالِ الْمُنْتَهِيَةِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

علم وسیادت کے دو نو فخر اپنے میں رکھنے والا شریفوں کی خصلتوں سے آراستہ جو خصلتیں دنیا وآخرت

الْمُنْتَمِيْ اِلٰى اٰبَائِهِ الْفِخَامِ مِنْ حَمَلَةِ الْعِلْمِ وَسَدَنَتِهِ الدِّيْنِيْ وَالْاَئِمَّةِ

میں کامیاب کرنیوالی ہیں منسوب ہے اپنے آباؤ اجداد کی طرف جو بزرگوار حاملان علم دین کے

الْمُقَدَّسِيْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ غُرَّةُ سِيْمَاءِ الشَّرَفِ وَالسِّيَادَةِ

سردار آئمہ مقدسین ہیں خدا کی رحمت ہو ان سب پر۔ سیادت وشرافت کی پیشانی کا چاند ہے

وَنَجْمُ سَمَاءِ الْفَخْرِ وَالسَّعَادَةِ الْاَخُ الْاِيْمَانِيْ وَالْخَلِيْلُ الرُّوْحَانِيْ شَرَّفَهُ

سیادت وفخر کے آسمان کا تارا ایمانی بھائی اور روحانی دوست گذشتگاں

السّلفِ الامیرِ محمدُ اشرفُ اسبغَ اللّٰہُ علیہِ افضالہٗ ووفّرَ فی العلماءِ امثالہٗ

کا شرف امیر محمد اشرف خدا اوس پر اپنے فضل بے حساب نازل کرے

الیٰ آخرِ العبارۃ۔

اور علما میں اوسکی مثال زیادہ کرے۔

دیگر جناب آخوند مجلسی علیہ الرحمۃ کے نامی شاگردوں میں فاضل جلیل امیر محمد اصفہانیؒ تھے۔ ان بزرگوار کی شرف و فضیلت کے ثبوت میں بھی وہی تعریفی الفاظ کافی ہیں جو جناب مقدس مجلسیؒ کے قلم سے تحریر اجازہ کے وقت ان بزرگوار کے نام کے ساتھ رقم ہوئے۔

امّا بعدُ فانی تشرّفتُ برہۃٍ من الزمانِ بصحبۃِ السیّدِ النجیبِ الحسیبِ

امابعد تحقیق میں کچھ عرصہ مشرف ہوا ہوں صحبت سے سید عالی نسب والا حسب عالم باعمل

العالمُ العاملُ الفاضلُ الکاملُ السعیدِ الرشیدِ التقیِّ الموفّقِ الزّکیِّ

فاضل باکمال صاحب سعادت و رشاد تقی تیز طبع نازک خیال صاحب علم آسمان کمال

الالمعی شمسِ سماءِ الکمالِ وغرّۃِ سیماءِ المجدِ والافضالِ الموفّقِ فی عنفوانِ

کا آفتاب بزرگی و خصلت کی پیشانی کا چاند جسکو شروع جوانی میں خدا نے بزرگی حاصل کرنیکی توفیق

شبابہٖ لاقتناءِ المعالی الواصلِ کدَّ ایّامہٖ بسہرِ اللیالی الغوّاصِ فی بحارِ الانوارِ

دی ہمیشہ جسکو دن کی کوشش اور رات کی بیداری سے کام ہے۔ بحار الانوار میں غوطہ لگانیوالا۔ فکر کے سمندر میں

الخائضِ فی لججِ الافکارِ الاخِ فی اللّٰہِ امیرِ محمدٍ الاصفہانی بلّغہ اللّٰہُ

تہ تک پہنچنیوالا خدا کی راہ کا بھائی امیر محمد اصفہانی خدا اوسکو امیدوں اور رفعت کے اعلیٰ مدارج پر پہنچاے

عَلٰی مَدَارِجِ الْاٰمَالِ وَالْاَمَانِی وَجَرٰی بَیْنِی وَبَیْنَہٗ کَثِیْرٌ مِّنَ الْمَسَائِلِ الشَّرْعِیَّۃِ

مجھ میں اور اوس میں مسائل شرعیہ پر بہت گفتگو رہی - پس فائدہ علم پہنچایا اوسکو طالبعلوں

وَاَفَدْتُ اِلٰی جَمٍّ غَفِیْرٍ مِّنَ الْاَخْبَارِ النَّبَوِیَّۃِ فَاسْتَجَازَنِی دَامَ تَائِیْدُہٗ

کی بڑی جماعت کیساتھ احادیث نبوی کا - پس اجازہ طلب کیا مجھ سے خدا اوسکی توفیق و تائید کو

وَکَانَ لِذٰلِکَ اَھْلًا فَاسْتَخَرْتُ اللّٰہَ تَعَالٰی وَاَجَزْتُ لَہٗ رَفَعَ اللّٰہُ قَدْرَہٗ

زیادہ کرے اور دراصل اجازے کا مستحق اور قابل ہے - پس میں نے استخارہ کیا اللہ تعالیٰ

اَنْ یَّرْوِیَ عَنِّیْ کُلَّمَا صَحَّ لِیْ رِوَایَتُہٗ ... الٰی آخر الاجازہ -

اور اجازہ دیا - خدا اوس کے مرتبہ کو بلند کرے -

دیگر فاضل یکتا و رونق جماعت علما جناب مولانا ابوالشرف اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ سے تحصیل علوم کا فیض حاصل کرکے آنجناب کی شاگردی کا فخر رکھتے تھے - اجازہ روایت احادیث و اخبار رسول انام و ائمہ کرام علیہم السلام آپ سے حاصل کیا تھا -

دیگر جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کے شاگردان نامدار سے فقیہ کامل مولانا شیخ محمد اردبیلی تھے کہ آپکا نام نامی علما صالحین و اولیا زاہدین میں مثل آفتاب روشن ہے، جامع الرواۃ احوال علما اور علم رجال میں اور دیگر بہت سی کتابیں آپکی تصانیف ہیں جناب مجلسی اجازے میں اس طرح ان کا ذکر فرماتے ہیں -

مِنْھُمْ سَیِّدِیْ الْمَوْلٰی الْفَاضِلُ الْکَامِلُ الصَّالِحُ الْفَالِحُ التَّقِیُّ النَّقِیُّ الْمُتَوَقِّدُ الزَّکِیُّ

منجملہ انکے سے مولانا فاضل کامل صالح پرہیزگار متقی پاکیزہ صاحب طبع روشن ذہن عقیل

الالمعي مولانا الحاج محمد اردبيلي وفقه الله تعالى للعروج على مدارج

مولوی حاجی محمد اردبیلی نے خدا اوس کو مدارج کمال پر فائز ہونیکی علم وعمل میں

الكمال في العلم والعمل وصانه عن الخطاء والخطل كثيرا من العلوم

توفیق زیادہ کرے اور محفوظ رکھے اوسکو خطاو خطر سے بہت سے علوم دینی

الدينية والمعارف اليقينية لا سيما كتب الاخبار - الخ

اور معارف یقینی کو خصوصًا حدیث کی کتابوں کو - الخ

دیگر جناب مجلسی اعلے اللہ مقامہ کے صاحبان فضل وکمال شاگردوں میں فاضل اجل مولانا محمد حسین بن یحیی نوری رح تھے - کتاب احکام الصلوٰۃ آپ کی تصنیف ہے - اس میں بحار الانوار کی اٹھارھویں جلد کتاب الطہارۃ والصلوۃ کے اخیر چہارم حصہ کا خلاصہ کیا ہے - صاحب نجوم السماء لکھتے ہیں مولانا محمد حسین رح کے ہاتھ کی لکھی ہوئی یہ کتاب میری نظر سے گذری ہے - تقریبًا چودہ ہزار سطر کی کتاب ہے اس میں مولانا نے اپنی تحقیق وعام علمیت سے جو کچھ اضافہ کیا ہے اوس سے اون کی لیاقت کا کمال علوم عقلی اور نقلی میں ظاہر ہوتا ہے - کتاب کے آخر میں تمت کی جگہ آپ نے لکھا ہے -

تم ما اردنا استخراجه من ابواب المجلد الآخر الكتاب الصلوة من بحار الانوار

تمام ہوا جو کچھ ہم نے لینے کا ارادہ کیا تھا بحار الانوار کتاب الصلوۃ کے اخیر سے جو کتاب کہ ہمارے

للمحقق العلامة مولنا واستادنا محمد باقر علم الدين المجلسي اعلى الله

اوستاد محقق علامہ ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ فی اعلی علیین کی تالیف ہے

تَعَالٰی مَجْلِسَہٗ فِی اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ فِی لَیْلَۃِ السَّادِسِ وَالْعِشْرِیْنَ مِنْ شَہْرِ
رمضان مبارک کی سولھویں شب سنہ گیارہ سو ستائیس ہجری
رَمَضَانِ الْمُبَارَکِ سَنَۃَ سَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ وَمِائَۃٍ بَعْدَ الْاَلْفِ الْہِجْرِیَّۃِ
میں - صاحب ہجرت پر لاکھوں لاکھ درود اور تحیات
عَلٰی مُہَاجِرِھَا وَاٰلِہٖ اُلُوْفُ الثَّنَاءِ وَالتَّحِیَّۃِ - عَلٰی یَدِ الْمُتَمَسِّکِ
ہوں - تمام ہوئی یہ کتاب مصطفےٰ و مرتضےٰ سے متمسک ابن
بِالْمُصْطَفَیْنِ ابْنِ یَحْیٰی النُّوْرِیْ مُحَمَّدْ حُسَیْنٍ - حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّ
یحیےٰ نوری محمد حسین کے ہاتھ سے - خدا کا شکر ہے اور بہت بہت
مُسَلِّمًا تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ط
درود و سلام ہو رسول خدا صلعم اور اونکی آل پر -

دیگر جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کے شاگردان صفا کیش سے جناب ملا نصیر کلبا یکانی جو تھے۔ کہ صاحب روایۃ و اجازہ فقیہ کامل تھے - ان کے شاگرد جنہوں نے تحصیل علوم کے بعد اپنی تصانیف میں دیباچہ یا عبارت اجازہ کے اندر اپنے اوستاد کا نام لکھا ہے - وہاں فخریہ یہ بھی لکھا ہے کہ ہمارے اُستاد جناب علامہ خاتم المحدثین محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مدارجہ کے شاگرد تھے - چنانچہ ایک شاگرد آپکے فقیہ جلیل میرزا ابراہیم قاضی اصفہان روایت احادیث کے متعلق لکھتے ہیں - وَاَرْوِیْ عَنْ جَمَاعَۃٍ مِّنْ مَّشَایِخِ الَّذِیْنَ صَادَفْتُہُمْ اَوْ قَرَأْتُ عَلَیْہِمْ مِنْہُمْ الْفَاضِلُ الْحَاجُ مُحَمَّدٌ نَصِیْرٌ الْکَلْبَایْکَانِیْ - وَھُوَ الَّذِیْ تَعَلَّمْتُ مِنْہُ فِیْ اَوَّلِ سِنِّیْ وَقَرَأْتُ

عَلَيۡهِ كِتَابِ الْاِسْتِبْصَار وَكِتَابِ الْمَدَارِكْ ۔ وَهُوَ مِنْ تَلَامِذَةِ الْعَلَّامَةِ الْمَجْلِسِي رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی ۔ یعنی میں حدیثوں کی روایت اپنے اون مشائخ سے کرتا ہوں جنکو میں نے اپنے زمانے میں پایا ۔ یا اون سے پڑھا منجملہ اون کے فاضل کامل حاجی محمد نصیر کلپایکانی ہیں ۔ میں نے اون سے ابتدائی عمر میں پڑھا ۔ استبصار اور مدارک وغیرہ انہیں سے ختم کیں ۔ اور یہ بزرگوار علامہ مجلسی رحمۃ اللہ تعالے کے شاگردوں میں سے تھے۔

دیگر جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کے شاگردوں میں جناب ملا محمد رفیع بن فرج جیلانی مشہدی تھے ۔ علاوہ شاگردی کے ان جناب کو اس خاندان سے دامادی کا تعلق بھی تھا ۔ ملا حیدر علی مجلسیؒ اپنے نسب کے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ جناب ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ کی خواہر زوجہ ملا محمد صالح مازندرانی کے چار پسر اور دو دختر تھیں ۔ ایک دختر مجتہد علامہ ملا محمد رفیع جیلانی مشہدی کے نکاح میں تھی ۔ پھر لکھتے ہیں کہ فاضل مذکور کی تصنیفات بہت ہیں ۔ اور اپنے استاد ملا محمد باقر مجلسیؒ سے روایت حدیث کرتے ہیں ۔ ملا یوسف بحرانی صاحب لؤلؤۃ البحرین اپنے طریقہائے اسناد کے ذیل میں لکھتے ہیں ۔ کہ میرے مشائخ اجازہ میں سے ایک فاضل جلیل القدر ملا محمد رفیع مشہدی ہیں جو اپنے استاد ملا محمد باقر مجلسیؒ سے روایت حدیث کرتے تھے ۔ اور میں اون کی وساطت کے ساتھ جناب مجلسیؒ سے روایت کرتا ہوں میں نے ملا محمد رفیع سے بذریعہ تحریر و مراسلہ اجازہ حاصل کیا تھا ۔ پھر جب میں امام

رضا علیہ السلام کی زیارت کو مشہد مقدس میں روضۂ امام رضا علیہ السلام پر گیا۔ زیارت سے فارغ ہو کر مولانا مذکور کی خدمت میں بھی حاضر ہوا۔ آپ اوس وقت وہاں کے بڑے مدرسہ میں تفسیر بیضاوی پر درس دے رہے تھے۔ پھر نماز عصر کے بعد تفسیر جامع الجوامع پر درس شروع کیا۔ زہد و تقوی کی برکت اور علم کی طاقت تھی کہ اس پیرانہ سالی میں اس زور و شور سے خدمت دین کر رہے تھے۔ سن شریف اس وقت جناب کا سو کے قریب تھا۔

دیگر جناب مجلسی رح کے شاگردوں میں جناب محمد بن حسن اصفہانی ہیں کہ فہانت و ذکاوت۔ قوت حافظ اور فہم کی تیزی میں انتخاب اہل زمانہ تھے۔ صاحب قصص العلما لکھتے ہیں کہ نام آپکا محمد تھا لقب بہاء الدین اور فاضل ہندی کے نام سے مشہور ہیں کیونکہ اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ ہندوستان میں آئے تھے اور مدت دراز تک یہاں رہے پیدائش آپکی سنہ ۱۰۶۲ھ میں ہوئی اور سنہ ۱۱۳۵ھ میں وفات پائی۔ علامہ ملا حیدر مجلسی لکھتے ہیں کہ جناب موصوف کو اپنے اوستاد ملا محمد باقر مجلسی مرحوم کے خاندان سے رشتہ دامادی بھی تھا آپکی تصانیف میں یہ کتابیں مشہور ہیں۔ کشف اللثام شرح قواعد الاحکام۔ مناہج السویہ شرح روضہ بہیہ۔ کتاب تلخیص در علم بلاغت۔ کتاب زبدہ در اصول دین وغیرہ وغیرہ۔ کتاب تذکرۃ العلما میں مرقوم ہے کہ جناب مذکور اٹھارہ سال کی عمر میں مرتبہ اجتہاد پر فائض ہوئے مگر صاحب قصص العلما فرماتے ہیں یہ روایت قابل اعتبار نہیں کیونکہ جناب موصوف خود اپنی کتاب کشف اللثام میں لکھتے ہیں کہ میں نے سن بلوغ سے پہلے اجتہاد کا رتبہ حاصل کر لیا تھا۔ یہ کچھ فخر المحققین جناب محمد بن حسن علامہ حلی پر منحصر نہیں ہے کہ

دس سال عمر سے پیشتر انہوں نے معقولات و منقولات کی کتابیں ختم کر کے اپنے والد بزرگوار علامہ حلی سے کتاب قواعد الاحکام تصنیف کرنیکی اجازت چاہی۔ خدا اپنے فضل سے جسکو چاہے یہ رتبہ عطا کرے۔ میں بھی معقولات و منقولات کی تحصیل سے فارغ ہو چکا تھا۔ حالانکہ میری عمر ابھی تیرہ سال کی پوری نہ تھی۔ اور گیارہ سال کو پورا نہ پہنچا تھا کہ تصنیف و تالیف شروع کر دی تھی۔ اور انیس سال پورے ہونے سے پہلے میں نے علامہ تفتازانی کی کتاب تلخیص المعانی پر غنیۃ المریض شرح لکھی اور دس کتابیں اور رسالہ اس سے پہلے لکھ چکا تھا۔ دس سال کی عمر میں مطول اور مختصر معانی کا درس دیا کرتا تھا۔ فاضل ہندی کا کلام ختم ہوا۔ صاحب قصص العلما آگے لکھتے ہیں۔ اسکو بعید از عقل نہ خیال کرنا چاہئے۔ کیونکہ خلیفہ مامون الرشید کی مجلس میں ایک چار سال کی عمر کا لڑکا پیش کیا گیا جو علما کے ساتھ بے دھڑک مناظرہ اور مباحثہ کرتا تھا۔ گود میں اٹھا کر اسے دربار میں لاتے تھے۔ بھوک کے وقت رو کر روٹی مانگتا تھا۔ اس چار سال کے لڑکے کا واقعہ جناب شہید ثانی علیہ الرحمۃ نے کتاب درایہ شرح بدایہ میں بھی لکھا ہے۔ لکھا ہے کہ بادشاہ نے جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ سے فرمائش کی۔ کہ حرم سرا میں بیگمات کو مسائل شرعیہ سکھانے کیلئے اپنے شاگردوں کے کوئی ایسا شخص تجویز فرمائیے جو غیر مکلف ہو۔ یعنی بیگمات کو شرعاً اس سے پردہ واجب نہ ہو۔ اور مسائل ضروریہ کی بخوبی تعلیم دے سکے۔ جناب آخوند نے اس امر کے لئے فاضل ہندی کو جو ابھی نابالغ غیر مکلف تھے مقرر فرمایا۔ چنانچہ فاضل مذکور حرم سرای شاہی میں ہر روز تعلیم مسائل کے لئے جایا کرتے تھے۔ ایک

روز انشائے تعلیم میں اپنی آنکھیں آپ نے بند کرلیں۔ اور اسی حالت میں باہر آگئے۔
اس کا سبب دریافت کیا گیا۔ فرمایا۔ اسی ساعت میں میں حد بلوغ کو پہنچا۔ اور
مکلف شرعی ہوگیا۔ اس لئے میں نے آنکھیں بند کرلیں۔ کہ نامحرم مستورات پر
نگاہ نہ پڑے۔ علمار شیعہ نے جناب سید عبد الکریم بن احمد بن طاؤس علیہ الرحمتہ
سید علی ابن طاؤس علیہ الرحمتہ کے برادر زادہ کی بکمال ذہانت و ذکاوت میں یہ
کیفیت لکھی ہے۔ کہ گیارہ سال کی عمر میں تصنیف شروع کی۔ اور اس سے
پہلے درسی کتابیں ختم کرچکے تھے۔ چار سال کی عمر میں قرآن حفظ تھا۔ جو کتاب ایک دفعہ
دیکھی عمر بھر یاد رہی۔

جناب مجلسی علیہ الرحمتہ کے درس کی کیفیت

مجلس درس کی شان و رفعت مدرس کی عظمت اور سامعین طلبا کی اندازہ
قابلیت پر ہوا کرتی ہے۔ یہاں جناب علامہ خاتم المحدثین سرآمد فقہا کابین
عارف معارف حقیقت معلم علوم شریعت ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ جیسا
بحر بے پایاں مقرر معجز بیاں مدرس ممبر مدرسہ پر اپنے وسیع معلومات کا خزانہ
لٹانے اور دلپذیر عالی تقریروں کا دریا بہانے کو باصدق و خلوص جلوہ گر
اور سامنے مقدس عالمانہ صورتیں مدارج تحصیل طے کئے مراتب تکمیل پانے کی شوق میں
زانوے ادب دبائے با اعتقاد و ارادات ہمہ تن گوش بنے بیٹھے ہیں۔ ہر دم نئے
نکات اور لطیف رموزات سے مستفیض ہو کر حظ روحانی پاتے ہیں۔ مسئلہ

زیر بحث پر شکوک دلی کو آزادانہ ظاہر کرنیکی استاد شفیق کی طرف سے اجازت حاصل
ہے دل کھول کر اپنا شک و اعتراض پیش کرتے ہیں۔ اور تسلی بخش جواب باصواب سے
اطمینان خاطر حاصل کرتے ہیں۔ ایک ایک مسئلہ کی بحث پر بعض دفعہ کئی کئی روز گذر
جاتے۔ اوس کے ہر پہلو پر باریک بین نگاہیں دور تک پہنچ کر بال کی کھال نکالتے ہیں
منقولات کے درس میں راویوں کے ثقہ و صادق ہونے کی تحقیق۔ سلسلۂ اسناد
روایت کو ائمہ معصومین علیہم السلام تک پہنچانا۔ حدیث کے روایت باللفظ
یا منقول بالمعنی ہونے کا پتہ دینا وغیرہ وغیرہ تمام متعلقہ باتیں معلم ملکوتی صفات
کا فرض تھا۔ علم اصول و علم کلام کے درس میں استدلال معقولی کی طرف توجہ ہوتی
تھی۔ براہین قاطعہ و حجتہائے ساطعہ سے اثبات مدعی کرکے اس امر میں مذہب
حکما و فلاسفہ بیان کیا جاتا۔ پھر قواعد استدلالی سے تردید کرکے اونکا مذعوم
لغو و باطل ثابت کیا جاتا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ آنجناب نے معقولات کے کسی
مسئلہ کی نسبت دہریہ مذہب والوں کا مسلمہ مع اون کی دلیل کے بیان فرمایا۔
اوس کی تردید میں ابھی تقریر شروع کرنے نہ پائے تھے۔ کہ ایک کوتہ اندیش خام
عقل طالب علم نے اٹھ کر کہا میرے نزدیک یہ مسئلہ اسی طرح درست معلوم ہوتا ہے
اس کی تردید اگر کی جائیگی میں اوس کو نہ مانونگا۔ یہ کہکر چلنے لگا۔ آپنے روکا اور
فرمایا۔ اس کے بطلان کی دلائل سُن کر جانا چاہئے۔ مگر اوس کج فہم نے جواب دیا۔
کہ میرے نزدیک اس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ یہ کہکر چلدیا۔ آنجناب نے اوس
ہٹ دھرمی سے آزردہ خاطر ہوکر آئندہ اپنی توجہ از اول حکما کی رد سے کم کردی۔

جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کی تحقیق و کیفیت تالیف

علوم دینی میں آنجناب کا حاوی منقولات ہونا ایسا ظاہر و باہر ہے کہ مخالف و موالف آپکی جامعیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ بحار جیسی جامع و حاوی کتاب آج تک اسلام کے کسی فرقہ میں کسی عالم نے نہیں لکھی چنانچہ صاحب قصص العلما ان کے حالات میں لکھتے ہیں جناب مجلسیؒ کتاب بحار نوشتہ و مانند ایں کتاب درمیان خاصہ عامہ نوشتہ نشدہ جمیع اخبار خاصہ را جمع کردہ۔ کتب اربع دراں مندرج۔ و علاوہ براں اخبار شیعہ از ہمہ کتب جمع کردہ۔ بلکہ معروف است کہ آنجناب دویست اصل از اصول رواۃ را پیدا کردہ و اخبار معتبرہ آنہا را ذکر کردہ۔ بلکہ بیانات تفصیلہ نیز فرمودہ۔ و در ہر باب از آیات قرآنیہ آنچہ دلالت بر عنوان می داشتہ جمع کردہ و تفسیر نمودہ۔ و مذاہب حکما را نیز در ہر باب بمقتضاے مقام ذکر کردہ۔ و در ہمہ جا جرح و تعدیل نمودہ۔ و نقل اقوال در ہر باب و استدلال و تحقیق حق فرمودہ۔ یعنی جناب مجلسیؒ نے کتاب بحار الانوار لکھی۔ اور ایسی کتاب آج تک سنیوں میں نہ شیعوں میں کسی عالم نے نہیں جمع کی۔ شیعہ طریق کی تمام حدیثیں اوس میں ایک جا کردی ہیں چار کتابیں کافی۔ تہذیب۔ استبصار اور من لا یحضرہ الفقیہ اوس میں مندرج۔ ان کے سوا تمام شیعہ مذہب کی کتابوں سے جو ملیں حدیثیں جمع کردیں۔ بلکہ مشہور ہے کہ آنجنابؒ نے بحار میں راویان احادیث کے دو سو اصل پیدا کی ہیں۔ اور اون کی معتبر حدیثیں نقل کی ہیں۔

بلکہ ان کے متعلق مفصل تشریح کی ہے۔ اور ہر باب کے ابتداء میں اوس کے مطالب کے مطابق آیات قرآنی لائے ہیں جس سے اوس باب کے مضامین کا عنوان بھی معلوم ہو جائے پھر ان آیات کی تفسیر کی ہے۔ ہر باب میں مقتضائے مقام کے موافق حکما کا مذہب بیان کر کے اوس پر جرح و قدح کرتے ہیں۔ اور مطالب شرعی کو دلائل واضحہ سے ثابت کرتے ہیں۔ مختلف اقوال جسقدر اوس کے متعلق ہوں اون سب کو ذکر کر کے تحقیق حق مدلل بیان سے واضح کرتے ہیں۔

فاضل اجل سید نعمت اللہ جزائری رح اپنی کتاب انوار النعمانیہ میں لکھتے ہیں کہ میں نے بحار الانوار کی تالیف کے وقت چند ایک جلدوں میں اپنے استاد جناب ملا محمد باقر مجلسی رح کی اعانت کی ہے۔ اس اعانت سے کیا مراد ہے؟ سید موصوف رح جیسے فاضل متبحر عالم کامل اگرچہ اپنی وسیع آگاہی اور علوم نامتناہی کے زور پر جس مضمون کو چاہیں قلم اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن معاذ اللہ ایسے جلیل القدر عظیم المنزلت محیط علوم استاد کے سامنے کسی کمی کے پورا کرنیکی شرکت یا اعانت کے دعویدار نہیں ہو سکتے بلکہ جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کا بحار جیسی بڑی کتاب کی تالیف میں یہ دستور تھا کہ بعض موقعہ پر کسی لائق شاگرد کو جس کے علم و فضل پر پورا وثوق ہوتا فرما دیتے تھے کہ فلاں مسئلہ کے متعلق فلاں کتاب سے جس قدر معتبر حدیثیں ملیں جمع کر لاؤ۔ مثلاً کسی فاضل شاگرد سے فرما دیا۔ کہ نزول باراں۔ رعد اور برق کے بارے میں جتنی حدیثیں فلاں کتاب میں ہوں لکھ لاؤ۔ اور لکھنے کی بابت یہ ہدایت تھی۔ کہ جس قدر لکھو کاغذ کے آدھے اوپر کے صفحہ پر لکھو۔ اور آدھا نیچے کا صفحہ

سفید خالی چھوڑ دو۔ ایسی ہی کسی اور لائق شاگرد کو حکم فرماتے تھے۔ کہ اسی مضمون کی حدیثیں دوسری فلاں کتاب سے جمع کر لاؤ۔ جب یہ جمع شدہ حدیثیں آنجناب کی خدمت میں پیش کی جاتی تھیں۔ آپ محققانہ نظر سے پرکھتے تھے۔ اور غور سے مرتب فرماتے۔ جو ان میں تحقیق و تشریح تفصیل و توضیح کے قابل ہوتیں نیچے کے خالی آدھے صفحہ پر شرح فرماتے۔ اور جو صاف و واضح ہوتیں اونکو بدستور رہنے دیتے تھے۔ اس لئے بعض مقامات پر صفحہ نصف زیریں خالی رہجاتا بعض جگہ پورا ہو جاتا۔ اور بعض موقعہ پر بیان تشریح کے زیادہ ہو جانے سے اور کاغذ اوس کے ساتھ لگانا پڑتا تھا صاحب قصص العلما لکھتے ہیں۔ کہ بحار الانوار کا اصل نسخہ جو جناب مصنف رحمتہ اللہ علیہ کے خط مبارک سے مزین ہے اسی طرز مذکور پر ہے۔ شاگردان باتمیز کی اس قسم کی اعانت علاوہ بحار الانوار کے بعض دیگر کتابوں میں بھی ہے۔ مگر سب میں نہیں۔ اور کتاب کے بعض بعض مقامات پر ہے نہ کہ تمام کتاب پر۔

خانہ جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ چونکہ علم و فضل کا آباد گھرانہ تھا کچھ آپ ہی کے وقت سے نہیں بلکہ جیسا پہلے مذکور ہوا آباؤ اجداد۔ اعمام۔ اخوال بھائی بھتیجے سب علم و ہنر کی دولت سے مالدار تھے۔ اس لئے سفینہا ئے علم یعنی کتابوں کا ذخیرہ وقتاً فوقتاً جمع ہوتے ہوتے جناب مجلسی علیہ الرحمتہ کا کتب خانہ بہت بڑی لائبریری بن گیا تھا۔ اور بڑی بڑی نایاب قلمی کتابیں بزرگوں کی اور اپنی جمع کی ہوئی اس خزانہ میں موجود تھیں۔ آپ چونکہ جواہر علم کے پورے قدردان

قیمت شناس جوہری تھے۔ اس لئے خزانۂ علوم کے صندوقوں یعنی کتابوں کی حفاظت کا بہت خیال تھا۔ ہر طرح سے اون کی احتیاط و خبرگیری ملحوظ خاطر رہتی تھی۔ جو طلبا اس آستانۂ کریم سے علم کی دولت دامن بھر بھر کر لیجانیکے خوگر تھے۔ آنجناب کے فیاضانہ سلوک کی امید پر ضرورت کے وقت کتاب مستعار طلب کرنیکو لئے خدمت عالی میں حاضر ہوتے۔ آپ بلا تامل کشادہ پیشانی سے اوسی وقت داروغۂ کتبخانہ کو کتاب مطلوب حاضر کرنے کا حکم فرماتے۔ سائل کو کتاب دے کر اوس کی حفاظت و احتیاط کے متعلق ہدایت فرما دیتے۔ اور تاکید مزید سے متنبہ کر دیتے تھے۔ آنجناب کے شاگرد ممتاز فاضل کامل سید نعمت اللہ جزائری اعلی اللہ مقامہ کتاب الانوار النعمانیہ میں لکھتے ہیں۔ جب میرے استاد علامہ مجلسی اعلی اللہ مقامہ کسی کو کتاب مستعار عنایت فرماتے۔ احتیاط و خبرداری کی ہدایت کے بعد ارشاد فرماتے۔ کہ بعض عاقل بے تمیز طالب علم کھانا کھاتے ہوئے بجائے دسترخوان کے کتاب پر روٹی رکھ دیتے ہیں۔ تم ایسا نہ کرنا۔ اگر تمہارے پاس دسترخوان نہ ہو مجھ سے لے جاؤ۔ سردی کے وقت اگر دھوپ میں بیٹھکر مطالعہ کرو۔ کتاب کو دھوپ سے بچانا۔ ورنہ جلد خراب ہو جائیگی۔ کہتے ہیں کہ ملا علی نوری اعلی اللہ مقامہ بھی سامان علم کی احتیاط و ادب کو بہت زیادہ ملحوظ رکھتے تھے۔ یہاں تک خیال تھا۔ کہ کاغذ کے ٹکڑے یا قلم کے ریزے جو کاٹتے وقت گرتے ہیں فرماتے تھے ان کو ایسے مقام پر ڈالو۔ جہاں کسی کے پیروں میں نہ آئیں۔ جناب آقا مرزا احمد تنکابنی صاحب قصص العلما فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ایک رسالہ موسوم بہ آداب التعلیم

زبان فارسی کے اندر لکھا ہے۔ اوس میں طالب علم کی دستور العمل تمام باتیں پورے طور سے قلم بند کی ہیں۔ یعنی کس قسم کی کتابوں کا مطالعہ طالب علم کو ضروری ہے۔ مطالعہ کا طریق۔ درس و تدریس کے آداب۔ معلم اور متعلم کے فرائض سب بکمل بیان کئے ہیں۔

جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کے اخلاق و خصائل

علوم دین اور احکام شرعی مبیں چونکہ خداوند عالم کی طرف سے بذریعہ رسالت و امامت خلقت کی ہدایت کے لئے نازل ہوئے ہیں۔ ان میں بندگان خدا کے لئے دنیا اور آخرت کا کلی نفع ہے۔ یہ تمام خیر محض اور تخلق با اخلاق الٰہی کا آلہ ہیں معلم حقیقی کی غرض ان کی تعلیم و اشاعت سے بندۂ ناچیز کو غفلت و جہالت کے پست درجہ سے نکال کر آثار قدرت الٰہی کا ناظر بنانا۔ حقیقت عبودیت صادقہ سے آگاہ کرنا۔ معبود حقیقی کو خوش کرنے کے چلن سکھانا۔ عرفان کے رستہ لگا کر رتبۂ ملکوتی پر پہنچانا ہے۔ جو بخت بیدار سعید ازل اس بھید کو پا گئے دنیا کے ناپائیدار عیش و راحت چھوڑ تمام جھگڑے بکھیڑوں سے منہ موڑ اس نعمت کے حاصل کرنے میں مصروف ہوئے۔ جوں جوں یہ دولت آتی گئی۔ اس کی طاقت سے نفس کو اخلاق نیک اپنے میں پیدا کرنیکی قابلیت بڑھتی گئی۔ پھر پھر یہ اخلاق حسنہ ایسے متمکن ہوئے۔ گویا خطرت میں شامل تھے۔ ان کے خلاف ظہور میں آنا ناممکن ہو گیا۔ افعال پسندیدہ ہر امر میں ظاہر ہونیسے دیکھنے سننے والوں کو

ثابت ہوگیا۔ کہ یہ بزرگوار واقعی نائب امام علیہ السلام اور فرشتۂ بصیرت الشان ہیں
مقتضاءِ بشریت جذبات نفسانی اور افعال رذیلہ سے پاک رہنے کی برکت نے
نفس قدسی میں آثار حسنہ ظاہر کرنیکی خاصیت پیدا کردی۔ یہی آثار عجیب ہیں۔ جو
بعض علماء علام۔ عُبّاد و زُہّاد کرام کے حالات میں اونکی کرامات کے عنوان سے
لکھی جاتے ہیں۔ علماء شرع مبین حامیان طریق ائمۂ طاہرین چونکہ خاص بارگاہ
نبوت و رسالت اور آستان ولایت و امامت سے فیض ظاہری و باطنی پاکر بہرہ یاب
علم حقیقی ہوئے ہیں۔ ان کے اخلاق و عادات تعلیم ہادیان برحق کے موافق بطور
افعال و کردار سنت موالیان مطلق کے مطابق تھے۔ بموجب تعلیم امام المتقین جناب
امیر المومنین علیہ السلام اپنے اطوار و افعال سے خلقت کو پند و وعظ کرتے تھے نہ صرف
تقریر و تحریر سے۔ اعمال شرعیہ اور احکام دینیہ پر روزمرہ کی ذرہ ذرہ سی بات میں
خرم احتیاط سے عمل کرکے لوگوں کو بتلاتے تھے کہ دیندار زہد شعار ہو۔ باوجود اعلیٰ
فضائل باطنی اور ارفع مناصب ظاہری پر فائز ہونیکے حلم۔ انکسار۔ تواضع۔ ملائمت
شیریں کلامی۔ خوش سلوکی اس درجہ ہوتی تھی کہ غریب امیر شریف۔ وضیع ہر درجہ
کا آدمی بلا تکلف مسائل استفتائی پیش کرسکتا تھا اور جواب سے بہرہ یاب ہوتا تھا
امور دنیا میں اگر کسی سفارش کی ضرورت درپیش ہوتی۔ ان بزرگواروں کے کریمانہ
اخلاق صاحب غرضوں کو کامیابی کی امید واثق دلاکر ان کے دروازوں پر لے
آتے۔ علامۂ مجلسی اعلی اللہ مقامہ کے اخلاق میں لکھا ہے۔ اصفہان کے امرا و زرا یا
دیگر صاحبان منصب ایران کے حکام و رئیس اٹھتے وقت میں آپکے پاس التجا لاتے

آنجناب بے تامل دربار شاہی میں اون کی سفارش کر کے قید و فکر و تشویش سے اون کو رہا فرماتے۔ اہل غرض حاجت مند صاحب افتقار بیشمار آپکے آستان فیض نبیان پر حاضر ہو کر حسب ضرورت مال و دولت پاتے تھے۔ لکھا ہو کہ کبھی کوئی سائل غرض مند آنجناب کے دروازے پر آکر خالی نہیں گیا۔ حسن اخلاق و فیاضی طبیعت۔ فراخ حوصلگی۔ ہمدردی مساکین۔ غربا نوازی میں کمال شہرت کے باعث بہجوم خلائق کے لحاظ سے آپکا دروازہ چشمۂ شیریں کے مانند تھا۔ صاحب قصص العلما لکھتے ہیں۔ کہ شایبۂ غیبت سے احتیاط و اجتناب بدرجہ کمال تھا۔ چنانچہ ایک مجلس میں جہاں بہت سے علما اور باتمیز امرا جمع تھے۔ کسی نے آپ سے بیان کیا۔ جناب آقا میں نے سنا ہو کہ کربلائے معلی کے ایک عالم فقیہ شراب کی طہارت کے قائل ہیں۔ یعنی شراب کو پاک کہتے ہیں۔ جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ نے فرمایا۔ فقیہ کربلائی غلط کہتے ہیں۔ شراب ہرگز پاک نہیں بلکہ نجس ہے۔ یہ فرما کر آپکو کچھ خیال آیا۔ مجلس کے برہم ہوتے ہی اوٹھ کھڑے ہوئے۔ سفر کربلائے معلے کا ارادہ کر کے خادم کو تیاری کا حکم دیا۔ وہاں پہنچکر پہلے اون فقیہ صاحب کے مکان پر تشریف لیگئے مراسم ملاقات کے بعد فرمایا۔ میں نے مسئلہ طہارت شراب کے بارے میں آپکی رائے کی تکذیب غائبانہ کی ہے۔ مجھے اندیشہ ہو کہ غیبت کا مرتکب ہوا ہوں۔ اور اس کے متعلق اپنی رائے اس لئے ظاہر کی کہ لوگ شراب خوری میں دلیر نہ ہو جائیں نجس سمجھکر اوس سے اجتناب کریں۔ اب اس لئے یہاں حاضر ہوا ہوں۔ کہ جو کچھ آپکی عدم موجودگی میں آپکی نسبت میں نے کہا اوسکی معافی چاہتا ہوں۔ امید ہو کہ آپ معاف فرمائینگے۔

تقیہ کر لیا۔ ایسے عظیم الشان عالم جلیل القدر مجتہد کی یہ اخلاقی انکساری دیکھ کر
متعجب ہوئے۔ اور کہا۔ کچھ مضائقہ نہیں۔ علماء میں ایسا ہوا ہی کرتا ہے۔ میں نے
معاف کیا۔ جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کو اس تشویش و تردد سے جب اطمینان حاصل
ہو گیا وہاں سے رخصت ہوئے۔ جناب سید الشہداء علیہ السلام کے مزار پر آکر وظیفہ ادا کیا
کی زیارت کی۔ بعد ازاں اپنے وطن کو واپس روانہ ہوئے۔

سید نعمت اللہ جزائری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب انوار النعمانیہ میں لکھتے ہیں جب
میں تحصیل علم کیلئے اصفہان پہنچا۔ ایسے مدرسہ میں ٹھیر گیا جہاں گذارے کی صورت
نہ تھی۔ افلاس و تنگدستی سے بہت پریشان ہوا۔ کپڑے وغیرہ جو کچھ پاس تھا رفتہ
رفتہ سب بیچ کھایا۔ یہ نوبت ہوئی کہ بھوک کی شدت میں تھوڑی روٹی جو میسر
ہوتی اوس کے ساتھ بہت سا نمک ملا کر کھا لیتا تھا۔ تاکہ اسکی شوریت سے پانی زیادہ
پیا جا سکے۔ اور بھوک کی تکلیف مطالعہ میں حارج نہ ہو۔ ایسے وقت میں قسمت نے
رسائی کی۔ خدا نے رحم فرمایا۔ کہ ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ کو میرا حال معلوم ہوا حالانکہ
میں اجنبی تھا۔ آپ نے مسافر نوازی کی میرے پاس تشریف لائے اور بڑی محبت و
دلسوزی سے مجھکو اپنے مکان پر لیگئے۔ رہنے کو مکان اور ضروری سامان عطا کیا۔ میں
چار سال اوسی مکان میں رہا۔ اور آنجناب سے حدیث پڑھتا رہا۔ اس عرصہ میں اپنے
واقف غریب طالب علموں کو جہاں ملتے بلا کر آپ کے پاس لیجاتا۔ آپ اون کو نہایت
محبت سے جگہ دیتے۔ معاش کا بندوبست فرماتے اور درس میں شامل کرتے تھے۔
چار سال کے بعد میں میرزا تقی خاں کے مدرسہ میں مدرس ہو گیا۔ مگر آنجناب کے درس

میں برابر اتار رہا سب کے ساتھ آنجناب کی خوش خلقی۔ نیک مزاجی۔ دلکش کلامی۔ خندہ روئی
اس حد تک تھی کہ ہر ایک شاگرد یہ سمجھتا تھا۔ مجھ پر سب سے زیادہ مہربان ہیں۔ میں نے
آں جناب کی خدمت میں دیگر استادوں کی نسبت زیادہ شاگردی کی ہے۔ حالانکہ
ہزار سے زیادہ اس وقت آپ کے شاگرد تھے۔ مگر میرے حال پر سب سے زیادہ مہربانی فرماتے
تھے اور بہت محبت کرتے تھے۔ اکثر تمام رات مطالعہ کے کمرے میں اپنے ساتھ
مجھ کو بٹھائے رکھتے تھے۔ بحار الانوار کی تالیف کے وقت کچھ خدمت فرمادیتے تھے
میں کیا کرتا تھا۔ مزاج میں آنجناب کے اسقدر نرمی اور ملائمت تھی کہ درس کے
وقت طالبعلم جو کچھ پوچھتے۔ اپنی خیال کے موافق بار بار شکوک و اعتراض پیش کرتے
آنجناب کی طبیعت پر ذرا ملال نہ گذرتا۔ بار بار پوچھنے سے اور جواب کی تقریر سے
ذرا بھی آزردہ خاطر نہ ہوتے۔ بلکہ خندہ پیشانی سے نرم گفتگو میں جواب سمجھاتے
تھے۔ سید موصوف فرماتے ہیں۔ کہ جناب مجلسی اعلی اللہ درجاتہ کی طبیعت میں
گاہے گاہے لطافت مزاح اور رنگینی ظرافت بھی ہوتی تھی۔ بعض اوقات ہنگامۂ معاشرت
کی مجلس میں ظریفانہ تکلم فرماتے تھے۔ شاگردوں کے ساتھ بھی ضمن تقریر میں مزاح آمیز فقرات
ظرافت خیز نکات چل جایا کرتے تھے۔ صاحب قصص العلما لکھتے ہیں۔ کہ جناب ملا
علیہ الرحمۃ کی شوخ طبعی و ظرافت بعض موقعوں پر تصانیف میں بھی اپنا نیا رنگ
دکھلا رہی ہے۔ چنانچہ تذکرۃ الائمہ میں ایک جگہ فرماتے ہیں۔ اہل سنت اعتراض
کیا کرتے ہیں۔ کہ شیعوں کا قول ہے۔ ذوالفقار شمشیر جناب حیدر کرار علیہ السلام
آسمان سے اتری۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا آسمان پر کوئی لوہار کی دوکان یا آہنگری کا

کارخانہ ہے۔ آپ ظریفانہ جواب لکھتے ہیں۔ سفیوں کا قول ہے حضرت ابوبکرؓ کے لئے پشمینہ کا جبہ آسمان سے نازل ہوا پس ملا علی قوشجی کی جان کی قسم اور ملا سعد الدین تفتازانی کی ریش دراز کی قسم جس آسمان پر پشمینہ بافی اور جبہ سازی کا کارخانہ ہے اوسی پر لوہار کی دکان اور آہنگری کا کارخانہ بھی ہے۔

عبادت و ریاضت کی کیفیت یہ تھی کہ روزانہ اشغال تدریس و تصنیف کے علاوہ پنجگانہ نماز کے بعد تعقیبات مسنونہ مستحبہ پر مداومت تھی۔ شب کو بہت کم وقت خواب و استراحت کے لئے ملتا تھا۔ مخصوص دعاؤں اور نماز تہجد وغیرہ میں رات کا بہت حصہ بیدار رہتے تھے۔ اثنائے مطالعہ اور کتب ظائف کی تالیف کے وقت جن اوراد و وظائف۔ اسمائے اعظم اور دعاؤں کو پر منفعت مفید عزت مشتمل معارف عالیہ پاتے اپنے روزمرہ کے وظیفہ میں شامل فرماتے تھے۔ چنانچہ صاحب قصص العلماء آنجناب کی قبولیت دعا و عبادت کے متعلق آپکی کرامت لکھتے ہیں کہ جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کے قلم کی لکھی ہوئی ایک عبارت میرے والد بزرگوار نے اپنی کتاب میں نقل کی ہے۔ آپنے لکھا ہے۔ بندہ خطا کار محمد باقر بن محمد تقی مجلسیؒ عرض کرتا ہے کہ میں ایک دفعہ شب جمعہ کو اپنی مقررہ دعاؤں کے پڑھنے میں مشغول تھا۔ اتفاقاً اس شب مبارک کی دعاؤں میں ایک چھوٹی سی دعا میری نظر سے گذری۔ لفظوں کے اعتبار سے مختصر تھی لیکن مضامین و معانی عالیہ کی وجہ سے بہت پر اثر تھی۔ میں نے اسکو پڑھا اور اپنی شب جمعہ کے وظائف میں شامل کیا۔ ایک ہفتہ کے بعد دوسری شب جمعہ کو جب اوس کے پڑھنے کا ارادہ کیا۔ تو غیب سے

آواز آئی۔ اے فاضل کامل یہ دعا تو نے گذشتہ شب جمعہ کو پڑھی تھی۔ اوس کا ثواب لکھنے سے ابھی کراما کاتبین فارغ نہیں ہوئے اور تو دوبارہ اس کو پڑھنے کیلئے تیار ہو۔ اس روایت کے ناقل میرزا محمد تنکابنی صاحب قصص العلماء لکھتے ہیں۔ کہ دعاے موصوف الصدر شب جمعہ کی دعاؤں میں نہایت عظیم المرتبہ دعا ہے۔ اس کے پڑھنے والے کو بے حساب ثواب ملتا ہے۔ شب جمعہ کے علاوہ دیگر اوقات میں بھی پڑھنی چاہیئے۔ میرے والد بزرگوار یعنی مولانا میرزا سلیمان تنکابنی جو علم و معرفت و طاعت الٰہی و عبادت میں مشہور تھے اور علامہ ملا محمد علی نوری کی خدمت میں بائیس سال شاگردی کی تھی ہمیشہ اس دعا کو پڑھا کرتے تھے۔ بندۂ حقیر نے سفر خراسان کے وقت اس دعا پر شرح لکھی ہے جو خالی از لطف نہیں۔ دعا یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مِنْ اَوَّلِ الدُّنْیَا اِلٰی فَنَائِہَا وَمِنَ الْاٰخِرَۃِ اِلٰی بَقَائِہَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ نِعْمَۃٍ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ؕ۔

رعب و ہیبت جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ

دوسروں کی نگاہوں میں انسان کی ہیبت اس کی شان و شوکت عظمت و جلالت ظاہری پر ہوا کرتی ہے۔ شاہان باوقار۔ حاکمان صولت مدار چونکہ زیر دستوں کے نفع و نقصان کا اختیار رکھتے ہیں۔ اون کی ذلت و عزت دنیاوی پر خداوند تعالے کی طرف سے انہیں قدرت حاصل ہے۔ اسلئے لوگ

یعنی سب تعریف اللہ جل جلالہ کے واسطے ہے اول دنیا سے آخر دنیا تک اور آخرت سے بقا تک۔ اور شکر ہے اللہ کا کل نعمتوں پر۔ اور پناہ مانگتا ہوں میں اللہ سے کل گناہوں کے الخ۔ اور توبہ کرتا ہوں طرف اوس کی۔ اے بڑے رحم کرنے والوں سے ۱۲

عام طور پر ان کی ایذا سے بچنے اور نفع کی امید پر با ادب و تعظیم پیش آتے ہیں۔
بعض وقت حکام ظالم پیشہ کا رعب عوام پر بسبب اون کی بیرحمانہ جابرانہ کارروائیوں
کے اوروں کی نسبت زیادہ ہوا کرتا ہے دوسروں پر وراسی معاملہ میں سخت
گیری و تشدد کو دیکھ کر خواہ مخواہ خوف معلوم ہوتا ہے اور ہیبت چھا جاتی
ہے۔ مگر ایسے رعب و ہیبتیں لچر پوچ اور عارضی ہوا کرتی ہیں۔ اگر بادشاہ کو
اختیارات شاہی نہ رہیں۔ یا حاکم کو حکومت و امارت پر دسترس نہ رہے۔ وہی
لوگ جو پہلے اون کے آگے ہیبت زدہ ہو کر کھڑے ہوتے تھے اون سے مثل
معمولی آدمیوں کے سلوک کریں۔ عامیانہ طور سے اون کے ساتھ پیش
آئیں۔ معلوم ہوا کہ ظاہری شان و شکوہ نمائشی بزرگی و جلالت باطل تندی
و تشدد ہرگز حقیقی ہیبت و عظمت کا باعث نہیں ہوتے۔ اصلی رعب
و جلالت وہی ہے کہ بلا کسی بناوٹ ظاہری کے قدرتاً لوگوں کے دلوں میں
جاگزیں ہو۔ صورت و لباس خواہ فقیرانہ و غریبانہ ہو۔ مگر ہیبت و حشمت حقیقی
بادشاہان گردن فراز کو مقام ادب میں مسند سے اٹھا کر تعظیم کے لئے سرو قد استادہ
کر دے۔ تاجداران کجکلاہ کے سرہای پرغرور کو دست بوسی و تسلیم کیلئے عجز و نیاز
خم کر دے۔ ہر طبقہ کے لوگ اس رعب و عظمت کا سکہ مانتے ہوں موافق و مخالف
باادب و احترام سر جھکائیں۔ اجنبی ناآشنا باوجود ناواقفیت کے اگر سامنے آئیں
دست بسینہ ہو کر آداب غلامانہ بجا لائیں۔ یہ مرتبہ جلیل الشان خداوند عالم نے
اپنے اون خاص بندوں کے لئے رکھا ہے۔ جو خلوص معرفت کے ساتھ معبود پاک کی

راہ طاعت و عبادت میں گرم رو ہیں۔ اور اون کے دل کی آنکھیں گویا خدا کو ہر دم
اپنے سامنے دیکھتی ہیں۔ اوس کے جلال اور اپنے مآل کو دیکھ کر ہر گھڑی خائف
و گریاں۔ ذات کبریائی اون کے صدور ریاض پر فیضان خاص سے عنایت فرما
ہوتی ہے۔ رحمت بے انتہا سے اون کے دلوں کو تقویت بخشتی ہے مملکت
عشق الٰہی کی بے زوال سلطنت عطا کر کے شاہان دنیا کو اون کا فرمانبردار بناتی
ہے۔ نور صفائے باطن صورت ظاہر پر اپنی جھلک ڈال کر وقار و ہیبت کی
اصلی شان دکھاتا ہے۔ جس کے سامنے دنیا کے تمام جاہ و جلال گرد ہوتے ہیں۔
دنیاداروں کی آنکھیں اوس کو نظر بھر دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتیں۔ سب سے
بڑا مرتبہ اس میں خاصان خداشناس یعنی انبیاء اور اوصیاء کے ولایت اساس کا ہے
جن کی ہیبت و رعب کا اثر تمام عالم انسان حیوان شجر و حجر وغیرہ پر یکساں ہے۔
بعد ازاں اون کے پیروان صادق العقیدت متابعان صاحب بصیرت عالمان
علوم شریعت جو اون کے چلن پر قدم بقدم چلنے اور ویسے ہی اخلاق حمیدہ حاصل کرنے کی
کوشش میں سرگرم رہے ہیں۔ خداوند عالم نے ہیبت و جلال کے آثار بقدر قابلیت
اون کے چہرے پر نمایاں کئے۔ چنانچہ جناب آخوند مجلسی اعلیٰ مقامہ جیسے سرکردہ علماء
کاملین سرگروہ فقہاء عاملین اور سرتاج طائفۂ زاہدین و عابدین تھے ویسے ہی
ہیبت علم اور شکوہ تقویٰ آنجناب کے نورانی چہرے سے نمایاں تھا۔ بڑے بڑے
امراء نامدار و وزراء دربار صاحب منصب جاگیردار دولت خانہ پر بملاقات و زیارت
کے لئے حاضر ہوتے اور اپنے مرتبہ پر باادب سر جھکا کر دو زانو بیٹھ جاتے۔ خوب ہیبت کم مخظم

مؤدب الفاظ میں کلام کرتے۔ زیادہ تر آنجناب علیہ الرحمتہ کے کلمات ہدایت صفات کا سننا مقصود ہوتا تھا۔ اگرچہ آنجناب جیسا پہلے بیان ہوا نہایت خوش اخلاق خندہ پیشانی اور نرم کلام تھے لیکن دیکھنے والوں کو آپکی ہیبت زیادہ گوئی کی اجازت نہ دیتی تھی بلند آواز تک بولنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ مومنین و سادات استفتا یا زیارت کیلئے حاضر ہوتے یا مساکین صاحب حاجت اپنی مطلب کی غرض سے آتے۔ باوجود آنجناب کی تواضع و مدارات کے ڈر ڈر کر بات کرتے۔ گویا کسی بارعب بادشاہ سے عرض کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ تمام مومنین امرا و غربا سے یکساں بے تکلف میل جول رکھتے تھے۔ مجالس تعزیۂ امام مظلوم علیہ السلام میں ہمیشہ شامل ہوکر اہل مجلس میں بیٹھتے۔ کسی مریض مومن کا حال سنتے عیادت کو تشریف لیجاتے۔ جنازے کی مشایعت میں ہمراہ ہوتے۔ دیگر نکاح و دعوت شادی وغیرہ کی تقریب پر بلانے سے بے تامل قدم رنجہ فرماتے تھے۔ سید نعمتہ اللہ جزائری علیہ الرحمتہ انوار النعمانیہ میں لکھتے ہیں کہ میرے استاد جناب علامہ محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ باوجودیکہ نہایت خوش اخلاق اور نرم مزاج تھے۔ طبیعت میں موزوں مزاج اور پاکیزہ ظرافت رکھتے تھے۔ درس کی تقریر کے وقت چہرے سے بشاشت برستی تھی۔ علاوہ اس کے ہم بہت سے طالب علم شب و روز آنجناب کی خدمت میں رہتے تھے۔ آپس میں باتیں کرتے تھے ہنسی کی گفتگو بھی ہو جاتی تھی۔ آپ کبھی ترش رو نہ ہوتے۔ لیکن اس پر بھی رعب و ہیبت آنجناب کی اس قدر تھی جب میں روبرو حاضر ہونے کا ارادہ کرتا کمرے کے دروازے

پر بھی ایسا معلوم ہوتا کہ کسی زبردست سلطان عظیم الشان کے حضور میں حاضر کیا جاتا ہوں اور سزا کے لئے طلب کیا گیا ہوں۔ ہاتھ پاؤں کانپنے لگتے اور دل دھڑکنا شروع ہو جاتا تھا۔

شاہان صفویہ کے عہد میں علم کی عزت اور اجتہاد کی توقیر

شاہان ایران کا خاندان صفوی جس کا مختصر حال پہلے گذر چکا ہے دینداری اور پابندی مذہب میں تاریخ ایران کے اندر مشہور ہے۔ سیادت کی ذاتی نجابت و شرافت نے ان میں مذہب حق کی حمایت اور علماء مذہب کی توقیر و حفاظت فطرۃً گرانی تھی۔ جد و طاہرین ائمہ معصومینؑ کے طریق حق کو خلق خدا میں رواج دینا اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے۔ اس لئے اس خاندان کے ہر ایک فرمانروا کی اپنے عہد میں پوری کوشش رہی کہ علوم دین کے مدارس آباد ہوں طلبا کی آسائش کا انتظام رہے۔ علماء کو شغل علم کا بیفکری سے موقع ملے۔ درس و وعظ۔ تصنیف اور تالیف سے ترویج دین میں بفارغ البالی مصروف ہوں۔ اہل علم کی توقیر و تعظیم کے علاوہ اس کے بادشاہ اپنا دینی فرض جانتا اس لئے زیادہ ضروری سمجھتا تھا کہ اس جماعت کا حوصلہ بڑھے۔ دوسروں کی نظر میں وقعت ہو۔ لوگ تحصیل علم کی طرف رجوع کریں۔ چنانچہ شاہ عباس صفوی کے زمانے کا قصہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ شاہ کجکلاہ ملا عبداللہ تونی کے مدرسہ کی سیر کو تشریف لائے۔ یہ ملا عبداللہ اس وقت کے مشہور فاضل خراسان کے قریب قصبہ تون کے رہنے والے مصنف کتاب وافیۃ الاصول ہیں۔ میر باقر داماد اور شیخ بہائیؒ کے ہمعصر تھے۔ بادشاہ نے دیکھا مدرسہ میں طلباء کم ہیں۔ ملا سے دریافت کیا

کیا وجہ ہے۔ ملا نے کہا۔ اس کی وجہ اس وقت نہیں پھر گذارش کرونگا۔ بادشاہ رخصت ہوئے۔ دوسرے روز ملا صاحب بادشاہ کی ملاقات بازدید کیلئے آئے۔ عالمانہ تعظیم و توقیر کے ساتھ بٹھلائے گئے۔ معمولی رسمی باتوں کے بعد بادشاہ نے فرمایا۔ مولانا کچھ ضرورت ہو تو فرمائیے۔ ملا صاحب نے کہا مجھے کچھ نہیں چاہیئے۔ صرف ملاقات کو حاضر ہوا تھا جب بادشاہ نے بہت اصرار کیا۔ تو کہا۔ چونکہ آپ بہت اصرار کرتے ہیں۔ اچھا میرا ایک سوال پورا کر دیجئے۔ وہ یہ ہے۔ کہ میں اب رخصت ہوتا ہوں۔ آپ کچھ دور تک میرے ساتھ تشریف لیچلیں۔ اس طرح سے کہ میں سوار چلوں اور آپ میری سواری کے آگے آگے پیادہ پا ہوں۔ بادشاہ نے پوچھا۔ اس میں کیا مصلحت ہے۔ فرمایا۔ اس وقت نہیں پھر ظاہر کرونگا۔ بادشاہ نے یہ درخواست منظور کی۔ اور جناب ملا کے حسب ارشاد تھوڑی دور تک پیادہ پا سواری کے آگے آگے جا کر رخصت کیا۔ راستے میں دیکھنے والے جو تعجب سے کھڑے دیکھ رہے تھے جناب ملا کی عظمت و توقیر لوگوں کے دلوں میں پہلے سے بہت زیادہ ہو گئی۔ شہر بھر میں یہ واقعہ مشہور گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد شاہ رفعت پناہ جناب ملا کے مدرسہ میں پھر تشریف لیگئے۔ اب دیکھا تو طالبعلموں کی تعداد پہلے کی نسبت کہیں زیادہ تھی تمام مدرسہ بھرا ہوا دکھائی دیا۔ ملا صاحب سے اس کی وجہ دریافت کی۔ فرمایا۔ یہ حضور کی اوس عزت افزائی کا نتیجہ ہے جو فلاں دفعہ وقت رخصت میری سواری کے ساتھ پیادہ چل کر عنایت فرمائی تھی۔ اور میرے اوس سوال کا یہی سبب تھا۔ عوام کی ظاہر بین نگاہیں جب تک ظاہری شان و شوکت نہ دیکھ لیں۔ اون کے دلوں میں وقعت نہیں ہوتی۔ علم کی فضیلت سے یہ لوگ

بیخبر ہوتے ہیں۔ جب حضور کا اس درجہ علم کی تعظیم کرنا لوگوں میں مشہور ہوا اور سمجھے کہ علم کی عزت کے باعث بادشاہ تک صاحب علم کی سواری کے پیچھے پیادہ چلتے ہیں۔ اس دنیاوی اعزاز کے لالچ میں طلب علم کے واسطے جمع ہوئے۔ ابتدا میں طالب علموں کی غرض تحصیل علم سے طلب دنیا ہوا کرتی ہے۔ بعدازاں کچھ مراتب تحصیل طے کرنے پر علم کی برکت سے نیت میں خلوص آتا جاتا ہے۔ اور درجۂ کمال پر فائض ہو کر ہر امر میں خلوص پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ اُطلُبُوا العِلمَ وَلَو لِغَیرِ اللّٰہِ فَاِنَّہٗ یَنجَرُّ اِلَی اللّٰہِ۔ یعنی علم کو طلب کرو اگرچہ تمہاری نیت اس سے خالص خدا کیلئے نہ ہو۔ علم حاصل ہو کر خود خدا کی طرف کھینچ لیگا۔

مذہب حقۂ اثنا عشری کے اصول میں امامت تیسری اصل اور منصوص من اللہ مانی گئی ہے۔ نبوت کے بعد امامت پر ایمان لانا اور اعتقاد کامل رکھنا ہر مومن کے ایمان کی بنیاد ہے۔ اس لئے امام وقت کی غیبت کے زمانے میں مجتہدین جامع الشرائط نائب امام کی تعظیم و تکریم پورے طور سے بجالاتے ہیں۔ صفوی خاندان کے تمام بادشاہ چونکہ اس مذہب پر پختہ تھے۔ حضرت نائب امام کو بخوبی جانتے تھے۔ ریاست دین و دنیا اون کا حق سمجھ کر اپنے آپکو سیاست دنیاوی میں اون کا تابع مانتے تھے۔ تمام ملکی و مالی قوانین شریعت کے مطابق نائب امام مجتہدین کے حکم سے جاری ہوتے تھے۔ بادشاہ کو ان کے احکام کی تعمیل لازم تھی۔ اون میں رد و بدل کا اختیار بالکل نہ ہوتا تھا۔ کیونکہ سمجھتے تھے۔ دراصل تخت شاہی کے مالک سلطنت کے حقدار مجتہدین عالی وقار ہیں۔ مگر مشاغل علمی کی مصروفیت فرائض سلطانی کو پورے

طور سے ادا کرنیکی بالغ ہے۔ اس لئے ہم انکی طرف سے نیابت کے طور پر سلطنت کرتے ہیں۔ چنانچہ صاحب قصص العلماء بحوالہ سید نعمۃ اللہ جزائری لکھتے ہیں۔ کہ اپنی کتاب غواص اللیالی میں سید موصوف تحریر فرماتے ہیں جب شاہ طہماسپ صفوی اول نے محقق ثانی جناب شیخ علی ابن عبد العالی کرکی کو جبل عامل سے ایران میں بلایا۔ اور وہ اصفہان پہنچے۔ بادشاہ نے بہت کچھ توقیر و تکریم کی۔ اور کہا۔ چونکہ آپ مجتہد نائب امام ہیں یہ سلطنت آپ کا حق ہے۔ ہم لوگ آپکی طرف سے عامل و کارندے ہو کر کام کرینگے اور احکام بجا لائینگے۔ پس جناب شیخ علیہ الرحمتہ نے شرعی طور پر تمام ملک میں احکام جاری کئے۔ اور عاملوں کے نام معاملات رعیت اور خراج کی وصولی و مقدار اور دیگر امور کے بارے میں فرمان جاری کئے۔ اور حکم دیا۔ کہ ملک کے ہر قصبہ میں پیش نماز مقرر ہوں۔ جماعت سے نماز ہوا کرے۔ تمام رعیت اپنے کاروبار میں احکام شرعی کو ملحوظ رکھے۔ اس فرمان کے ساتھ بادشاہ نے بھی ہر ایک حاکم کے نام ایک حکمنامہ صادر فرمایا۔ کہ جناب شیخ کے حکم کی تعمیل ہر ایک پر فرض ہے۔ اور سب کو معلوم ہو۔ کہ سلطنت کے اصل مالک جناب شیخ ہیں۔ میں اون کا نائب ہوں۔ یہ علماء کی تعظیم و ادب میں ان بادشاہوں کا یہ اہتمام صرف ظاہری اور دنیاوی امور کے لحاظ سے نہ تھا۔ بلکہ امر آخرت میں بھی اس کے صلہ کے امیدوار تھے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ شاہ عباس صفوی کے نام کسی مومن کی سفارش میں جناب مقدس ملا احمد اردبیلی علیہ الرحمتہ نے نامہ لکھا۔ جب بادشاہ کے پاس خط پہنچا۔ اوس کی تعظیم کیلئے تخت پر سروقد کھڑا ہو گیا۔ خلوص اعتقاد سے خط کو سر پر رکھا

بوسہ دیا۔ آنکھوں سے لگایا۔ اور جو کچھ اوس میں لکھا تھا پورا کیا۔ خط کے القاب میں جناب ملا علیہ الرحمتہ نے بادشاہ کو یا اخی یعنی بھائی صاحب کر کے لکھا تھا۔ اس پر نازاں ہوکر بادشاہ نے فرمایا۔ نائب امام نے مجکو بھائی لکھا ہے۔ یہ تحریر ضرور میری تخفیف عذاب کا باعث ہوگی۔ میری موت کے وقت یہ خط میرے کفن میں رکھا جائے۔ تاکہ قبر کے اندر منکر نکیر سے اس کے ذریعہ تخفیف عذاب کی التجا کروں۔ پس حسب الحکم وہ خط بادشاہ کے کفن میں رکھا گیا۔

شاہی مراسلات میں قاعدہ ہے کہ ملک کا ہر شخص خواہ کتنا ہی جلیل القدر منصبدار صاحب دولت وحشمت ہو بادشاہ کو بڑے سے بڑے الفاظ میں القاب لکھیگا۔ اور بادشاہ اوس کے جواب میں حسب مرتبہ بزرگی کے الفاظ مگر اپنے مرتبہ کے الفاظ سے کم دیتے والے۔ مگر یہ مقدس بزرگوار بادشاہ کو مکاتبات میں سادہ الفاظ سے مخاطب فرماتے تھے اور بادشاہ جواب میں کمال ادب وتعظیم کے پیرایہ پر چلتے تھے۔ چنانچہ شاہ عباس اول صفوی کے زمانہ میں کسی حاکم پر عتاب شاہی ہوا۔ اوس نے جناب مقدس اردبیلی علیہ الرحمتہ سے سفارش کی التجا کی۔ آپنے شاہ کو فارسی میں نہایت مختصر رقعہ لکھدیا۔ بانئے ملک عاریتہ عباس بداند چہ اگر ایں مرد دراول ظالم بود۔ اکنوں مظلوم مے نماید چنانچہ از تقصیر او بگذری۔ شاید حق سبحانہ تعالے از پارۂ تقصیرات تو بگذرد فقط۔ کتبہ بندۂ شاہ ولایت احمد اردبیلی۔ بادشاہ نے جواب تحریر فرمایا۔ بعرض میرساند عباس کہ خدمتے فرمودہ بودید بجاں منت داشتہ بتقدیم رسانیدم این محب از دعاء خیر فراموش نکنید۔ کتبہ کلب آستان علی عباس۔

جناب مجلسی علیہ الرحمتہ کا ظاہری اقتدار

چونکہ جناب آخوند مجلسی اعلیٰ اللہ مقامہ اپنے وقت میں اوصاف اجتہاد کے جامع ۔ علوم و فنون کے حاوی ۔ دین مبین کے پورے حافظ و حامی تھے ۔ اس لئے تمام مذکورہ مدارج اعزاز اور مراتب احترام کے سب سے بڑھ کر قابل تھے ۔ بادشاہ وقت سلطان حسین صفوی آنجناب کی ویسی ہی تعظیم و تکریم بجا لاتا تھا جیسا کہ شاہ طہماسپ اور شاہ عباس جناب محقق ثانی اور جناب مقدس اردبیلی رحمتہ اللہ کی ۔ نائب امام ہونے کی حیثیت سے حقیقی مالک تخت و تاج آنجناب کو سمجھتا تھا ۔ اور اپنے آپکو مثل ایک عامل اور نائب کے جانتا تھا ۔ اس خاندان کی پرانی رسم کے موافق آں جناب نے شاہ سلطان حسین صفوی کو اپنی طرف سے تخت سلطنت پر بٹھایا ۔ چنانچہ صاحب نجوم السما لکھتے ہیں ۔ چوں سلاطین صفویہ انار اللہ براہینہم الجلیہ در رعایت شرع انور مبالغہ تمام می‌نمودند و طریقہ حقہ امامیہ اینست کہ صاحب ملک امام زمان را میدانند و کسے را نمی‌رسد کہ در ملک امام بے اذن او یا اذن نائب او دخل و تصرف نماید ۔ پس دریں وقت کہ امام زمان یعنی حضرت قائم آل محمد صلواۃ اللہ علیہ و علیہم غائب است ۔ مجتہد جامع الشرائط عادل ہر کہ باشد نائب آنحضرت است تا در میان مسلمین حافظ حدود الٰہیہ باشد ۔ چوں ملک داری و سپاہ آرائی از فضلا و مجتہدین ایں زمان صورت نمی‌گیرد ۔ لہٰذا ہر بادشاہے را مجتہد معظم آں زمان نائب خود کردہ ۔ کمر بعد البتہ تاج بر سرش گذاشتہ بر سریر سلطنت می‌نشانید ۔ و آں بادشاہ خود را نائب او

تصور میکرد. تا تصرف او در ممالک وحکومتش بر خلق بنیابت نائب امام بوده صورت شرعی داشته باشد. لهذا شاه سلیمان صفوی مغفور را مجتهد وقت جناب آقا حسین خوانساری مبرور بنیابت خود بر سریر سلطنت اجلاس فرمود۔ وبعد از وخاقان مالک رقاب یعنی شاه سلطان حسین صفوی پسر شاه سلیمان صفوی را اخوند ملا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ از جانب خود بر تخت نشاند وہمچنیں سلاطین سلف را مجتہدین آں وقت میکردند ترجمہ
چونکہ شاہان صفویہ شریعت روش کی رعایت میں پوری کوشش کرتے تھے۔ اور مذہب حقہ امامیہ کا طریق یہ ہے کہ امام وقت کو مالک ملک اور اصلی بادشاہ جانتے ہیں۔ اور کسی کا اختیار نہیں کہ امام یا نائب امام کی اجازت کے بغیر ملک پر تصرف کرے۔ پس اس وقت امام وقت یعنی حضرت قائم آل محمد صلواۃ اللہ علیہم غائب ہیں اس لیے جو شخص جامع الشرائط مجتہد عادل ہو وہ آنحضرتؑ کا نائب ہے تاکہ مسلمانوں میں احکام الہی کا حافظ ہو۔ چونکہ انتظام ملکی اور بند وبست لشکری اس زمانے کے مجتہدین علماء سے بخوبی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہر ایک بادشاہ کو اس کے وقت کا بڑا مجتہد اپنا نائب بنا کر تاج اور بادشاہی پیٹی پہناتا تھا اور سلطنت کے تخت پر بٹھاتا تھا۔ اور بادشاہ اپنے آپکو مجتہد کا نائب سمجھتا تھا۔ تاکہ ملک پر اس کا تصرف نائب امام کی طرف سے ہو اور شرعی طور پر ہو۔ لہذا شاہ سلیمان صفوی مرحوم کو مجتہد وقت جناب آقا حسین خوانساری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی طرف سے شاہی تخت پر بٹھایا۔ اور شاہ مذکور کی وفات کے بعد شاہ سلطان حسین صفوی شاہ سلیمان صفوی کے بیٹے کو مجتہد وقت جناب اخوند ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ نے

۱۱۰۵ھ ہجری میں اپنی طرف سے تخت سلطنت پر بٹھایا۔ اور اسی طرح سے پہلو بادشاہوں کو اون کے وقت کے مجتہدین تخت نشین کیا کرتے تھے۔

جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ چونکہ علم و تقوی میں درجہ کمال پر فائز تھے اور ہر ایک کام دینی ہو یا دنیاوی خالص نیت سے محض لوجہ اللہ کرتے تھے اس لئے پروردگار عالم کی توفیق اور تائید غیبی ہمیشہ شامل حال رہتی تھی۔ عقل دور اندیش اور رائے صفا کیش اور مملکت کے پیچیدہ معاملات میں حقیقت امر کی تہ کو پہنچکر ملک و ملت کی بہبودی و حمایت کی تدبیریں پیش کرتے تھے باوجودیکہ آپکے زمانے میں ملک کے اندر بغاوت پیشہ اقوام کی شورش سے آئے دن کسی نہ کسی صوبے میں نیا فساد برپا ہوتا تھا بادشاہ کی کمزوری اور بزدلی نے فتنہ پسند غارتگروں کو رعایا کے امن میں خلل اندازی کا موقعہ دے رکھا تھا۔ مگر آنجناب کے مقدس وجود کی برکت اور عقل رسا کی کارسازی نے تخت ایران کو دشمنوں کی دست برد سے بال بال بچایا۔ بعد آپکی وفات کے شاہ کم خرد بد اندیشوں کے پنجۂ ظلم سے اپنے آپکو نہ بچا سکا تخت سے اتار گیا اور نہایت بیرحمی سے مارا گیا۔ چنانچہ ملا یوسف بحرانی اپنی کتاب لؤلؤۃ البحرین کے اندر جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں۔ وَقَدْ كَانَتْ مَمْلَكَةُ الشَّاهِ سُلْطَانِ حُسَيْنٍ لِمَزِيدِ خُمُولِهِ وَقِلَّةِ تَدْبِيرِهِ وَبِلَادُهُ مَحْرُوسَةً بِوُجُودِ شَيْخِنَا الْمَذْكُورِ فَلَمَّا مَاتَ انْتَقَضَتْ أَطْرَافُهَا وَبَدَا اخْتِلَالُهَا وَأُخِذَتْ فِي تِلْكَ السَّنَةِ مِنْ يَدِهِ بَلْدَةُ قَنْدَهَارَ وَلَمْ يَزَلِ الْخَرَابُ يَسْتَوْلِي عَلَيْهَا حَتَّى ذَهَبَتْ مِنْ يَدِهِ۔ ترجمہ شاہ سلطان حسین کی سلطنت باوجود بادشاہ کے بیوقوف اور کم تدبیر ہونیکے ہمارے شیخ بزرگ مولانا مجلسی کے

وجود سے حفاظت وحمایت میں تھی۔ جب آنجنابؒ نے وفات پائی۔ ملک کے اطراف وجو[انب] میں کمی آنے لگی۔ فتنہ وفساد نے سر اٹھایا اور اسی سال شہر قندھار بادشاہ کے قبضہ سے نکل گیا۔ پھر روز بروز یہ خرابی بڑھتی گئی یہانتک کہ سلطنت بادشاہ کے ہاتھ سے بالکل جاتی رہی۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امور شاہی میں آپکا دخل وتصرف جس طرح صیغہ ملکی ومالی میں تھا ویسی ہی دفع دشمن اور لشکر کشی وغیرہ کے متعلق آپکی رائے کے مطابق عملدرآمد ہوتا تھا۔ عقل خداداد کی رہبری اور علم وفضل کے زور پر دین ودنیا کے تمام اہتمام متانت واستقلال سے بحسن وخوبی سر انجام پاتے تھے ملا جزائری رحمۃ اللہ کتاب مذکور میں لکھتے ہیں۔ وَکَانَ شَیْخُ الْاِسْلَامِ فِیْ دَارِ السَّلْطَنَۃِ اَصْفَہَانَ رَئِیْسًا فِیْہَا بِالرِّیَاسَۃِ الدِّیْنِیَّۃِ وَالدُّنْیَوِیَّۃِ اِمَامًا فِی الْجُمُعَۃِ وَالْجَمَاعَۃِ یعنی جناب مجلسیؒ دار السلطنت اصفہان میں شیخ الاسلامی کے عہدہ پر ممتاز دین ودنیا کی ریاست سے سرفراز تھے وہاں کی امامت جمعہ اور جماعت بھی آنجناب کی ذات بابرکات سے متعلق تھی۔ اصفہان چونکہ شاہان صفویہ کا دار السلطنت رہا ہے اور یہ سب علم وہنر کے حامی اور نہایت قدردان تھے اس لیئے علمائے یگانہ اور ہنرمندان فرزانہ اہل صنعت صاحب حرفہ سب یہیں بحساب جمع تھے۔ اعیان واشراف ملک جن کا تعلق دربار شاہی سے ہوتا یہاں آکر سکونت اختیار کرتے تھے۔ تجارت پیشہ لوگ طلب مال کی غرض سے اور علم کے شایق تحصیل علم کیواسطے یہیں آکر جمع ہوتے تھے۔ اس لئے یہ شہر اپنی رونق وترقی کے لحاظ سے اصفہان نصف جہان مشہور ہوگیا تھا۔ علماء کی کثرت اور علم کے رواج کے باعث صدف گوہر علم اور کان جواہر فضل وکمال کہلاتا تھا۔ اس

عظیم الشان شہر کے عہدہ شیخ الاسلامی اور جمعہ و جماعت کی پیشنمازی اور امامت کے
لئے بادشاہ کی طرف سے ایسا فاضل کامل منتخب کیا جاتا تھا جو شرائط اجتہاد۔ صفات
تقوی و پرہیزگاری اور وسعت علم و دانش میں اپنے تمام ہمعصروں پر فضیلت و فوقیت
رکھتا ہو۔ کچھ شہر یا ملک کی خصوصیت نہ ہوتی تھی۔ بلکہ جہاں کہیں کسی فاضل یکتا
صاحب الشرائط کو بادشاہ سن پاتا نہایت ادب احترام محبت و اعتقاد سے بلوا کر امور مذکورہ
کے متکفل ہونیکا خواستگار ہوتا تھا۔ چنانچہ شاہ طہماسپ صفوی والئے محقق ثانی شیخ
علی بن عبد العالی کرکی رحمۃ اللہ کو جیسا کہ پہلے مذکور ہوا جبل عامل سے اصفہان میں بلاکر شیخ
الاسلام اور امام الجمعہ و الجماعت مقرر کیا۔ اس خاندان کی سلطنت کے زمانے میں جہاں
اور امور دینی کو رونق و ترقی ہوئی۔ اصفہان جیسے عظیم الشان دار الخلافہ میں شہر کی حیثیت
پیش نمازوں کی شان مقتدیوں کی تعداد و کثرت کے مطابق شاہی خزانہ سے عالیشان
شاہی جامع مسجد تیار ہوئی۔ شاہ عباس صفوی کے عہد میں اس کی تعمیر اختتام کو پہنچی
اس مسجد میں پانچ چیزیں نادرہ روزگار قابل یادگار تھیں کہ ہر ایک کی قیمت سات ہزار
تومان تھی۔ جن میں ایک فیروزہ نہایت نفیس اور عدیم النظیر سامنے کی دیوار میں نصب
تھا۔ دوم سنگ سماق کا ایک ٹکڑا دیوار میں لگا تھا جو سات ہزار تومان کی قیمت کا
تھا۔ سوم سنگ مرمر کے ایک ٹکڑے کا بلند ممبر تھا جس کی سترہ یا اٹھارہ سیڑھیاں
تھیں سات ہزار تومان کی قیمت کا تھا۔ چہارم مسجد کا دروازہ جس کی لاگت
سات ہزار تومان تھی پنجم مسجد کے دروازے پر ایک بیش بہا طلائی زنجیر آویزاں تھی
جب یہ عظیم الشان مسجد تکمیل کو پہنچی۔ بادشاہ کی نگاہ شوق نے اس کے لئے امام جماعت کی

تلاش میں چاروں طرف نظر دوڑائی۔ عقل جوہر شناس نے مقدس اردبیلی علیہ الرحمۃ کے جوہر فضل کی طرف انتخاب کا اشارہ کیا۔ حالانکہ اصفہان میں اس وقت میر باقر داماد اور شیخ بہائی علیہ الرحمہ جیسے مشہور آفاق فاضل موجود تھے جمعہ کی نماز میر باقر داماد علیہ الرحمۃ پڑھاتے تھے۔ بادشاہ ہر ایک جمعہ میں شامل جماعت ہوتے تھے۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ نماز جمعہ کے موقعہ پر نمازی جمع تھے۔ بادشاہ بھی حسب عادت آگئے۔ مگر میر باقر داماد کے آنے میں کچھ دیر لگی۔ بادشاہ نے اس خیال سے کہ نماز جمعہ کا وقت نہ جاتا رہے شیخ بہائی علیہ الرحمۃ کی طرف اشارہ کیا کہ آپ پڑھائیے۔ شیخ صاحب کو کیا تامل تھا کھڑے ہو گئے شروع نہ کرنے پائے تھے کہ میر باقر داماد علیہ الرحمۃ آن پہنچے۔ آگے بڑھ کر عصا سے شیخ صاحب کو اشارہ کیا۔ شیخ صاحب پچھلی صف میں جا کھڑے ہوئے۔ اور میر صاحب نے بدستور نماز پڑھائی۔ الغرض ایک دفعہ بادشاہ کی رائے اس پر قرار پائی کہ اصفہان شہر میں شاہی جامع مسجد کا پیش نماز جمعہ و جماعت جناب مقدس اردبیلی علیہ الرحمۃ جیسا ذی کمال مجتہد ہونا چاہئے۔ اور آنجناب علیہ الرحمۃ اس وقت نجف اشرف میں سکونت پذیر تھے۔ مشیران دولت سے آنجناب کے بلانے میں مشورہ طلب کیا۔ سب نے عرض کیا کہ جناب مقدس نہ آئیں گے بلانا لاحاصل ہے۔ بادشاہ نے نہ مانا۔ اور شیخ بہائی علیہ الرحمۃ کو طلب کر کے فرمایا جس طرح ہو سکے جناب مقدس اردبیلی کو یہاں لائیے آپ کے جانے سے امید ہے کہ آ جاویں گے جناب شیخ نے منظور کیا۔ اور بادشاہ نے اپنے خاص خادموں کو ساتھ کر کے جناب شیخ رحمۃ اللہ کو نجف اشرف روانہ کر دیا۔ وہاں پہنچ کر جناب شیخ سیدھے مقدس علیہ الرحمۃ کے مکان پر گئے۔ رسمی ملاقات کی گفتگو کے بعد جناب

شیخ نے آنیکا مقصد ظاہر کیا۔ اصرار و انکار کی قیل و قال بہت ہوئی۔ آخر جناب
مقدس راضی ہو گئے۔ سفر کی تیاری ہوئی۔ شاہی ملازموں نے سواری کے لئے گھوڑا پیش
کیا۔ آپنے انکار کیا اور فرمایا میری سواری کے لئے میرا دراز گوش موجود ہے اور کی
ضرورت نہیں۔ آنجناب کا دستور تھا کہ جب اپنے دراز گوش پر سوار ہو کر کہیں جاتے
تھے آدھے راستے سوار جاتے اور آدھے پیدل۔ دراز گوش اپنی مرضی خواہ آہستہ چلتا
خواہ تیز کبھی قمچی وغیرہ نہ مارتے تھے۔ جہاں سبزہ دیکھ کر چرنے لگتا روکتے نہ تھے۔
جب تک کہ خود نہ بس کرے۔ سب بادشاہی ملازم اور جناب شیخ گھوڑوں پر سوار
اور جناب مقدس اپنے دراز گوش پر روانہ ہوئے۔ دراز گوش کی آہستہ چال کے سبب
باقی ہمرکاب تھوڑی دور تو اپنے گھوڑوں کو آہستہ لئے گئے۔ جناب شیخ نے آخر
فرمایا جناب آپ دراز گوش کو ذرا تیز کیجئے۔ فرمایا نہیں یہ حیوان ہے اپنے ارادے اور
اختیار سے چلیگا۔ ناچار جناب شیخ رحمۃ اللہ خاموش رہے۔ تھوڑی دور جا کر آپ
دراز گوش سے اتر کر پیادہ ہو گئے۔ جناب شیخ علیہ الرحمۃ نے اس کا سبب پوچھا۔ فرمایا
جانور سے کام لینے میں رعایت عمل چاہئے۔ اتنی دور مجھے اوٹھا کر چلا ہے اب تنہا ہی آزاد
ہو کر خالی آرام سے سبک چلے اور عدالت کا مقتضی بھی یہی ہے۔ جناب شیخ رحمۃ اللہ نے
فرمایا گھوڑے پر سوار ہو جائیے۔ فرمایا اپنی سواری ہوتے ہوئے یہ نہیں ہو سکتا۔ جناب
شیخ رحمۃ اللہ نے کہا۔ اے جناب اس طرح سے رستہ طے ہونا مشکل ہے۔ فرمایا میں تو اسی
طرح چلونگا۔ تھوڑا آگے چلے تھے کہ دراز گوش سبزہ دیکھ کر چرنے لگا جناب شیخ علیہ الرحمۃ
نے آہستہ سے اوسکو قمچی ماری تا کہ جلدی چلے اور رستہ طے ہو۔ جناب مقدس رحمۃ اللہ کو

یہ امر ناگوار گذرا۔ فرمایا تم نے میرے دراز گوش کو بیجا کیوں ایذا دی۔ تم تو ملک عجم کے علماء میں ہو تمہارا یہ حال ہے کہ میری مملوک شے یعنی دراز گوش کو میری موجودگی میں بے تقصور سزا دی اور ظلم کیا۔ خدا جانے اوس ملک کے عام لوگوں کا کیا حال ہوگا جب ایسے عالم ہیں۔ میں ایسے ملک میں جانا نہیں چاہتا۔ ہر چند سب ہمراہیوں نے اصرار سے التجا کی مگر آپ مانے اور اوسی مقام سے واپس ہو گئے۔ پس اوس وقت بقول صاحب لؤلؤۃ البحرین اصفہان کے امام الجمعہ میر باقر داماد ہے اور شیخ بہائی علیہ الرحمۃ وہاں کے شیخ الاسلامی کے عہدے پر ممتاز رہے ہے۔ اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ جناب مقدس عملی امور میں کس قدر احتیاط اور اجتناب فرماتے تھے۔ علم وفضل میں یہ فوقیت تھی کہ کتاب برہان شرح ارشاد۔ کتاب مجمع الفوائد۔ کتاب آیات الاحکام موسوم بزبدۃ البنیات وغیرہ جیسی عظیم المنزلت کتابیں آپکی تصنیف ہیں۔ اور جناب ملا سید محمد ملقب بہ شمس الدین مصنف کتاب مدارک الاحکام شرح شرائع الاسلام اور جناب ملا حسن بن زین الدین ملقب جمال الدین مصنف کتاب معالم الدین و ملاذ المجتہدین کتاب منتقی الجمان فی احادیث الصحاح والحسان جیسے فضلاء عالیمقام آنجناب کے شاگرد تھے کہ دونوں بزرگوار آنجناب کے وفور علم کا شہرہ سنکر عجم سے عراق میں آپکی شاگردی کا فیض پانے آئے۔ ان مراتب بزرگی اور مدارج فوقیت نے شاہ عباس سے عقیدتمند جوہر شناس تاجدار ایران کو مجبور کیا۔ کہ شوق وخلوص سے تعمیر کی ہوئی عالیشان شاہی مسجد کے محراب امامت کو آپ کے مقدس نورانی وجود سے منور کرے۔ مگر جناب مقدس کے تقدس وزہد نے شاہ کے دل مشتاق کو آرزو مند رکھا۔ توکل پسند طبیعت نے مزار مرتضوی ع کی دوری اور سفر وقت

کو گوارا نہ کر سکی۔ آپکے تقدس و پرہیزگاری کی انتہا نے مقدس اردبیلی آپکا نام مشہور
کر دیا تھا۔ جناب مجلسی رحمتہ اللہ نے بحارالانوار میں آنجناب کا ذکر ان لوگوں میں لکھا
ہے جن کو امام علیہ السلام سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا۔ اور مجتہدین میں صاحب کشف
و کرامات گذرے ہیں۔ کرامت کے بارے میں جناب مجلسی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں۔
ایک دفعہ جناب مقدس نے صحن نجف اشرف کے کنوئیں میں پانی کے لئے ڈول
ڈالا۔ جب باہر نکالا دیکھا کہ اشرفیوں سے بھرا ہے۔ اشرفیوں کو اوسی وقت کنوئیں
میں ڈال دیا۔ اور سر بلند کر کے عرض کیا۔ پروردگار تیرے بندے احمد کو پانی کی
خواہش ہے اشرفیوں کی نہیں۔ پھر کھینچا تو پانی نکلا۔ لکھا ہے کہ جناب مقدس
علیہ الرحمتہ قحط کے دنوں میں اپنی معاش فقرا اور مساکین کو تقسیم کر دیا کرتے تھے۔
اور ایک مسکین کے حصہ کے برابر اپنے واسطے رکھ لیتے تھے۔ ایک دفعہ قحط کی نہایت
شدت تھی۔ آپنے حسب معمول تقسیم کا سلسلہ جاری رکھا تھا۔ گھر میں بال بچوں کو
دقت ہوئی۔ جناب کی زوجہ نے ناراض ہو کر کہا۔ آپ ہمارا رزق دوسروں کو دیکر
ہمارے بچوں کو بھوکا رکھتے ہیں۔ آپنے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور مسجد کوفہ میں جا کر
اعتکاف نشین ہو گئے۔ دوسرے روز ایک شخص نہایت عمدہ گیہوں کے آٹے کی
گونیں بار کئے ہوئے آپکے دروازے پر آیا اور کہا یہ آٹا گھر کے مالک نے بھیجا
ہے جو مسجد کوفہ میں اعتکاف نشین ہے۔ جناب مقدس کی زوجہ نے خوش ہو کر
گھر میں رکھ لیا۔ جب اعتکاف سے فارغ ہو کر آپ آئے اور یہ قصہ سنا خداوند
تعالے کی درگاہ میں حمد و شکر بجا لائے۔ لکھا ہے کہ ایک رات جناب مقدس نے

خواب میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ اور آنحضرت صلعم کے
پاس حضرت موسٰی کلیم اللہ بھی تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا تم
کون ہو۔ جناب مقدس نے جواب دیا۔ میرا نام احمد ہے محمد کا بیٹا ہوں۔ اردبیل کا رہنے والا
فلاں کوچہ میں میرا فلاں مسکن ہے۔ جناب موسٰی نے فرمایا۔ میں نے صرف نام پوچھا تھا۔
اتنے لمبے جواب کی کیا وجہ۔ عرض کیا یا حضرت خدا نے آپ سے صرف اتنا پوچھا تھا۔ کہ
موسیٰ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے آپنے بھی تو جواب میں طول دیا تھا۔ یہ سن کر جناب موسٰی
حضرت رسالت مآب صلعم سے مخاطب ہوئے۔ کہ آپنے سچ فرمایا تھا۔ کہ میری
امت کے علما بنی اسرائیل کے پیغمبروں جیسے ہیں۔ جناب مقدس کی امام عم سے
ہمکلامی کا قصہ بہت کتابوں میں منقول ہے۔ جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ بحار الانوار
میں لکھتے ہیں نہایت معتبر طریقوں سے یہ واقعہ مجھ تک پہنچا ہے اور جناب مقدس کا ایک
شاگرد صاحب علم و عمل میر غلام تفرشی نام اپنا چشم دید لکھتا ہے۔ (انوار النعمانیہ میں
اس آدمی کا نام میر فیض اللہ تفرشی لکھا ہے) یہ شخص کہتا ہے کہ میں جناب مقدس علیہ الرحمتہ
سے پڑھا کرتا تھا اور صحن مزار شریف کے ایک حجرہ میں رہتا تھا۔ ایک دفعہ نصف
شب کے بعد مطالعہ سے فارغ ہو کر اٹھا اور باہر نکلا۔ دیکھا تاریکی بہت ہے اور ایک
شخص اوس تاریکی میں جناب امیر المومنینؑ کے مرقد پاک کی طرف جا رہا ہے۔ میں نے
سمجھا چور ہے اور مزار شریف کی قندیلوں کی تاک میں جاتا ہے۔ میں چپکے سے پیچھے
ہو لیا۔ جب وہ شخص روضۂ اقدس کے دروازے پر پہنچا کچھ فاصلہ سے کھڑا ہو گیا اتنے
میں دروازے کا قفل خود بخود گر پڑا اور دروازہ کھل گیا۔ اسی طرح دوسرا اور تیسرا

دروازہ خود بخود کھل گیا۔ تربت پاک پر کھڑے ہو کر جب زیارت پڑھی اور سلام کیا۔
تب آواز سے میں نے جانا کہ میرے اوستاد جناب مقدس اردبیلی ہیں۔ تربت سے سلام کا جواب
آیا۔ پھر کچھ آہستہ آہستہ علیہ باتیں کیں گویا کچھ پوچھتے تھے۔ پھر وہاں سے نکل کر مسجد کوفہ کی
طرف چلے۔ میں بھی پیچھے روانہ ہوا مگر اس طرح کہ آپکو معلوم نہ ہو۔ آپ محراب مسجد کوفہ کے
قریب جا کھڑے ہوئے اور زیارت و سلام کے بعد اوسی طرح بطریق سوال کچھ کہنا شروع
کیا۔ کسقدر تھوڑی دیر کھڑے رہے پھر وہاں سے واپس ہوئے اور نجف اشرف کا رخ کیا جب
دروازہ نجف پر پہنچے صبح کی روشنی شروع ہو گئی تھی۔ اوس وقت میں نے اپنے تئیں ظاہر کیا
اور آگے آکر بعد سلام عرض کیا۔ جناب آقا بندہ اس آمد و رفت میں اول سے آخر تک جناب کے
ساتھ تھا۔ فرمائیے کہ پہلے مقام میں آپ کس سے ہمکلام تھے اور مسجد کوفہ میں کس سے بات کی۔
پس آنجناب نے اظہار سے انکار کیا۔ مگر میرے اصرار پر پہلے مجھ سے عہد و اقرار لیا کہ آنجناب کی
تا زیست کسی پر ظاہر نہ کروں۔ پھر فرمایا۔ اے فرزند بعض مشتبہ مسائل جن میں مجھے شک
ہوتا ہے مزار شریف پر شب کے وقت جا کر امام علیہ السلام سے دریافت کر لیتا ہوں۔ آج
رات میرا سوال سن کر امامؑ نے فرمایا۔ ہمارا فرزند امام آخر الزمانؑ اس وقت مسجد کوفہ میں ہے
اوس سے دریافت کرو۔ چنانچہ میں مسجد کوفہ میں اوسی وقت گیا امام آخر الزمان علیہ السلام کو
وہاں پایا اور اون سے اپنے سوال کا جواب حاصل کیا۔ جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ نے اور
دیگر اکابر علمائے نے جناب مقدس علیہ الرحمتہ کے فضائل و حالات آقدس میں بہت سے
واقعات لکھے ہیں۔ مگر یہاں اون سب کے ذکر کا موقع مناسب طول کے اندیشہ سے نہیں۔ تبرکاً
مومنین کی فرحت خاطر کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

جناب مجلسی اعلیٰ اللہ مقامہ کو آنجناب کے فضائل و کمالات کی رفعت اور زہد و تقدس کی مبارک منزلت پر بلند ترین معاصرین دیکھ کر زمانے کی دور اندیش سلاطین نے اس رتبہ جلیلہ کے لئے تجویز کیا جو اس عہد میں بلند ترین مراتب تھا۔ یعنی دار الخلافہ اصفہان کی شیخ الاسلامی جس سے جملہ امور سلطنت پر کلی اختیارات بلکہ سلطان ملک اور ارکان دولت سب زیر فرمان تھے۔ اصفہان کی مسجد شاہی جس کا ذکر اوپر ہوا آنجناب کی امامت جمعہ اور جماعت کیلئے تھی۔ اس کے عالی شان وسیع صحن میں خلق خدا جمع ہو کر آپ کے مواعظ سے فیض پاتی تھی۔ تمام صحن علماء عارفین طلباء ماہرین شرفاء اور امراء شہر سے پر ہوتا تھا صاحب قصص العلماء لکھتے ہیں۔ کہ آنجناب رح کی مجالس درس اور مجالس مواعظ میں علماء جن بھی بہت سے فیض علمی حاصل کرنے آتے تھے۔ ہدایت اثر الفاظ میں احکام شرعی کا بیان اور عام فہم ملکی فارسی زبان میں فرائض و سنت امور دین کی توضیح مجالس عوام کے اندر اس دلپذیر طرز اور خاطر نشین انداز سے فرماتے تھے کہ تمام اہالی شہر ہر طبقہ کے لوگ زن و مرد صغیر و کبیر دین حق کے اصول و فروع سے باخبر روزمرہ کے مسائل ضروریہ۔ احکام حلال و حرام اور دیگر وراثی جزیہ امور سے آگاہ تھے۔ پنجگانہ نماز اور واجب روزوں کا پابندی ادا کرنا کسی خاص گروہ یا بوڑھوں کے لئے مخصوص نہ تھا بلکہ لکھا ہے ان امور میں جناب مجلسی کی بے انتہا کوشش کے باعث نماز جماعت میں سب قسم کے لوگ دکھائی دیتے تھے۔ دولتمند اغنیا نازک مزاج امرا بہ نسبت خستہ حال مساکین و غربا کے ایسے کاموں کے اہتمام میں زیادہ سرگرم معلوم ہوتے تھے۔ جوان لوگ ضعیف العمر بزرگوں کی

نسبت نوافل اور وظائف تعقیبات کے زیادہ حریص تھے۔ غرضیکہ آپ جیسے برگزیدہ صفات قدسی سمات نائب امام مجتہد وقت ہونیکی بدولت اصفہان بلکہ تمام ایران میں دین رسول مختار و طریق ائمہ اطہار کو پوری رونق و ترقی حاصل تھی۔ آنجناب کی قلم اور زبان کا خداداد زور مذہب حق کو اطراف عالم میں نہایت تیزی کے ساتھ پھیلا رہا تھا جہاں جہاں تصنیف و تالیف سے کوئی کتاب پہنچی۔ نور حق روشن کر کے ہزارہا بندگان خدا کو راہ راست دکھلایا۔ صراط مستقیم کا سیدھا پتہ دیکر جہنم کے شراروں سے بچایا اور بہشت کا حقدار بنایا۔

جناب مجلسی علیہ الرحمۃ کے ہمعصر علمائے مشاہیر

چونکہ ایران میں سلطنت علیہ صفویہ عرصہ دراز تک نہایت شان و شکوہ سے قائم رہی اس لئے مذہب اور علمائے مذہب کو اطمینان سے بے کھٹکے اس کی حمایت میں ترقی حاصل کرنیکا آزادانہ موقعہ ملا۔ اس سے پیشتر بھی بہت سے مجتہدین عظام علمائے اعلام صاحب تصانیف ہوئے۔ مگر کثرت و تعداد کے لحاظ سے اس عہد مبارک کے عہد کی نسبت بہت کم سنہ ۱۰۰۰ ہجری سے الف ثانی شروع ہوتا ہے۔ الف ثانی کے علماء کو اہل سیر علمائے متاخرین میں شمار کرتے ہیں۔ الف ثانی کا شروع سلطنت مذکورہ کا عالم شباب تھا۔ اس عہد کے مشہور فاضلوں میں مفصلۂ ذیل بزرگوار نامی گرامی ہیں۔ خاتم المجتہدین مولانا شیخ بہاء الدین محمد عاملی علیہ الرحمۃ کہ شیخ بہائی علیہ الرحمۃ کے نام سے معروف ہیں ۹۵۳ ہجری میں آپکی پیدائش اور ۱۰۳۰ ہجری میں وفات ہوئی۔ آپکے شاگردوں میں مشہور جلیل القدر

فاضل نکلے۔ دیگر عالم کامل ملا سید ماجد بحرانی رحمہ اللہ۔ استاد ملا محسن فیض۔ دیگر فاضل بیعدیل شیخ محمد بن حسن بن زین الدین شہید ثانی۔ دیگر شیخ عبد السلام شیخ حر عاملی کے والد۔ میر باقر داماد لمشیخ الاسلام اصفہان۔ مولانا سید حسین معروف بہ خلیفہ سلطان وزیر شاہ عباس صفوی۔ ملا محمد تقی مجلسی رح۔ مولانا محمد طاہر قمی مصنف حکمۃ العارفین۔ مولانا سید نظام الدین بن زین العابدین علیہ الرحمۃ۔ میر باقر داماد کے داماد بزرگوار ہیں یہ طبقہ اون علما کا ہے جو جناب مجلسی علیہ الرحمۃ سے پیشتر گیارھویں صدی کے نصف اول میں ہو گذرے اور بعض نے نصف دوم میں انتقال کیا۔ اور جن علما سے جناب مجلسی علیہ الرحمۃ یا آنجناب کے ہمعصروں نے تحصیل علم کیا وہ بھی اس میں شامل تھے۔ محمدین ثلثہ متاخرین یعنی جناب محمد بن مرتضیٰ المعروف بہ ملا محسن فیض کاشانی علیہ الرحمۃ۔ جناب شیخ محمد بن حسن بن علی بن محمد حر عاملی المعروف بہ حر عاملی اعلی اللہ مقامہ اور جناب ملا محمد باقر مجلسی اصفہانی بن ملا محمد تقی مجلسی اعلی اللہ مقامہ۔ یہ تقریبًا تینوں بزرگوار ایک زمانہ میں ہوئے ہیں جناب ملا محسن فیض نے گیارھویں صدی کے آخر ایک ہزار نوے کے بعد شاہ سلیمان صفوی کے عہد میں انتقال کیا۔ ملا صدرا کے شاگرد اور داماد بھی تھے۔ علم حدیث و فقہ میں ملا سید ماجد بحرانی کی شاگردی کی۔ دو سو کتاب کے قریب جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا آپکی تصانیف ہیں۔ تفسیر صافی کتاب الوافی۔ کتاب النوادر احادیث میں۔ کتاب مفاتیح الشرائع۔ کتاب تطہیر الاخلاق۔ علم الیقین۔ عین الیقین۔ کلمات مکنونہ۔ کتاب قرۃ العیون۔ جلاء القلوب۔ کتاب بشارۃ الشیعہ۔ کتاب نقد الاصول۔ کتاب اصول العقائد۔ منہاج النجاۃ۔ کتاب الخطب وغیرہ اور بہت کتابیں آنجناب کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہیں۔ جناب شیخ محمد بن حسن

حرعاملی علیہ الرحمتہ جناب مجلسی علیہ الرحمتہ کے پوتے ہمعصر ہیں سنہ ۱۰۳۳ھ میں آنجناب کی
پیدائش اور سنہ ۱۰۳۷ ہجری جناب مجلسی علیہ الرحمتہ کی پیدائش کا سال ہے۔ وفات کی تاریخ کا
ٹھیک پتہ کسی کتاب میں نہیں ملتا مگر وسائل الشیعہ کتاب کے اختتام کی تاریخ سے معلوم
ہوتا ہے کہ جناب مجلسی رح کی اور آنجناب کی وفات کا زمانہ کچھ بعید نہیں۔ کتاب مذکور کی
تاریخ اختتام سنہ ۱۰۹۵ ہجری لکھی ہے۔ پھر اس کے بعد بھی اور کئی کتابیں لکھیں اس لئے قریب قریب
زمانہ وفات ایک ہی ہوگا۔ تصنیفات آنجناب کی مذکور الصدر کتاب الوسائل چھ جلد۔
کتاب جواہر السنیہ۔ کتاب صحیفہ ثانیہ۔ کتاب ہدایتہ الامہ الی احکام الائمہ تین جلد۔
کتاب فوائد الطوسیہ۔ کتاب اثباۃ الہداۃ دو جلد۔ کتاب امل الآمل حالات علماء علاوہ
ازیں اور کتابیں اور مختصر رسالے بہت ہیں۔ اصل وطن آنجناب کا جبل عامل میں ایک
قریہ مشغر تھا۔ چالیس سال کی عمر تک اپنے بزرگوں اور دیگر کاملین سے تحصیل علم کرکے درس
و تصنیف کا شغل جاری رکھا اور وہیں رہے۔ پھر عراق میں آکر ائمہ معصومین ع کے مزارات
کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ یہاں سے ملک عجم میں امام رضا علیہ السلام کے روضہ
اقدس کی زیارت کے لئے پہنچے۔ چوبیس سال تک یہیں مقام رہا۔ بعد ازاں جناب مجلسی رح
اور مجتہدین کاملین کی ملاقات کے اشتیاق میں اصفہان تشریف لیگئے۔ صاحب قصص العلما
لکھتے ہیں۔ کہ جب ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ درجاتہ نے آنجناب کے اصفہان میں تشریف
لانے کی خبر سنی بہت خوش ہوئے۔ تعظیم و توقیر کا بہت کچھ اہتمام کیا۔ خوب
عزت و احترام سے ٹھیرایا۔ خاطر و مدارات کی شرائط قدر و مرتبہ مہمان کے موافق
ادا کیں۔ بادشاہ اگرچہ پہلے سے جناب شیخ کے فضائل و مراتب کو جانتا تھا مگر جناب

مجلسی علیہ الرحمۃ نے وقت ملاقات بہت سی تعریف و توصیف کے بعد جناب شیخ کی تشریف آوری سے بادشاہ کو مطلع کیا۔ نیک نہاد بادشاہ دوسرے روز صبح کو زیارت و ملاقات کیلئے جناب شیخ کی فرودگاہ پر حاضر ہوئے۔ نہایت تعظیم و ادب سے عالمانہ احترام کے ساتھ ملاقات کی۔ اختلاط و اعتقاد کی رسمی گفتگو کے بعد شاہ مرخص ہو کر رخصت ہوئے۔ جناب شیخ نے خیال کیا کہ بادشاہ اگرچہ صاحب سریر و سلطنت ہیں لیکن بحیثیت ایک مرد دیندار مومن ہونیکے اس کی بازدید کو جانا لازم ہے۔ جناب مجلسی سے اس کا ذکر نہ کیا۔ اور دوسرے روز ملاقات بازدید کے لئے بادشاہی محل کو تشریف لیگئے۔ چوبدار نے اطلاع دی بادشاہ سنکر حیران ہوئے۔ آخر سوچا کہ جناب شیخ اس ملک کے رسم و آداب سے آگاہ نہیں ہیں نئے تشریف لائے ہیں۔ کہلا بھیجا دس روز کے بعد تشریف آوری کی تکلیف فرمائیں تو مناسب ہو۔ آپ واپس ہوئے اور دس روز کے بعد جناب مجلسی علیہ الرحمۃ کے ہمراہ تشریف لیگئے علمائے سے ملاقات شاہی کا آداب اس وقت یہ تھا کہ احترام شاہی کو مدنظر رکھ کر عالم مسند شاہی کے فرش پر نہ بیٹھتے تھے ان کے لئے الگ بیٹھنے کی جگہ مکلف مقرر ہوتی تھی اور بادشاہ خود عالم کے ادب سے مسند چھوڑ کر بیٹھتے تھے۔ جناب شیخ رحمۃ اللہ بناء افقیت کی وجہ سے مسند شاہی کے اوپر بیٹھ گئے۔ جناب مجلسی علیہ الرحمۃ اور دیگر اہل مجلس اپنی اپنی رتبہ سے مقررہ مقاموں پر جاگزیں ہوئے۔ جناب شیخ علیہ الرحمۃ کے بیجا بیٹھنے سے بادشاہ نے کشیدہ خاطر ہو کر تعریضا کچھ کہا۔ جناب شیخ علیہ الرحمۃ نے ترکی بہ ترکی دلیرانہ جواب دیا۔ بادشاہ سن کر خاموش ہو گئے اور سر جھکا لیا۔ آتے لگتے راستے میں جناب مجلسی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ اے جناب درشت کلامی بادشاہ وقت کے ساتھ مناسب نہ تھی۔ فرمایا اس معاملہ میں آپ چشم پوشی نہ کیجئے خود جناب

آگاہ ہیں کہ حقیقی مالک ملک اور اصلی شاہنشاہ عالم و عالمیان خداوند تعالےٰ شانہ ہے۔ یہ ہر دو بزرگوار آپس میں صاحب تجازی ہیں۔ اصطلاح درایت میں اس کا یہ مطلب ہے کہ دو ہمعصر مجتہد ایک دوسرے کو اجازۂ اجتہاد و روایت دیں۔ چنانچہ جناب شیخ اعلی اللہ مقامہ امل الآمل میں تحریر فرماتے ہیں۔ مولانا علامہ محمد باقر مجلسی خدا اون کو سلامت رکھے اون بزرگواروں میں اخیر ہیں جنہوں نے مجھے اجازہ عطا کیا۔ خود آنجناب نے جو اجازہ جناب مجلسی علیہ الرحمۃ کے لئے تحریر فرمایا اوس کی تاریخ یکم جمادی الثانی سنہ ۱۰۸۵ ہجری ہے۔

دیگر جناب مجلسیؒ کے ہمعصر اصفہان کے مشہور عالم مولانا ابو تراب اصفہانیؒ تھے۔ یہ بزرگوار اکثر جناب مجلسیؒ کی مصاحبت میں رہتے تھے۔ سلسلہ محبت و اتحاد آپس میں بدرجہ کمال تھا۔ فقہ اور حدیث کا درس آپ کا شغل تھا۔ اتفاق سے آپ کی وفات بھی اوسی سال ہوئی جس سال جناب مجلسیؒ نے جہان فانی سے کوچ کیا۔

دیگر آنجناب کے معاصرین میں فاضل یگانہ جناب مولانا میرزا علاء الدین گلستانہ معروف بہ فاضل گلستانہ تھے۔ جناب مجلسیؒ کو ان سے رشتۂ دامادی بھی تھا یعنی انکی خواہر آنجناب کی زوجہ تھیں۔ آپکی کتاب حدائق الحقائق شرح نہج البلاغۃ بیس جلدوں میں آپکے کمال علم و فضل پر شاہد ہے۔ دنیاوی لحاظ سے اپنے زمانہ میں امراء شہر سے شمار ہوتے تھے۔ وفات آپ کی جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ سے ایک سال پیشتر سنہ ۱۱۰۱ ہجری میں واقع ہوئی۔

جناب مستطاب مولانا سید نعمت اللہ جزائری علیہ الرحمۃ جن کا ذکر پہلے جناب مجلسی کے شاگردوں میں گذر چکا ہے زمانہ حیات کے لحاظ سے آنجناب کے معاصرین میں شمار ہوتے

ہیں۔ وفات آپ کی سنہ ۱۰۱۲ ہجری میں اپنے استاد کی وفات سے ایک سال بعد
میں واقع ہوئی۔

عمدۃ المحققین مولانا آقا جمال الدین بن جناب آقا حسین خوانساری رحمۃ اللہ
فضلاء کاملین میں منتخب جناب مجلسی علیہ الرحمۃ کے ہمعصر تھے۔ آپکے درسگاہ اصفہان
میں مشہور و معروف تھے۔ وہاں کے تعلیم یافتہ جناب کے شاگرد بڑے بڑے علما اور مجتہد
ہوئے۔ سنہ ۱۱۲۱ ہجری میں جناب مجلسی مرحوم کے بعد آپنے وفات پائی۔ فقہ کی درسی عربی
کتابوں پر محققانہ حواشی اپنی قابلیت علمی کی یادگار باقی چھوڑے۔ جناب مجلسی مرحوم
کے ابتدائی زمانہ میں اصفہان کے اندر شہرت و سرگردگی اقران کا فخر مولانا آقا جمال الدین
مرحوم کے والد بزرگوار جناب آقا حسین خوانساری کو حاصل تھا۔ صاحب قرانی شاہ عباس
ثانی کے مدرسہ کی تدریس و تولیت آنجناب کے سپرد تھی معقول و منقول حکمت فلسفہ وغیرہ
تمام علوم میں اعلیٰ قابلیت عام واقفیت کے باعث استاد الکل فی الکل مشہور ہوگئے تھے
سنہ ۱۰۹۸ ہجری میں آپنے رحلت فرمائی۔ مصرعہ عربی قال رضوان لہ ادخل جنتی میں ادخل
جنتی سے وفات کی تاریخ نکلتی ہے۔ آپکا خاندان بھی مثل جناب مجلسی مرحوم کے
علم کا قدیم مسکن تھا اولاد میں بہت دور تک علم کے دریا جاری ہوئے۔ شاگردوں میں
بہت سے جلیل القدر عالم اور مجتہد نکلے۔ چنانچہ مولانا شیخ جعفر علیہ الرحمۃ جناب مجلسی مرحوم
کے ہمعصر فاضل آنجناب کے لائق و فائق شاگرد اصفہان میں عہدۂ قضا پر ممتاز تھے
جناب میرزا محمد بن حسن معروف بہ ملا میرزا ملا محمد تقی مجلسی کے داماد۔ جناب آقا خوانساری
کے شاگرد رشید بہت سی تصانیف کے مصنف علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ کے معاصرین

میں کمال علم وفضل کے اندر شہرۂ آفاق تھے۔ دیگر جناب ملا مسیح بن اسمعیل رحمۃ اللہ معروف بہ ملا مسیحا جناب مجلسی مرحوم کے ہمعصر فقیہ کامل ادیب فاضل آقائی خوانساری اعلی اللہ مقامہ کے یگانہ شاگردوں میں تھے عربی انشا پردازی میں یکتائے زمانہ ہوئے۔ چنانچہ شاہ سلیمان صفوی اور شاہ سلطان صفوی کی تخت نشینی کے موقع پر انہیں بزرگوار کا تالیف کیا ہوا خطبہ پڑھا گیا تھا۔ شیراز کے شیخ الاسلام اور مدرسہ شاہی میں مدرس علوم دینی تھے۔

علماء مذکورین کے علاوہ اور بہت سے جلیل القدر اہل علم وفضل جناب آقائی مرحوم کے شاگرد جناب مجلسی علیہ الرحمۃ کے وقت موجود تھے۔

دیگر جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کے ہمعصر علامہ محدث جناب سید ہاشم معروف بہ علامۂ محدث تھے۔ صاحب لولوۃ البحرین لکھتے ہیں کہ ان کے زمانہ میں ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ کے سوا اور کوئی ان سے بڑھ کر علم حدیث وفقہ کا حاوی نہ تھا۔ آنجناب کی تصنیفات بہت سی مشہور ہیں کتاب البرہان فی تفسیر القرآن چھ جلد۔ کتاب الہادی۔ کتاب ضیاء النادی دو جلد کتاب غایۃ المرام فی تعیین الامام۔ کتاب معالم الزلفی۔ کتاب مدینۃ المعجزات۔ کتاب در النضید فی احوال حسین الشہید۔ کتاب المعالم والعلماء۔ کتاب حلیۃ الابرار۔ کتاب مناقب الشیعہ۔ کتاب نزہۃ الابرار۔ کتاب نسب عمر وغیرہ وغیرہ۔ اس علم وفضل کے علاوہ دنیاوی وجاہت میں اپنے شہر کے قاضی اور خود مختار حاکم تھے۔ ۱۱۰۷ھ ہجری میں جناب مجلسی مرحوم سے دو سال پیشتر جہان فانی سے ملک جاودانی کو کوچ کیا۔

دیگر جناب مجلسی مرحوم کے مشہور معاصرین میں مولانا میرزا محمد رفیع قزوینی علیہ الرحمۃ

مصنف کتاب مستطاب ابواب الجنان ہیں جملہ ماہرین فصاحت وبلاغت قائل ہیں کہ رنگینی عبارت اور خوش بیانی میں یہ کتاب لاجواب ہے۔ احادیث وآیات قرآنی کے مضامین ایسے دلکش پیرایہ میں ادا کرنا سوائے ان بزرگوار کے اور کسی فاضل سے نہیں ہوا کتاب مذکور جناب مصنف رحمۃ اللہ نے سنہ ۱۰۰۳ ہجری میں بعہد شاہ سلیمان صفوی تحریر فرمائی۔ شاہ عباس صفوی اور سلیم خان کی لڑائی کے واقعہ کو مثنوی کے طور نہایت رنگین فارسی میں تحریر کیا ہے کہ خوبی نظم میں یہ کتاب بے نظیر نہیں رکھتی۔ آنجناب نے اوقات زندگی کو زیادہ تر وعظ وپند اور مشاغل علمی میں بسر کیا۔ گیارھویں صدی کے اخیر میں جس سال شاہ سلطان حسین صفوی تخت نشین ہوا آپنے جہان فانی سے رحلت فرمائی۔

دیگر جناب شیخ حر عاملی علیہ الرحمۃ کے حقیقی بھائی جناب شیخ علی بن حسن اور جناب شیخ احمد بن حسن عاملی رحمہما اللہ جناب مجلسی کے ہمعصر فاضل تھے مگر شیخ علی مرحوم نے تحصیل علم کے بعد عالم شباب میں انتقال کیا۔ تصنیف وتالیف کی مہلت موت نے نہ دی۔ جناب شیخ احمد مرحوم کی تصنیفات کتاب تفسیر القرآن۔ کتاب تاریخ کبیر۔ کتاب تاریخ صغیر وغیرہ بڑی بڑی کتابیں ہیں۔

دیگر آنجناب مرحوم کے ہمعصر جناب شیخ احمد بن شیخ محمد بحرانی رحمہ اللہ کہ علم دینیات کے علاوہ علوم عقلی فلکیات۔ ریاضیات۔ ہیئت وہندسہ میں بے نظیر فاضل تھے جب آپ اصفہان میں وارد ہوئے ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ سے اجازۂ اجتہاد وروایت حاصل کیا۔ جناب مجلسی مرحوم نے عبارت اجازہ کے اندر آپکے علم وفضل کی بہت تعریف فرمائی ہے کتاب ریاض المدلائل نقہ میں آنجناب کی تصنیف ہے سنہ ۱۱۰۲ ہجری میں آنجناب نے

وفات پائی۔

دیگر جناب مجلسی مرحوم کے ہمعصر فاضل محقق شیخ ابراہیم بن عبداللہ جیلانی مرحوم تھے کہ جیلان کے شہر لاہیجان میں آپکی سکونت تھی۔ علوم ظاہری اور انوار باطنی کی برکت نے دور دور تک نام نامی مشہور کر رکھا تھا۔ ۱۱۱۹ھ میں آپ نے دار فنا سے کوچ کیا۔

دیگر جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کے سرآمد روزگار معاصرین فاضلین سے مولانا صدرالدین علی معروف بہ سید علی خاں مدنی علیہ الرحمۃ تھے کہ علوم عربیہ اور فنون ادبیہ میں بے نظیر صاحب کمال ہوئے عربی زبان کے شعر و انشا میں اس وجہ فوقیت تھی کہ آنجناب کے برابر فصیح البیان اوس وقت عرب و عجم میں کوئی نہ تھا۔ آپکے اجداد میں میر منصور غیاث الدین محمد مدینہ سے آکر شیراز میں آباد ہوئے تھے۔ میر موصوف نے قابلیت علمی کے سبب عجم میں بہت شہرت پائی۔ شیراز میں انکے نام سے ابتک مدرسہ منصوریہ مشہور ہے۔ سید علی خاں مرحوم کے والد میر نظام الدین مرحوم دکن کے نامی وزیر میر جملہ کے بلائے ہوئے دکن میں تشریف لائے تھے۔ شاہ دکن عبداللہ قطب شاہ کی بیٹی سے ان کی شادی ہوئی۔ مگر سید علیخاں اس بیوی سے نہ تھے۔ بلکہ مدینۂ منورہ میں جب میر نظام الدین اپنے والد میر معصوم علی کے ساتھ مقیم تھے وہاں ایک نکاح کیا تھا اوس سے میر سید علیخاں متولد ہوئے وہیں تربیت پائی اور علم حاصل کیا اس سے آپکا لقب مدنی ہو گیا۔ سنہ ۱۰۵۲ ہجری آنجناب کی پیدائش کا سال ہے سنہ ۱۰۶۸ ہجری میں تحصیل علوم سے فراغت پاکر حیدرآباد میں اپنے والد بزرگوار میر نظام الدین کے پاس آگئے مگر یہاں اطمینان و آرام سے رہنا نہ ہوا کیونکہ تھوڑے ہی دنوں میں سلطان عبداللہ قطب شاہ والی دکن مر گیا۔ ابوالحسن اوس کی جگہ تخت نشین ہوا۔ اس نے ایک سال

بعد آنجناب کے والد میر نظام الدین انتقال کر گئے تو شاہ ابو الحسن نے بسبب کسی سابقہ عداوت کے
انکے متعلقین کو اپنی قلمرو سے نکال دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ میر سید علی خاں مدنی نے شاہ
اورنگ زیب کو اس امر کی شکایت لکھی۔ شاہ مذکور نے ابو الحسن والئے دکن کو فرمان بھیجا
کہ میر سید علیخاں مدنی کو مع عیال و اطفال عزت و توقیر سے ہمارے پاس روانہ کردو۔ جب
آپ شاہ اورنگ زیب کے پاس پہنچے تو عنایات و التفات خسروانی سے سرفراز ہو کر اورنگ آباد
میں دو ہزار سواروں کی افسری کا منصب جلیل حاصل کیا۔ بعد ازاں صوبہ برار کی حکومت
پر مامور ہوئے۔ اشغال علمی کی مصروفیت کے باعث اس کام پر دل نہ لگا استعفا دیدیا۔ اور
بحکم شاہی برہان پور کے دیوانی عہدے پر مقرر ہوئے۔ کچھ عرصے کے بعد دل برداشتہ ہو کر
بادشاہ سے حج کی اجازت لی۔ اور مع اہل و عیال مکہ معظمہ کو روانہ ہو گئے۔ وہاں سے عتبات
عالیات کی زیارت کرتے ہوئے مشہد مقدس میں آئے۔ پھر دار السلطنت اصفہان پہنچے
جناب مجلسی علیہ الرحمۃ کی ملاقات سے مشرف ہوئے۔ دربار میں گئے تو دنیاوی وجاہت اور
علمی قابلیت کے لحاظ سے بہت کچھ عزت و مدارات ہوئی۔ شاہ سلطان حسین صفوی نے
بڑے اکرام و اعزاز سے اپنی مصاحبت میں رکھا۔ اقامت اصفہان کے زمانے میں
جناب مجلسی مرحوم کے ساتھ خلوص و محبت کی مجلسیں تذکرہ علم کی صحبتیں خوب گرم رہیں۔ آخر
وطن اصلی کے شوق میں ملازمت شاہی چھوڑ کر شیراز پہنچ گئے۔ باقی عمر اپنے پرانے
آبائی مدرسہ منصوریہ میں مشاغل علمی اور تعلیم و تدریس کے کام میں بسر کی۔ اور یہیں
انتقال کیا۔ مشہور تصانیف آپکی کتاب ریاض السالکین شرح صحیفہ حضرت سید
الساجدین ع۔ کتاب سلافۃ العصر فی محاسن اعیان العصر۔ کتاب انوار الربیع فی انواع البدیع

کتاب حدائق ندیہ۔ کتاب سلوۃ الغریب۔ کتاب الدرجات الرفیعہ۔ کتاب الکلم الطیب والغیث الصیب اور دیوان اشعار۔

دیگر جناب مجلسی مرحوم کے ہمعصر فاضل عالیقدر جناب مولانا شاہ محمد شیرازی رحمۃ اللہ تھے آپکی تصانیف گرانمایہ مثل روضۃ العارفین و شرح صحیفہ حضرت سید الساجدینؑ وغیرہ آپکی علمی قابلیت اور علوم معرفت پر گواہ ہیں۔ آپ اصل باشندے اصفہان کے تھے شیراز میں سکونت اختیار کرلی تھی اس لئے شیرازی مشہور ہوگئے۔ ایک سو تیس سال اپنے عمر طبعی پائی لیکن عنایت الٰہی و توفیق ایزدی سے از اول تا آخر عمر خدمت دین میں مصروف رہے۔ ہمیشہ تدریس و تعلیم تحریر و تصنیف کا شغل جاری رہتا تھا۔

دیگر آنجناب کے ہمعصر فاضل جلیل مولانا شیخ احمد بن عبد الرضا بصری مرحوم تھے۔ شیخ حر عاملیؒ کے شاگردوں میں سب سے بڑھ کر فاضل ہوئے ہیں خصوصاً علم انساب و رجال میں خوب کمال رکھتے تھے۔ کتاب فائق المقال فی الحدیث والرجال آپکی تصنیف مشہور کتاب ہے۔ اسی کتاب میں بعض محدثین کے حافظہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنے حافظہ کی نسبت فرماتے ہیں ایک ہزار حدیث مع سلسلۂ اسناد کے یاد ہے اور بارہ ہزار حدیثیں بغیر سلسلۂ اسناد میرے حافظہ میں موجود ہیں حالانکہ عیال و اطفال کیلئے تحصیل معاش کی فکر میں پریشان رہتا ہوں اگر اطمینان سے ملک عرب میں رہنا میسر ہوتا تو بہت کچھ کمال حاصل کرلیتا۔ اس وقت آپ ہندوستان میں والئی حیدرآباد دکن کے پاس مقیم تھے۔

دیگر جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کے معاصرین باکمال میں جناب مولانا محمد مومن بن محمد قاسم شیرازی تھے آپنے سن بلوغ سے پیشتر فارغ التحصیل ہوکر تصنیف کا سلسلہ شروع کردیا تھا

چنانچہ علم نحو میں جامع المسائل النحویہ شرح صمدیہ سب سے پہلی تصنیف ہو کہ بالغ ہونے سے پہلے لکھ چکے تھے۔ پھر اور اور بڑی کتابیں مثل مجالس الابرار و مجالس الاخیار زبردست جامع کتاب سات جلدوں میں لکھی۔ کتاب قرۃ العین و سبکۃ اللجین آیات و احادیث کی توجیہ و تشریح میں سنہ ۱۱۰۱ ہجری میں لکھ کر تمام کی۔ کتاب جنات الفردوس۔ کتاب طرب المجالس۔ کتاب مادۃ الحیوۃ۔ کتاب مدینۃ العلم۔ کتاب طیف الخیال فی مناظرۃ العلم والمال وغیرہ وغیرہ اور ان کے علاوہ کئی ایک کتابیں آنجناب کی یادگار ہیں۔

دیگر آپ کے ہمعصر فاضل لاثانی شیخ سلیمان بن عبد اللہ بحرانی ہیں۔ اپنے وطن بحرین میں صاحب ریاست و حکومت تھے صاحب لؤلؤۃ البحرین لکھتے ہیں سنہ ۱۰۷۵ ہجری میں آپکی پیدائش ہوئی۔ خوبی حفظ و ذہانت سے سات برس کی عمر میں قرآن شریف حفظ کر لیا۔ اور بعد ازاں تحصیل علم کی طرف رجوع ہوئے تقریباً اٹھاون رسالے اور کتابیں آپ کی تصنیف ہیں۔ خوبی بیان اور فصاحت کلام میں اپنے زمانے کے یکتا ہو گذرے۔ آخر سنہ ۱۱۲۱ ہجری میں ہستی مستعار سے دست بردار ہو کر راہی جنت ہوئے۔

دیگر جناب مجلسی مرحوم کے معاصرین روزگار میں فاضل کامل مولانا شیخ علی بن حسن تھے لؤلؤۃ البحرین میں لکھا ہے کہ فاضل مذکور معقولات و عربیہ میں بہت کمال رکھتے تھے اپنے وطن بلاد میں امام جمعہ و جماعت اور صاحب درس تھے۔

دیگر آپ کے ہمعصر فاضل مولانا شیخ احمد بن صالح بحرانی تھے۔ لؤلؤۃ البحرین میں لکھا ہے کہ آپ ملک دکن میں شیخ جعفر بن کمال الدین کے بعد انکی جگہ عالم شاہی حاکم دین مقرر ہوئے جب دکن پر اورنگ زیب کا دخل ہو گیا آپ وہاں سے شیراز میں آ گئے اور عرصہ تک تعلیم و امامت

جمعہ و جماعت کرتے رہے۔ آخر ۱۱۲۱ہجری میں داعی اجل کو لبیک کہا اور رخصت ہوگئے۔

دیگر صاحب فضل و کمال آنجناب کے ہمعصر مولانا سید قوام الدین سیفی قزوینی علم حدیث و تفسیر میں پوری مہارت تھی۔ فقہ کی مشہور کتاب لمعہ و مشقیہ کو کمال فصاحت اور بلاغت کے ساتھ نظم کیا ہے۔ تخلص آپ کا سیفی تھا کچھ مدت آپ اصفہان میں رہے پھر اپنے وطن قزوین میں چلے گئے۔

دیگر آنجناب کے ہم زمانہ فاضل یگانہ مولانا شیخ محمد جعفر بن عبد اللہ اصفہانی رح تھے۔ قابلیت کے لحاظ سے ہر علم میں آپکو پوری مہارت حاصل تھی۔ دنیاوی حیثیت میں آپ استاد العلما جناب مولانا آقا حسین خوانساری رح کے داماد اور شاگرد تھے۔ ایک وقت میں آپ اصفہان کے قاضی اور شیخ الاسلام بھی رہ چکے تھے۔ شرح لمعہ وغیرہ فقہ کی بڑی بڑی کتابوں پر آپکے محققانہ حاشیے موجود ہیں۔

دیگر آنجناب رح کے معاصرین میں اخوند ملا محمد گیلانی معروف بہ سراب ہوئے ہیں کہ اوس وقت اصفہان میں آپ مجتہد عصر صاحب صلاح و تقویٰ مشہور تھے۔

دیگر آنجناب مرحوم کے معاصرین فاضلین میں مولانا محمد شفیع بن فرج جیلانی مرحوم تھے کہ فقہ و حدیث میں کمال دسترس کے باعث شہرۂ آفاق ہوگئے تھے۔ ملا حیدر علی مجلسی مرحوم نے اپنے رسالہ نسب میں لکھتے ہیں کہ مولانا مذکور کو جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کے خاندان سے کسی دور سلسلہ میں جاکر رشتۂ دامادی تھا۔

دیگر جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کے معاصرین میں جناب مولانا شیخ ابراہیم عاملی ہیں کہ قسطنطنیہ میں مقیم تھے۔

دیگر سید جلیل عالم نبیل علی ابن خلف بن مطلب موسوی مصنف کتاب خیر المقال۔ کتاب نکت البیان۔ کتاب نور المبین تفسیر القران وغیرہ وغیرہ۔

دیگر آنجناب کے صاحب کمال ہمعصر مولانا شیخ فخر الدین مصنف کتاب لغت۔ مجمع البحرین کتاب یاسین طریحی کہ جناب غوث کو سے مجلسی مرحوم کے زمانہ شباب میں ۱۰۸۵ھ کے اندر انتقال کیا۔

دیگر ہمعصر آنجناب کے فاضل جلیل القدر مولانا شیخ محمد بن علی حسینی عاملی تھے جو اوس وقت ملک کشمیر میں مقیم تھے۔ درس و تعلیم وعظ و تلقین سے اشاعت دین مبین کرتے تھے۔

دیگر معاصر جلیل القدر مولانا سید محمد بن علی بن یحیی موسوی مشہد مقدس میں قاضی تھے۔

دیگر آنجناب کے معاصر عظیم المنزلت مولانا شیخ محمد بن علی بن محمود عاملی تھے کہ بطلب والئے دکن اصفہان سے حیدرآباد تشریف لائے۔ بادشاہ کی طرف سے امور دینی اور لوازم شرعی کا اہتمام آپ کے سپرد ہوا۔ مولانا سید علی مدنی جن کا پیشتر ذکر ہو چکا ہے اوس وقت دکن میں تھے اور بہ آپ سے تحصیل علم کرتے تھے۔ علماء مذکورین کے سوا اوس وقت اور بہت سے صاحب علم و کمال آپ کے ہمعصر دیگر بلاد و امصار میں صاحب اجتہاد۔ قاضی۔ مفتی اور شیخ الاسلام تھے۔ مگر جسقدر صاحب بہرہ چاشنی گیر علم تھے جناب ملا باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ کو اپنے سے اولے اور افضل تسلیم کرتے تھے۔ آپ کی علمیت بے پایاں مہارت وسیع تقدس بے حساب زہد و تقوے لاجواب کے قائل تھے۔ کسی اہل زمانہ فاضل سے فاضل کو ہرگز یہ جرأت نہ ہوتی تھی۔ کہ ہمسری کے دعوے میں لاف زنی کرے اور آنجناب اعلی اللہ مقامہ کی تحریر و تقریر پر حرف گیری کے لئے اپنی زبان کھولے یا نکتہ چینی کے لئے قلم اوٹھائے۔

جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہم کی اولاد امجاد

ملا حیدر علی مجلسی رحمۃ اللہ علیہ سلالۃ الانساب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جناب آخوند مجلسی مرحوم
صاحب اولاد کثیر تھے مگر آنجناب کے اطفال سے چار بیٹے زندہ رہے اور حد کمال کو پہنچے۔ دختری
اولاد اس سے زیادہ آپ نے پیچھے چھوڑی۔ بڑے بیٹے جناب مرحوم کے میرزا محمد صادق فاضل جلیل
میرزا علاء الدین گلستانہ مذکور الذکر کی خواہر محترمہ کے بطن سے۔ دوسرے پسر جناب میرزا محمد رضا
معروف بہ فاضل آقاقی۔ میرزا ابوطالب خان نہاوندی مرحوم کی خواہر کے شکم سے۔ دو بیٹے
ملا محمد جعفر اور ملا عبد اللہ آنجناب کی ایک کنیز سے تھے۔ ان چاروں بزرگواروں کی قابلیت
علمی کا حال نظرِ قاصر سے نہیں گزرا۔ فاضل مذکور میرزا علاء الدین گلستانہ مرحوم کی خواہر محترمہ کے
بطن مبارک سے آنجناب مرحوم کی دو دختر تھیں جو ایک انمیں سے عالم جید میر محمد صالح خاتون آبادی کی
زوجہ تھیں۔ جناب مجلسی مرحوم کے یہ داماد علم و فضل۔ زہد و تقوی میں مشہور زمانہ تھے
خاتون آباد اصفہان کے متصل ایک قریہ ہے وہاں کے رہنے والے خاندان اہل علم سے تھے۔
اصفہان میں آکر جناب مجلسی مرحوم سے فقہ و حدیث میں کمال حاصل کرکے اجازۂ اجتہاد و
روایت حاصل کیا۔ جناب مجلسی مرحوم کے بعد اصفہان کے شیخ الاسلام مقرر کیے گئے
انکی اولاد میں یعنی جناب مجلسی مرحوم کے نواسے کئی ایک فاضل صاحب اجتہاد ہوئے۔
چنانچہ میر محمد صالح مرحوم کے بڑے بیٹے میر محمد حسین علم و فضل کے دریائے ذخار تھے۔ انہوں نے
اپنے جدِ مادری جناب مجلسی مرحوم کے سایۂ شفقت میں پرورش پائی۔ آنجناب سے اور
جناب آقا حسین خوانساری علیہ الرحمۃ سے علم و فضل حاصل کرکے درجۂ اجتہاد پر پہنچے۔ صاحب

تصنیف وتالیف تھی۔ اپنے والد بزرگوار کے بعد اصفہان کے شیخ الاسلام مقرر ہوئے آخر سنہ ۱۱۱۵ ہجری میں اسی شہر کے اندر انتقال کیا۔ میر محمد حسین مرحوم کے فرزند ارجمند میر عبد الباقی مرحوم عالم باکمال معقول ومنقول کے حاوی فقہ وحدیث میں بے مثال صاحب اجتہاد وفتوی تھے۔ علی ہذا القیاس اس خاندان میں دور تک علم کا دریا بہتا چلا گیا ہے۔

دوسری دختر محترمہ جناب مجلسی مرحوم کی جو کہ میرزا علاء الدین گلستانہ کی خواہر کے بطن سے تھی۔ آنجناب کے بڑے بھائی فاضل جلیل ملا عزیز اللہ مرحوم کے بیٹے ملا محمد کاظم رحمۃ اللہ کی زوجہ تھی۔ یہ بزرگوار بھی علم وکمال میں اپنے ہمسروں سے کم نہ تھے۔ جناب مجلسی مرحوم کے سایہ عاطفت میں فیض تعلیم پاکر فقہاء کاملین کے زمرے میں شامل تھی۔ آگے ان کے فرزند رشید ملا محمد تقی علی مقامہ ایسے جلیل الشان فاضل نکلے کہ قابلیت علمی اور ذکاوت طبعی میں یکتائے زمانہ تھے جناب آنجناب کی تصنیف کتاب بہجۃ الاولیا امام آخر الزماں علیہ السلام کے حالات میں آپکی اعلی فضیلت پر گواہ ہے سنہ ۱۰۵۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۱۱۵ ہجری میں انتقال فرمایا۔ ملا محمد تقی مرحوم کے بیٹے ملا عزیز اللہ مرحوم عالم کامل فقیہ عالم صاحب تقوی وصلاح تھے۔ پھر ملا عزیز اللہ مرحوم کے خلف رشید ملا حیدر علی مجلسی مرحوم علوم دینی میں کمالات ظاہری اور باطنی سے آراستہ فخر خاندان پیدا ہوئے۔ ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۱۲۷ ہجری میں آپکی ولادت ہوئی۔ صاحب کتاب شذور العقیان لکھتے ہیں کہ ملا حیدر علی مجلسی مرحوم مشہور فاضلوں میں سے تھے علم فقہ۔ حدیث۔ کلام۔ اصول اور فن انشا اور ادب میں پورا کمال حاصل تھا۔ مسکن قدیم وطن آبائی دار العلم اصفہان میں مدت العمر بڑی احترام سے بسر کی۔ اپنے سلسلۂ نسب اور علماء خاندان کے حالات سے بہت

اچھی واقفیت رکھتے تھے۔ چنانچہ آپنے انساب کے بیان میں مفصل رسالہ لکھا ہے۔ آنجناب مرحوم کے پانچ بیٹے تھے۔ ہر ایک علم و فضل میں درجہ کمال پر فائز تھا۔ بڑے سب میں جناب مجلسی میرزا محمد علی مرحوم۔ ان سے چھوٹے میرزا محمد کاظم مجلسی مرحوم۔ پھر میرزا محمد تقی مجلسی مرحوم ان سے چھوٹے جناب میرزا عزیز اللہ مجلسی مرحوم اور سب میں چھوٹے میرزا محمد صالح مجلسی معروف بہ آقائے بزرگ تھے۔

جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کی ایک دختر علاوہ مذکورۃ الصدر کے اور بھی کہ ملا محمد قاسم بن محمد رضا ہزار جریبی مرحوم کی زوجہ تھی۔ صاحب شذور العقیان لکھتے ہیں کہ مولانا محمد قاسم موصوف علم و فضل میں مشہور بزرگوار تھے۔ کئی کتابیں اور رسالے علوم دینی میں آنجناب کی تصنیف و تالیف ہیں۔

جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کی وفات کا بیان

آنجناب مرحوم کے شاگرد رشید فاضل جلیل سید نعمت اللہ جزائری علیہ الرحمۃ انوار النعمانیہ میں لکھتے ہیں کہ جناب مجلسی مرحوم کو موت کا خیال اکثر ملول و غمگین رکھتا تھا۔ نزع کے صدمہ اور فشار قبر کی تکلیف کو یاد کر کے درگاہ الہی میں رحم و مغفرت کی دعا نہایت خشوع و خضوع سے کیا کرتے تھے۔ زمانہ وفات سے پیشتر آپکے احباب متقی و پرہیزگار مومنین جو ملاقات کو آتے تھے اون سے فرمائش کرتے تھے کہ میرے کفن پر (جو پہلے سے تیار کیا گیا تھا) اپنے قلم سے خاک شفا کے ساتھ لکھ دو لَا رَیْبَ فِیْ اِیْمَانِہٖ یعنی صاحب کفن کے ایمان میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ یہ لکھوا کر نیچے لکھنے والے کے دستخط کرا لیتے تھے۔ کتبہ

شاہجہان و فلاں بن فلاں۔ اور اوس کی مہر لگواتے تھے۔ جناب مولانا آقا سید محمد بن سید علی طباطبائی مرحوم صاحب کتاب مفاتیح الاصول ایک مقام پر لکھتے ہیں۔ کہ جناب مجلسی علیہ الرحمہ کے آخر زمانہ میں جب آپ مرض الموت کے اندر مبتلا تھے دو بد باطن شخص آپکے دشمن ناحق عداوت رکھتے اور آپکی غیبت کیا کرتے تھے۔ ایک رات کو اون دونوں نے خواب دیکھا۔ مگر ان اوسی وقت ایک بیدار ہوا۔ اور اپنے ساتھی کو جگا کر کہا۔ میں نے اس وقت خواب میں دیکھا کہ میں ملا محمد باقر مجلسی کے مکان میں ہوں اور وہ جناب بستر خواب پر آرام سے سوتے ہیں۔ اتنے میں جناب رسول خدا صلعم وہاں تشریف لائے اور جناب امیر المومنینؑ اون کے ہمراہ تھے۔ دونو بزرگوار ملا مجلسی رحمہ کی خوابگاہ کے پاس تشریف لے گئے۔ پیغمبر خدا صلعم نے اون کا داہنا بازو پکڑا اور حضرت امیر المومنینؑ نے بایاں۔ اور فرمایا مجلسی اٹھو اور ہمارے ساتھ چل۔ پس مجلسی علیہ الرحمۃ اٹھکر اون کے ہمراہ چلے گئے۔ دوسرا شخص اوس کا ساتھی بولا۔ میں نے بھی بعینہ اسی طرح دیکھا۔ آخر دونوں نے سوچ کر تعبیر نکالی۔ کہ غالباً مجلسی رحمۃ اللہ نے آج کی رات انتقال کیا۔ اسی وقت دونوں اٹھکر آنجناب کے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ دیکھا کہ آپکے مکان رونے کی آواز آرہی ہے۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جناب مرحوم کی روح پاک نے ٹھیک اوسی وقت فردوس بریں کو پرواز کیا جس وقت کا یہ خواب تھا۔ یہ دونو آنجناب کی منزلت کو دیکھکر تقدس و کرامت کے قائل ہوئے اور بدظنی سے باز آئے۔

صاحب قصص العلماء جناب ملا مجلسی مرحوم کی کرامتوں اور فضیلتوں کے بیان میں لکھتے ہیں کہ آنجناب کے زمانہ وفات کے قریب آپکے اخلاص مند دوستوں میں سے ایک مومن دیندار سرزمین بحرین کا رہنے والا اپنے وطن سے آپکی ملاقات کو آیا۔ اصفہان پہنچکر معلوم ہوا کہ آنجناب

وفات پاگئے۔ یہ خبر وحشت اثر سنکر بسبب صدمہ کہ رہا اسی رنج و غم کی حالت میں رات کو
سویا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہے۔ کہ ایک نہایت عظیم الشان مکان کے اندر پہنچا جو تمام عیالیشان
بے مثل قصر جنت آراستہ ہے۔ سندس و حریر کے فرش ہر طرف بچھے ہیں۔ ایکطرف جانب کو نہایت
خوبصورت بلند ممبر رکھا ہے۔ اور اوس کے سب سے اونچے پایہ پر حضرت رسالت مآب صلعم جلوہ افروز
ہیں۔ جناب امیر المومنین ع ممبر کے نچلے پایہ پر استادہ ہیں یا بیٹھے ہیں۔ اور پیغمبروں کی ایک جماعت
سامنے صف بستہ کھڑی ہے۔ ان کے پیچھے اور بہت سے لوگ قطار باندھے موجود ہیں۔ ملا محمد باقر
مجلسی علیہ الرحمۃ اون لوگوں میں کھڑے ہیں جو پیغمبروں کے پیچھے تھے۔ ناگاہ جناب پیغمبر خدا صلعم نے
ملا مجلسی مرحوم کو بآواز بلند فرمایا کہ آگے آجاؤ۔ یہ حکم سنکر آپ آگے بڑھے اور پیغمبروں کی صف
میں کھڑے ہوگئے۔ پھر دوبارہ آنحضرت صلعم نے فرمایا آگے آؤ۔ تعمیل ارشاد بجالا کر آپ
پیغمبروں کی صف سے آگے بڑھے اور آنحضرت صلعم کے قریب با ادب جا کھڑے ہوئے حضرت
صلعم نے ارشاد فرمایا بیٹھ جاؤ۔ بیٹھنے میں تامل کیا۔ تو آپ نے دوبارہ ارشاد فرمایا پھر
جناب مجلسی علیہ الرحمۃ نے عرض کیا۔ یا حضرت صلعم انبیاء ع تمام جناب کے روبرو کھڑے ہیں
اس حقیر کو بیٹھنے کا شرف عطا کرکے اون سے شرمندہ نہ فرمائیے۔ پس آنحضرت صلعم نے
تمام انبیاء علیہم السلام کو بیٹھ جانیکو فرمایا۔ چنانچہ سب بیٹھ گئے اور جناب مجلسی علیہ الرحمۃ
جناب حضرت صلعم اور جناب امیر المومنین ع کے قریب با ادب ممبر کے پاس کو جا گزین ہوئے
پھر یہی بزرگوار یہ خواب دیکھ کر بیدار ہوئے۔ اپنے دوست جناب ملا مجلسی مرحوم کے مراتب
عالی کو خیال کرکے تعجب کرتے تھے اور دعاء مغفرت کہتے جاتے تھے۔ آخر مفارقت کی مصیبت
پر صبر کرکے اپنے وطن کو واپس ہوئے۔ فاضل جلیل جناب آقا سید محمد طباطبائی ابن آقا

سید علی طباطبائی علیہ الرحمۃ صاحب مفاتیح الاصول لکھتے ہیں۔ میں نے ایک مشہور خبر سنی۔ کسی کوتہ اندیش دشمن مخالف نے جناب مجلسی علیہ الرحمۃ کی وفات پر اڑا دیا کہ اُن کے جناب مرحوم کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا گذری۔ آپ نے جواب دیا میرے کسی عمل نیک اور کار خیر نے نفع نہیں دیا بجز اس کے کہ ایک روز ایک غریب یہودی کو دانہ سیب میں نے دیا تھا۔ وہ دانہ سیب میری نجات کا باعث ہوا۔ جناب سید موصوف فرماتے ہیں یہ روایت بالکل غلط مخالفت اور عناد پر مبنی ہے۔ بالفرض اس خواب کا دیکھنا مان بھی لیا جائے تو از روئے قواعد تعبیر عقلاً و نقلاً خواب جھوٹا ہے۔ اسکی کچھ تعبیر نہیں۔ بعد اس کے آپ نے جناب مجلسی مرحوم کے فضائل و مراتب لکھ کر مسبوق الذکر دو خوابوں کو بیان کیا ہے اور اُن کی راستی ثابت کی ہے۔ اور آنجناب مرحوم کی کرامتیں متعلق بہ پیدائش اور تاریخ ولادت جامع بحار الانوار کے اعداد سے نکلنا بیان فرمایا ہے۔

آنجناب مرحوم کی تاریخ و سن ولادت میں سب کا اتفاق ہے کہ سنہ ۱۰۳۷ ہجری میں آپ پیدا ہوئے۔ مگر تاریخ وفات و سنہ وفات میں کسی قدر اختلاف ہے۔ ملا یوسف بحرانی رحمۃ اللہ لؤلؤۃ البحرین میں لکھتے ہیں۔ تُوُفِّیَ طَابَ ثَرَاہُ لِلسَّنَۃِ الحَادِیَۃِ عَشَرَ بَعْدَ المِائَۃِ وَالاَلْفِ وَتَارِیخُہُ غَمٌّ وَحُزْنٌ۔ یعنی آنجناب مرحوم مغفور نے سنہ ۱۱۱۱ ہجری میں وفات پائی اور تاریخ وفات غم و حزن سے نکلتی ہے۔ اور چہار الف بطریق تخمیہ اسی تاریخ کا مادہ ہے۔ ملا مذکور مرحوم کے علاوہ دیگر مورخین سنہ ۱۱۱۰ ہجری لکھتے ہیں۔ چنانچہ ملا حیدر علی مجلسی مرحوم اپنے رسالہ النسب میں آنجناب اعلی اللہ مقامہ کی بہت تعریف و توصیف کے بعد لکھتے ہیں کہ وفات آنجناب کی سنہ ۱۱۱۰ ہجری میں ہوئی

مولانا احمد بن محمد لاہنجانی مرحوم جناب مجلسی مرحوم کے شاگرد نے جناب آخوند مجلسی مرحوم کے مجموعۂ فتاوی موسوم بہ نظم لآلی کی فہرست ابواب لکھی ہے۔ اوس میں لکھتے ہیں کہ آپکی وفات ستائیس ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۱۱۰ ہجری میں ہوئی۔ اور مادۂ تاریخ میں شعر لکھا ہے۔ ماہ رمضان چو بست و ہفتش کم شد۔ تاریخ وفات عالم عالم شد۔ دوسری جگہ لکھا ہے۔ تاریخ وفات باقر اعلم شد۔ ماہ رمضان کے عدد ایک ہزار ایک سو سینتیس ہوتے ہیں ستائیس کم کرکے ایک ہزار ایک سو دس نکل آتا ہے۔ یہ مادۂ تاریخ سب میں بہتر ہے کہ اس میں اسم شریف۔ تاریخ۔ مہینہ اور سال سب معلوم ہوتا ہے۔ کسی اور نے تاریخ کہی۔ عالم علم رفت از عالم۔ دیگر مقتدائے جہاں ز پا افتاد۔ اس حساب سے سن شریف جناب مجلسی مرحوم کا تہتر سال ہوا۔ اور بقول صاحب لؤلؤۃ البحرین مدت عمر آنجناب کی چوہتر سال ہے۔ لیکن اکثر علماء مورخین نے پہلے قول کو صحیح و درست مانا ہے۔ چنانچہ مولانا ازہری کی نظم متعلق وفات آنجناب سے یہی تاریخ مذکور ہی نکلتی ہے اور بعض تصانیف کا نام بھی اس میں منظوم ہے۔

مرقد او بحار انوار یست — که ز عین الحیوۃ دادہ نشاں
روضہ اش میدہد حیات قلوب — ز جلاء العیون ببیں تو عیاں
اعتقادات اوست زاد معاد — تو بحق الیقیں یقیں میداں
آیت رحمت الہی بود — رفت و مردم شدند سرگرداں
گوئیا ہاتفے ز عالم غیب — دادہ بودش بشارت از یزداں
کہ دریں ماہ میروی بہ بہشت — زود بنما وداع پیر و جواں

زاں سبب گشت ختم تفسیر شرح — آیۂ کل من علیہا فان
چوں شب قدر آں عظیم القدر — شد نہاں عشر آخر رمضان
ازپئے گفت سال تاریخش — باقر علم شد نہاں بجناں

مدفن شریف آنجناب مرحوم کا وطن اصلی یعنی اصفہان ہے۔ شہر کی قدیم جامع مسجد کے شمال مغرب کیجانب عالیشان مقبرہ میں مدفون ہیں۔ اس مقبرہ کے میدان میں آنجناب مرحوم کی قبر کے آس پاس اور بہت سی جلیل القدر متبرک مقدس علما کی قبریں ہیں شہر اور بیرونجات کے ارادت مند لوگ جو آپکے مراتب بزرگی سے آگاہ ہیں فاتحہ و زیارت کے لئے بکثرت آپکی قبر پر جاتے ہیں۔ صاحب حدائق لکھتے ہیں کہ اوس نواح کے شہری و دیہاتی لوگوں کا اعتقاد راسخ ہے کہ آنجناب کی مرقد پر جاکر دعا کریں تو خداوند پاک آپکے مراتب کی برکت سے ضرور دعا قبول کرتا ہے۔ چنانچہ ہزارہا لوگ اسی غرض سے آتے ہیں فاتحہ و قرآن قبر پر پڑھتے ہیں پھر خدا سے اپنا مطلب طلب کرتے ہیں۔ راوی مذکور لکھتے ہیں صاحب قبر کے تقدس و تفضل کی برکت سے خداوند تعالے آنیوالوں پر رحم کی نگاہ کرتا ہے اور مطالب میں کامیابی دیتا ہے۔ صاحب روضات الجنات مرحوم اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ میں نے خود بہت دفعہ آزمایا ہے جب جناب مجلسی مرحوم کے مزار پر جاکر وہاں کے دستور کے موافق دعا کی ضرور خداوند تعالے کی رحمت سے قبول ہوئی اور آرزو میں کامیاب ہوا۔

جناب مجلسی علیہ الرحمۃ کی تالیفات اور تصنیفات کا بیان

تالیفات و تصنیفات کے لحاظ سے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کو

تمام علماء معاصرین، اولین و آخرین پر فضیلت ہے۔ پہلے علماء اعلام نے خدمت دین میں تصنیف و تالیف کتب کے بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ مثلاً جناب آیۃ اللہ فی العالمین علامہ حسن بن یوسف رحمۃ اللہ معروف بہ جمال الدین و علامہ حلی علیہ الرحمۃ نے پانچ سو کتابیں علوم دین میں تالیف فرمائیں۔ تمام تالیفات کا مدت العمر کے ایام سے قیاس کیا گیا تو ہزار سطر روزانہ تحریر میں آنا ثابت ہوا۔ ۶۴۸ھ ہجری انیس رمضان المبارک میں آپکی پیدائش ہے اور محرم الحرام کی گیارھویں ۷۲۶ھ ہجری آپکی وفات۔ اس حساب سے عمر آپکی ستتر سال تین ماہ ہوتی ہے۔ پیدائش کے روز سے لیکر وفات کے روز تک ایک ہزار سطر روزانہ کا حساب ہے اور سب آپکے ہاتھ کی لکھی ہوئی۔ تمام مؤرخ اور علماء اس کار عظیم کو دیکھ کر حیران اور جناب علامہ مرحوم کی کرامت کے اور تائید من اللہ کے قائل ہوئے ہیں۔

جناب محمد ابن علی ابن بابویہ قمی رحمۃ اللہ جن کا لقب شیخ صدوق رحمۃ اللہ تھا چوتھی صدی کے فقیہ کامل صاحب اجتہاد و کرامت فاضل ہیں قریب تین سو کتابوں کے آپنے تصنیف فرمائیں۔

جناب تقدس مآب محمد ابن محمد بن نعمان ملقب بہ شیخ مفید علیہ الرحمۃ اسی سال کے قریب آپکی عمر ہوئی۔ خدمت دین کے متعلق علاوہ دیگر امور درس و وعظ وغیرہ کے تقریباً دو سو کتابیں آپنے تصنیف فرمائیں۔

محدث فاضل مجتہد کامل جناب مولانا محمد ابن مرتضیٰ معروف بہ ملا محسن فیض کاشانی علیہ الرحمۃ نے اصول فقہ حدیث تفسیر وغیرہ علوم دینیہ میں قریب دو سو کے بڑی بڑی کتابیں اور رسالے تصنیف فرمائے۔ ان بزرگواروں کے سوا اور بہت سے علماء سلف

خدمت دین اور ترویج شرع مبین میں مردانہ ہمت سے کارنمایاں کر گئے۔ خالص لوجہ اللہ کوششوں اور جانفشانیوں کی شہادت میں عظیم الشان کارنامے چھوڑ گئے۔ دین برحق طریق اوصیائے مطلق کے پھیلانے احکام اہلبیت طاہرین ع کے رواج دینے میں حتی الامکان اپنی پوری طاقت کو کام میں لاکر زبان و قلم سے جہاد کیا۔ جناب آخوند رحمۃ اللہ علیہ کی ضمات دینی ان بزرگواروں سے بڑھ کر تھیں۔ تصانیف کی تعداد میں مسبوق الذکر مصنفین سے زیادہ نہ تھی۔ پھر آپکا علماء سابقین و معاصرین سے سبقت کی بازی لیجانا کیسا؟ اور مورخین حالات علماء کا آپکی شان میں لکھنا اَلَّذِیْ لَمْ یُوْجَدْ لَہٗ فِیْ عَصْرِہٖ وَلَا قَبْلِہٖ وَلَا بَعْدِہٖ قَرِیْنٌ فِیْ تَرْوِیْجِ الدِّیْنِ یعنی "جن کا مثل دین کو رواج دینے میں نہ کوئی اوس وقت تھا نہ پہلے ہوا اور نہ بعد میں ہوگا" یہ کیوں؟ اس کی کئی وجہیں ہیں۔ ایک یہ کہ پروردگار عالم نے آپکی زبان و قلم میں تاثیر قبولیت اعلیٰ درجہ کی عطا فرمائی تھی۔ آنجناب کی جو تازہ تحریر یعنی تصنیف کتاب نکلتی تھی خاص و عام ہر طبقہ کے لوگ نہایت شوق سے اوسکو پڑھتے تھے۔ تاثیر قبولیت سے دلوں میں اوس پر عمل کرنے کا جوش پیدا ہوتا تھا۔ دلچسپ خوبی بیان اوس کو ہردلعزیز بناکر بہت جلد دیار و امصار عالم میں پھیلاتی تھی۔ چنانچہ قصص العلماء میں لکھا ہے جب آپکی کتاب حق الیقین دربیان اصول دین تیار ہو کر شائع ہوئی۔ بہت جلد دور دور تک پہنچ گئی۔ ملک شام میں اوس کا بہت چرچا ہوا۔ اسی ہزار آدمی اس کے مطالعہ سے فیض پاکر اہلبیت کے پیرو ہو گئے۔ ایران کے تمام ملک میں جناب کی تالیفات و تصنیفات بڑی قدر و عظمت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔ انہیں پر عمل ہوتا تھا۔ ہندوستان میں بہت رواج پاتی تھیں عجم میں اب تک بدستور وہی حالت ہے ہندوستان میں

تاحال خاص عام کی نگاہ وقعت انہیں پڑتی
ہے۔

دوسری وجہ جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کے سابق الاولین و الآخرین ہونے کی یہ ہے کہ آپ نے احادیث و اقوال آئمہ معصومین علیہم السلام کے جمع کرنے میں سب سے بڑھ کر کام کیا ہے۔ بحار الانوار کے برابر حدیث کی ضخیم کتاب بالیقین کسی نے مرتب نہیں کی۔ خود جناب مرحوم کتاب مذکور کے دیباچہ میں فرماتے ہیں۔ علماء سابقین عوام یا خواص ہر کوئی بھی اس امر میں مجھ سے سبقت نہیں لے جا سکا۔ اس میں تمام حدیثیں کتب اربع کافی۔ تہذیب۔ استبصار اور من لا یحضرہ الفقیہ کی جمع کرنے کے علاوہ بڑی تلاش و کوشش سے اور بہت حدیثیں جہاں جہاں ملیں جمع کی ہیں۔ اس کے سوا کتب مذکورہ سے کافی۔ تہذیب اور استبصار کی شرح لکھی ہے۔ چوتھی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کی شرح اس لئے نہیں لکھی کہ آپ کے والد بزرگوار جناب ملا محمد تقی مجلسی علیہ الرحمۃ لکھ گئے تھے۔ دیگر سبقت کی وجہ یہ ہے کہ جناب مرحوم نے احادیث و اقوال رسول صلعم اور اہلبیت علیہم السلام کو۔ معجزات کو۔ قصص و حکایات شرعی کو۔ دعاؤں اور وظائف دینی کو عربی سے عام فہم سلیس فارسی میں ترجمہ کر کے ہر طبقہ والوں کے لئے سہل الحصول بنا دیا جس سے مومنین بالیقین کے عقاید مستحکم ہو گئے اور عوام طالبان حق کے لئے دین برحق کا راستہ بے روک ہو گیا۔ جناب مجلسی علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں ایران کے اندر فرقہ صوفیہ کا بہت زور شور تھا۔ اہل اسلام ہشیار اس مذہب میں شامل ہو کر ہمہ اوست کے قائل اور دہریہ پن کی طرف مائل ہوتے جاتے تھے۔ ایسے وقت میں کشتی دین اسلام کو طوفان بلا سے سلامت کر بچا نکالنے کے لئے زبردست ہوشیار تجربہ کار ملاحوں کی سخت ضرورت تھی۔ حکمت الٰہی سے اس وقت اہل فضل و کمال دین حق کے حامی و مددگار

بھی بہت تھے۔ ہر ایک نے اپنی اپنی طاقت و قدرت کے اندازے پر اس آفت کا مقابلہ کر کے روکنے کی کوشش کی کتابیں اور رسالے تردید میں لکھے۔ مجالس وعظ میں بزور تقریر خلاف حق باتوں کا بطلان ثابت کیا۔ مگر جو کچھ ہمت و جہد بلیغ حمایت دین اور استیصال معاندین کے لئے جناب مجلسی علیہ الرحمۃ سے اس معاملہ میں ظاہر ہوئی وہ سب سے بالاتر تھی۔ کیونکہ پایۂ علمی اور رتبۂ فضیلت میں آپ اوس وقت سابق الاقران تھے۔ آپ سے پہلے فاضل جلیل ملا محمد محسن کاشانی ملقب بہ ملا محسن فیض رحمۃ اللہ تردید عقائد کاذبہ اور ابطال مذاہب باطلہ میں مصروف رہے۔ پھر جناب آخوند رحمۃ اللہ نے اس فرض کو پورے طور سے ادا فرمایا۔ تالیفات و تصنیفات کی کثرت تعداد کے لحاظ سے آپکے کارنامے اجلاء سابقین کے کارناموں کے ہم پلہ ہیں۔ چنانچہ آپکی مجلس میں کسی عالم باخبر شاگرد نے علماء مشاہیر کی تصانیف و تالیفات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ علامۂ حلی اعلی اللہ مقامہ کی تصنیفات علماء سابقین میں سب سے زیادہ ہیں۔ ایام زندگی میں روز ولادت سے تاریخ وفات تک ایک ہزار سطر روزانہ آپکے قلم سے تحریر میں آنا حساب کیا گیا ہے جسکی ایک سطر میں پچاس لفظ شمار کئے گئے ہیں۔ جناب مجلسی مرحوم نے فرمایا میری تحریر بھی شمار کے وقت اس سے کم نہ ہوگی۔ حساب کیا گیا تو آنجناب کے فرمانیکے موافق ٹھیک ایسا ہی ثابت ہوا۔ علماء مورخین لکھتے ہیں کہ اس قدر تحریر باوجود دیگر اشغال زندگی خواب و خورش وغیرہ اور زمانہ طفلی اور ایام مرض و ناسازی طبیعت کے معمولی انسان سے ظہور میں آنا ناممکن ہے۔ کوئی چالاک سے چالاک زود نویس محض نقل ہی کرنا چاہے اور زندگی بھر ہزار سطر پچاس لفظی بلاناغہ روزانہ لکھ لے ہرگز ممکن نہیں۔ یہ کرامت انہیں

بزرگواروں کے لیے مخصوص تھی کہ تائید الٰہی اور امداد غیبی کے سہارے جو کچھ بھی کر دکھاتے ممکن تھا۔ تقدس کی روحانی طاقت اور معرفت کا باطنی رموز ظاہر بیں نگاہ کے اندازے میں ہرگز نہیں آسکتا نہ معمولی ظاہری طاقتوں سے اوس کا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ آنجناب کی تالیف کتابیں عربی میں ہیں یا صاف اور نہایت آسان فارسی میں۔ عربی تحریر بھی بالکل سلیس اور سادہ لفظوں میں ہے معمولی عربی دان آسانی کے ساتھ اپنا مطلب اخذ کر سکتا ہے۔ سب میں جلیل القدر عظیم الشان تصنیف آپکی بحار الانوار ہے شیعہ مذہب کی کتابوں میں اس کے برابر جامع اور کوئی کتاب نہیں۔ اس کے پچیس حصے ہیں ہر ایک حصہ ایک جلد کے نام سے موسوم ہے۔ جناب مولف نے تمام کتاب عربی میں تالیف کی تھی بعد میں چند ایک فارسی میں ترجمہ کی گئیں جن کا ذکر آگے آئیگا۔ اس کے حصوں کی ترتیب جیسا کہ مولف مرحوم نے شروع کتاب میں تحریر فرمائی۔ جلد اول کتاب العقل والعلم والجہل۔ جلد دوم کتاب التوحید۔ جلد سوم کتاب العدل والمعاد۔ جلد چہارم کتاب الاحتجاجات والمناظرات وجوامع العلوم۔ جلد پنجم کتاب قصص الانبیاء علیہم السلام۔ جلد ششم کتاب تاریخ وحالات خاتم الرسل صلعم۔ جلد ہفتم کتاب الامامۃ وحالات سائر الائمۃ عم جلد ہشتم کتاب الفتن یعنی آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد کے احوال غصب خلافت وغیرہ کے متعلق جلد نہم کتاب تاریخ امیر المومنین ع۔ آپکے فضائل ومصائب اور دیگر تمام حالات۔ جلد دہم کتاب تاریخ فاطمہ ع وحسن حسین علیہم السلام فضائل معجزات اور دیگر تمام حالات۔ جلد یازدہم کتاب تاریخ حالات ومعجزات جناب امام زین العابدین ع۔ امام محمد باقر ع امام جعفر صادق ع اور امام موسے کاظم ع۔ جلد دوازدہم کتاب تاریخ علی ابن موسیٰ رضا ع ومحمد ابن

علی الجوادؑ و علی ابن محمد الہادیؑ و الحسن ابن علی العسکریؑ۔ انکے فضائل اور معجزات وغیرہ۔ جلد[۱۳] سیزدہم کتاب الغیبۃ اور احوال حجۃ القائم المہدی علیہ السلام۔ جلد[۱۴] چہاردہم کتاب السماء و العالم۔ اس میں عرش۔ کرسی۔ افلاک۔ عناصر۔ موالید۔ ملائکہ۔ جن و انس و وحوش و طیور اور تمام حیوانات کے متعلق بیان ہے۔ شکار اور ذبیحہ کے احکام۔ ابواب طب تمام اس میں ہیں۔ جلد[۱۵] پانزدہم کتاب ایمان و کفر اور مکارم اخلاق۔ جلد[۱۶] شانزدہم کتاب آداب و سنن اور امر و نواہی۔ معاصی کبائر و صغائر اور حدود۔ جلد[۱۷] ہفدہم کتاب روضہ و مواعظ و حکم و خطب۔ جلد[۱۸] ہیجدہم کتاب الطہارۃ و الصلوۃ۔ جلد[۱۹] نوزدہم کتاب القرآن و الدعا۔ جلد[۲۰] بستم کتاب زکوۃ و صوم اور اعمال سال۔ جلد[۲۱] بست و یکم کتاب الحج۔ جلد[۲۲] بست و دوم کتاب المزار۔ جلد[۲۳] بست و سوم کتاب عقود و الایقاعات۔ جلد[۲۴] بست و چہارم کتاب الاحکام۔ جلد[۲۵] بست و پنجم کتاب الاجازات۔ صاحب نجوم السماء لکھتے ہیں جناب مجلسی مرحوم کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے آخر میں ایک چھبیسویں جلد بھی لکھی ہے چنانچہ بحار الانوار کے مقدمہ میں ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے متقدمین کی کتابوں سے چند حدیثیں جمع کی ہیں اور ایک علیحدہ کتاب کے طور پر مرتب کر کے اوس کا نام مستدرک البحار رکھا ہے۔ یہ جلد اس لئے جدا لکھی کہ اگر بحار الانوار کی جلدوں میں ان حدیثوں کو شامل کرتا تو ایک جلد میں بہت سے تغیر و تبدل کی ضرورت پڑتی۔ آنجناب مرحوم کی تمام تصنیفات کو آپکے دخترزادے فاضل کامل مولانا محمد حسین ابن محمد صالح خاتون آبادی نے ترتیب وار ایک رسالہ میں فہرست کے طور پر لکھا ہے۔ اوس میں ہر کتاب کی تعداد سطور تفصیل ابواب مضامین مفصل بیان کی ہے۔

شاید ملا یوسف بحرانی صاحب کتاب لؤلؤۃ البحرین کے وقت تک بحار کی پوری
جلدیں شائع نہ تھیں۔ کیونکہ لکھتے ہیں کتاب مذکور کی صرف سولہ جلدیں مسودہ سے
نکل کر مروج ہیں۔ اور نو جلدوں کا مسودہ ابھی تک صاف و صحیح نہیں ملتا۔ مگر اس
وقت بفضلہ تعالے پوری پچیس جلدیں طبع شدہ بمبئی وغیرہ بڑے مقامات سے چار سو روپے
میں دستیاب ہوتی ہیں۔ پہلی جلد عقل و علم کے بیان میں فارسی کے اندر ترجمہ ہو چکی موسوم بہ
عین الیقین ہے۔ دوسری جلد کے فارسی ترجمہ کا نام مجمع المعارف ہے دسویں جلد کے
فارسی ترجمہ کا نام محن الابرار اور اردو ترجمہ موسوم بہ مجالس الابرار ہے۔ تیرھویں جلد امام
آخر الزمان علیہم السلام کے حالات کی بھی فارسی ترجمہ شدہ ہے۔ سترھویں جلد مواعظ کی بھی
فارسی میں آچکی۔ باقی تصانیف آنجناب مرحوم کی بہ تفصیل ذیل ہیں۔ مرآۃ العقول
عربی میں کتاب کافی کی شرح ہے مگر کسی قدر اخیر سے باقی رہ گئی اس لئے ناتمام ہے۔ کتاب
ملاذ الاخیار عربی میں حدیث کی کتاب تہذیب الاخبار کی شرح ہے کتاب الصوم تک
صرف لکھی گئی۔ کتاب شرح اربعین عربی میں چہل حدیث کی شرح ہے۔ کتاب فوائد الطریفہ
عربی میں صحیفہ سجادیہ کی شرح ہے۔ رسالہ وجیزہ بزبان عربی علم رجال میں۔ رسالہ
اعتقادیہ اس کا نام رسالہ لیلیہ بھی ہے اس لئے کہ آپنے ایک شب میں لکھا۔ اس میں تمام
ضروری عقائد جو مکلف کیلئے لازم ہیں درج ہیں۔ رسالہ اذان عربی میں۔ رسالہ شکیات
نماز۔ رسالہ اوزان شرعی۔ رسالہ مسائل ہندیہ متفرق مسائل شرعیہ کا جواب عربی
میں ہے۔ جو مسائل آپکے بڑے بھائی ملا عبداللہ علیہ الرحمۃ نے استفتا کے طور پر آپکے پاس
بھیجے تھے۔ فارسی زبان میں آپکی تصنیفات حسب ذیل ہیں۔ کتاب عین الحیات جو

مواعظ ومکارم اخلاق کی احادیث تمثیلات وحکایات شرعی کا بڑا مجموعہ ہی۔ مشکوۃ الانوار
سورت ہاے قرآنی کے خواص ظائف ودعائیں اور مضامین اخلاق کے اندر کتاب عین الحیوۃ کا
خلاصہ ہی۔ کتاب حلیتہ المتقین آداب مسنونہ اور امورات مستحبہ کے بیان میں۔ کتاب مفاتیح
المصابیح۔ روزانہ نمازوں کی تعقیبات کے بیان میں۔ کتاب ربیع الاسابیع۔ کتاب زاد المعاد
سال کے اعمال کا بیان۔ رسالہ قصاص حدود کے متعلق۔ رسالہ اوقات نمازہاے سنت و
فرض کے بیان میں۔ رسالہ شکیات نماز، پہلا عربی میں تھا یہ فارسی میں ہی۔ رسالہ رجعت
کتاب حیات القلوب تین جلدوں میں۔ جلد اول انبیاء سابقین کا حال اور ان کے
زمانے کے بادشاہوں کا بیان۔ جلد دوم حالات خاتم النبیین صلعم اول ولادت سے آخر تک
غزوات ومہاجرت اور دیگر مفصل احوال معہ بعض صحابہ کبار کے۔ جلد سوم بیان امامت
مگر یہ جلد پوری نہیں۔ کتاب تحفتہ الزائر۔ کتاب جلاء العیون سا اہلبیت علیہم السلام کے
فضائل ومصائب کا مفصل حال۔ کتاب ترجمہ خط جناب امیر المومنین علیہ السلام بنام
مالک اشتر۔ کتاب اختیارات ایام۔ رسالہ موسوم بہ طریق الجنتہ بہشت ودوزخ کے بیان
میں۔ کتاب جنائز میت کے غسل وکفن ودفن کی کیفیت اور نماز جنازہ کا بیان۔
رسالہ کبیر ارکان حج اور اعمال عمرہ کی تفصیل۔ رسالہ صغیر اعمال حج کا احوال۔ رسالہ
مفاتیح الغیب۔ استخارات منقولہ از حدیث ائمہ اہلبیت علیہم السلام کا بیان۔
کتاب مال النواصب نواصب وغاصب وخوارج کے مال کی بابت۔ رسالہ زکوۃ۔ احکام
زکوۃ اور مقدار زکوۃ کے بیان میں۔ رسالہ دربیان نماز تہجد موسوم بہ رسالہ نماز شب
رسالہ در احکام تیر اندازی۔ رسالہ آداب نماز۔ رسالہ دربیان تحقیق آیہ مبارکہ الصابقون

السابقون اولئک المقربون فی جنات النعیم۔ رسالہ صفات الہی یعنی باری تعالے
کی صفات ذاتی اور صفات فعلی کے فرق کا بیان۔ رسالہ مختصر نماز شب و ان کی
تعقیبات کا بیان۔ رسالہ معنی بدا کی تحقیق میں۔ رسالہ جبر و تفویض۔ افعال بندوں کا
کے اختیاری اور غیر اختیاری ہونیکے بیان میں۔ رسالہ نکاح۔ احکام معاملات
تزویج کے متعلق۔ کتاب غرۃ العزے۔ معجزات اور عجائب کرامات کا حال جو کہ
جناب امیر المومنین علیہ السلام کی مرقد شریف سے ظہور میں آئے۔ رسالہ در ترجمہ توحید
مفضل صحابی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام۔ رسالہ توحید امام رضا علیہ السلام کا ترجمہ
رسالہ ترجمہ زیارت جامعہ۔ رسالہ دعاء کمیل رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ۔ رسالہ در ترجمہ دعاء
مباہلہ۔ رسالہ دعاء سمات کے ترجمہ میں۔ رسالہ دعا جوشن صغیر کا ترجمہ۔ رسالہ عبد اللہ
ابن جندب کی روایت حدیث کا ترجمہ۔ رسالہ ترجمہ حدیث مروی از عبد اللہ بن
ضحاک اس میں ان آداب و اعمال کا بیان ہے، جو امام رضا علیہ السلام سے منقول ہیں
رسالہ دعبل خزاعی مداح اہلبیت علیہم السلام کے قصیدے کا ترجمہ جو امام رضا علیہ السلام کی
تعریف و فضائل میں ہے۔ رسالہ ان چھ چیزوں کے بیان میں جنکی صنعت و ترکیب
میں انسان کا دخل نہیں۔ رسالہ زیارت نجف اشرف اور کربلائے معلی کے بیان
میں جو ان زیارتگاہوں سے واپسی کے وقت آنجناب مرحوم نے تصنیف فرمایا۔
رسالہ صواعق الیہود۔ سلطنت اسلام میں یہود لوگ جو آباد ہوں ان سے جزیہ لینے کے
احکام میں۔ اس کے متعلق آپ سے کچھ سوالات کئے گئے تھے اونکا جواب لکھا ہے۔ سب سے
آخر تصنیف آنجناب مرحوم کی کتاب حق الیقین درمیان اصول دین ہے اس کے بعد کسی

اور تصنیف کی اجل نے مہلت نہیں دی۔ کتاب تذکرۃ الائمہ جس میں نبوت و امامت کا ثبوت یہود۔ نصاریٰ اور مجوس وغیرہ کی کتابوں سے دیا ہے۔ احادیث عامہ اور تواریخ مختلفہ سے امامت پر دلائل بیان کی ہیں۔ ملا حیدر علی مجلسی علیہ الرحمۃ اس کو اپنے رسالہ النسب میں آنجناب مرحوم کی تصنیفات سے شمار کرتے ہیں۔ لیکن جناب کے دختر زادے فاضل جلیل میر محمد حسین بن میر محمد صالح مرحوم نے جو آپکی تصانیف کے متعلق فہرست لکھی ہے اوس میں یہ کتاب درج نہیں۔ صاحب نجوم السما آنجناب کی تصانیف کے بیان میں لکھتے ہیں کہ کتاب مذکور کا طرز بیان جناب مجلسی مرحوم کے کلام کے مطابق نہیں معلوم ہوتا۔ فہرست مذکور کے بعض نسخوں میں کتاب شرح باب حادی عشر بھی آپکی تصنیفات میں شامل کی ہے۔ کتاب ترجمۃ الصلوٰۃ فارسی آنجناب مرحوم کی تصانیف میں ہے۔ حیات القلوب کتاب کی تیسری جلد امامت کے بیان اور ائمہ علیہم السلام کے حالات میں جو آپ سے نامکمل باقی رہی تھی اوس کو آپکے برادر زادے فاضل اجل ملا محمد رضی ابن ملا محمد نصیر مجلسی علیہ الرحمۃ نے اختتام کو پہنچایا۔ اور آنجناب مرحوم کے طرز پر پوری لکھ کر اوس کا نام حقیقۃ المتقین رکھا۔

جناب مجلسی اعلی اللہ مقامہ کے نصائح اور وصایا سودمند

چونکہ آنجناب مرحوم کی تمام عمر خدمت دین اور ترویج شرع مبین میں گذری زندگی بھر قول و عمل سے تلقین حق اور تعلیم صدق خلق خدا کو کرتے رہے۔ بعد میں باقیات صالحات جسقدر تصانیف و تالیفات چھوڑی ہیں سب کی سب احکام قرآن و احادیث کی توضیح و تشریح سے بھرپور تا قیامت بندگان خدا کیلئے صراط مستقیم کا دستور العمل ہیں۔

اعتقادی مسائل اور اخلاقی قوانین بڑی کتابوں کے طول طویل ابواب وفصول میں درج تھے۔ اس لئے سہولت عوام کی خاطر اخلاص منش مومنین کے کہنے سے آپنے ایک رسالہ تحریر فرمایا جس میں مومن کے اعتقادات اور اعمال کے متعلق ہدایت ارشاد فرماکر اپنے اہل زمانہ اور اور آئندہ آنیوالے مومنین کو فیض یابی کا موقعہ دیا۔ یہ رسالہ چونکہ بعجلت وسرعت ایک شب میں پورا لکھا جاکر اختتام کو پہنچا۔ آپنے اس کا نام رسالہ "لیلیہ اعتقادیہ" تجویز فرمایا۔ تمام عربی عبارت میں تھا۔ جناب مصنف علیہ الرحمۃ کی وفات سے ایک سال بعد ۱۱۱۲ ہجری میں جناب ملا رفیع الدین محمد لاری مرحوم نے عربی سے فارسی میں اس کا ترجمہ کیا۔ رسالہ مذکور دو باب پر مشتمل ہے۔ پہلے میں مسائل اعتقادی کی تعلیم ہے۔ دوسرے میں اخلاقی ہدایات ہیں ہر ایک مومن مومنہ پابند شریعت کو جناب مجلسی علیہ الرحمۃ کے ارشادات ذیل کا غور سے پڑھنا اور عمل کرنا واجب ولازم ہے۔ توضیح وتشریح کو چھوڑ کر خلاصہ کے طور پر محض مسائل مقصودہ عام مومنین کے فائدے کی غرض سے نقل کئے جاتے ہیں۔

آنجناب اعلیٰ اللہ مقامہ فرماتے ہیں۔ اے میرے برادران ایمانی آگاہ رہو کہ طریق حق اور معرفت کی باتیں جو مجھے معلوم ہیں میں ان کو تم سے پوشیدہ نہیں رکھتا۔ اور واضح کرکے بتلانے سے کوتاہی نہیں کرتا۔ پس سیدھے راستے چلو۔ اور فضول باتوں کی طرف مائل ہوکر دائیں بائیں بھٹکتے نہ پھرو۔ یقین جانو۔ کہ خداوند عالم نے اپنے پیغمبر ختم المرسلین صلعم اور ان کے اوصیائے طاہرین علیہم السلام کو تمام خلقت پر شرف اور بزرگی عطا کرکے اپنے علم وحکمت کا معدن قرار دیا ہے یہی بزرگوار پیدائش عالم اور ایجاد اشیاء کے باعث ہیں۔ انکی وساطت سے دنیا وآخرت میں بندوں پر رحمت وبرکت نازل فرمانا مقرر فرمایا ہے۔ اس لئے نماز اور تشہد میں ان پر

درود بھیجنا واجب ٹھیرایا۔ طلب حاجت اور دعا کے وقت ان کا توسل قبولیت کی شرط بنایا۔ چونکہ اوس حکیم مطلق نے اپنے پیغمبر کو ہر ایک کمال اور بزرگی کا شرف عطا فرمایا بندوں کو حکم دیا۔ مَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ یعنی جو کچھ ہمارا رسول تمہارے پاس لایا پس اوس کو لیلو اور جس چیز سے اوس نے منع کیا اوس سے باز رہو۔ پس پروردگار عالم کے اس حکم سے پیغمبر صلعم کی پیروی اور اوس کے احکام کی متابعت فرض ہو گئی۔ پھر چونکہ حضرت رسالت مآب صلعم نے تمام احکام و امور نازل شدہ بخ اہلبیت طاہرین اور اوصیا صادقین ع کے سپرد کئے۔ اور حدیث متواتر میں فرمایا اِنِّی تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ لَنْ یَّفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ یعنی دو عظیم الشان چیزیں تم میں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور اپنی اہلبیت یہ دونو ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے جب تک کہ قیامت کے روز حوض کوثر پر میرے پاس آئیں"۔ اور احادیث و اخبار متواترہ سے ثابت ہے کہ علم قرآن اور احکام کتاب الٰہی انہیں بزرگواروں کے پاس ہیں۔ اس لئے لازم ہے اور واجب ہے کہ ہم انہیں کی احادیث و اقوال پر عمل کریں وغیرہ عقائد باطلہ اور بدعات فاسدہ سے اجتناب کریں کیونکہ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے۔ کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ سبیلہا الی النار۔ یعنی ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی کا راستہ جہنم کی طرف ہے"۔ پس میں تمہیں وہی باتیں بتلاؤنگا جو اصحاب عصمت و طہارت اور اہلبیت رسالت صلعم سے مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ پہلا باب اون امور کا بیان جو اصول عقائد سے متعلق ہیں۔ اے برادران ایمانی تمکو معلوم ہو کہ پروردگار عالم نے اپنی کتاب میں اپنے وجود اور صفات کے علم کا راستہ دکھلا دیا ہے۔

اور حکم فرمایا۔ کہ غور و فکر کرو۔ میری حکمتوں کی باریکیوں اور صنعت کی عجائبات ہیں
جو کہ میں نے آفاق سموات وارضین اور تمہارے نفسوں کے اندر ودیعت رکھی ہیں۔
پس اگر تم عقل و فہم سے خوب تامل کروگے تمہیں یقین ہو جائیگا کہ تمہارا پیدا کرنیوالا ایک
وحدہ لاشریک ہی۔ جو صاحب حکمت و علم و قدرت ہی اور وہ ہر بدی اور ظلم سی پاک
ہے۔ اور اوس نے تمہاری ہدایت کے لئے آیات ظاہرہ اور معجزات باہرہ دیکر
ایک پیغمبر بھیجا ہے۔ عقل سلیم آسانی سے گواہی دے سکتی ہے کہ یہ آیات و معجزات
خداوند تعالے جھوٹے دعویدار کو ہرگز عطا نہیں کر سکتا جب اس امر کا پکا یقین
ہو جائے۔ تمکو لازم ہے کہ جن باتوں کی خدا کی طرف سے وہ خبر دے اون پر اعتقاد کرو۔
پس اوس برگزیدہ باری نے فرمایا۔ کہ تمہارا پروردگار واحد و یکتا ہے۔ خدائی میں
اوس کا کوئی شریک نہیں۔ اوس کے سوا کسی کی عبادت روا نہیں۔ اوسی عالم کے پیدا
کرنے میں کسی کی اعانت درکار نہ تھی۔ اوس کی یکتائی اجزا سے مرکب نہیں یعنی
نہ اوس کا کوئی ظاہری جز ہے نہ عقلی۔ اوس کی صفات ذات سے الگ نہیں
بلکہ عین ذات ہیں۔ ازلی ہے کہ آغاز و ابتدا ہیں اوس کی کوئی حد نہیں۔ ابدی ہے
یعنی کہیں اوس کی انتہا نہیں ہوتی۔ وہ جسم نہیں رکھتا نہ ظاہری نہ عرضی۔ مکان
اور زمان کی احتیاج سے اوس کی ذات پاک ہی۔ ہمیشہ زندہ ہے۔ صاحب ارادہ
و اختیار ہی۔ ہر شے پر قادر ہی چاہے تو اس جہان جیسے ہزاروں جہان ایک آن
میں پیدا کر دے۔ ہر جز و کل اس جہان کا اوس کے علم میں ہے۔ ہر شی کا علم ایجاد سے
پہلے اوس کو ایسا ہی ہی جیسا بعد ایجاد کے۔ اور واضح ہو کہ جیسا اوس کی ذات ہیں

غور کرنا منع ہے ایسا ہی حدیث کی روسے اوس کی صفات میں فکر و تامل کرنیکی ممانعت ہے کیونکہ عقل کی رسائی وہاں تک نہیں۔ اور اوس کا کوئی کام حکمت و مصلحت سے خالی نہیں۔ کسی کو برداشت کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا۔ اوسکی تکلیف بندوں کی عین مصلحت اور منفعت کی خاطر ہے۔ اپنے بندوں کو فعل و ترک فعل کا مختار بنایا ہے۔ جبر اور تفویض نہیں کیا۔ بلکہ اس معاملہ میں امر بین الامرین کا اعتقاد رکھنا چاہئے یعنی نیک کام کی توفیق و ہدایت اور اوس کے ترک میں خداوند تعالے کا دخل ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں ہدایت و اضلال کے یہی معنی ہیں مگر اس دخل سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ بندے ترک و فعل میں مجبور ہیں۔ حدیث میں ہے کہ حق تعالے کی قضا و قدر میں غور و تامل نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ گمراہی کا باعث ہے۔ اور تمام انبیا اور رسولوں پر مجمل طور سے ایمان لانا اور اون کے معصوم و مطہر ہونیکا اعتقاد رکھنا واجب ہے۔ کسی پیغمبر کی نبوت سے یا وصی کی وصایت سے انکار کفر کا موجب ہے۔ اور صاحب کتاب انبیاء کی کتابوں پر جن کا ذکر قرآن میں ہے ایمان رکھنا واجب ہے۔ قرآن مجید کو خدا کی کتاب اور آنحضرت صلعم کا معجزہ تسلیم کرنا واجب ہے۔ اوس کو حقارت کی نظر سے دیکھنا یا بے ادبی کرنا کفر ہے۔ اسی طرح خانہ کعبہ کی تعظیم واجب و حدیث کی کتابوں کی تکریم لازم ہے اور فرشتوں کے ہونیکا اعتقاد رکھنا واجب ہے ان کے انکار سے کفر لازم آتا ہے۔ اور خداوند عالم کے سوا عبادت کی غرض سے کسی کو سجدہ کرنا کفر ہے۔ اور خداوند تعالی کا کوئی شریک ماننا یا اوس کا کسی میں حلول کا قائل ہونا یا اوس کا کوئی مکان قرار دینا یا اوس کا کوئی جسم و صورت قرار دینا کفر ہے۔ یقین رکھنا چاہئے کہ اوس کی ذات پاک

دکھائی دینے والی چیز نہیں نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ وہ سب سنتا اور دیکھتا ہے مگر اوس کی آنکھیں اور کان نہیں۔ کلام کرنیوالا ہے نہ زبان سے۔ اور اوس کی ذات میں کسی قسم کا نقصان یا احتیاج نہیں بلکہ ہر کمال اوس میں ہے اور ہر طرح سے غنی ہے۔ کذب و دروغ سے پاک ہے۔ اوس کی ذات پاک قدیم ہے اور باقی چیزیں اوس کے سوا سب حادث ہیں۔ اے برادران ایمانی تم پر واجب و لازم ہے کہ ضروریات دین سے باخبر اور آگاہ رہو۔ مثلاً نماز پنجگانہ کا واجب ہونا اور اوس کے لئے طہارت کا شرط ہونا اور حج کا بشرط استطاعت فرض جاننا اور جہاد کا واجب ہونا۔ اور حرام امور سے واقفیت پیدا کرنا بھی تمہارا فرض ہے مثلاً جھوٹ۔ زنا۔ شراب خواری کی حرمت اور سگ و خوک کے گوشت کا حرام جاننا۔ انکو نجس سمجھنا۔ اور مادر۔ خواہر۔ دختر وغیرہ محرمات شرعی سے نکاح کا حرام ہونا۔ ربا اور مال حرام کی حرمت۔ ظلم و ناانصافی کی قباحت۔ والدین کی نافرمانی کا حرام ہونا اور اونکی اطاعت کا فرض ہونا۔ پس اس قسم کے احکام اسلام کا جو کوئی منکر ہو یقیناً کافر ہے اور اسلام سے خارج واجب القتل ہے۔ اور مذہب امامیہ کی رو سے امامت ائمہ کا قائل ہونا مومن کے لئے فرض ہے۔ اونکی افضلیت کا اعتقاد اور اونکی اطاعت واجب لازم ہے۔ اس سے انکار کرنیوالا خوارج و نواصب کے زمرہ میں داخل ہے۔ ائمہ طاہرین ع کے پیرو کو لازم ہے کہ متعہ نساء اور حج تمتع کو حلال جانے اور اور دشمنان اہلبیت ع سے بیزاری رکھے۔ آنحضرت صلعم کے معراج جسمانی کا قائل ہو اس میں شیطانی وسوسہ اور شک و شبہ کو دخل نہ دے۔ کیونکہ انکار معراج سے کفر لازم آتا ہے۔ اور احادیث و اخبار جو پیغمبر خدا صلعم اور ائمہ ہدا ع سے منقول ہوں اون پر ایمان لائے۔ اگر کوئی

اونکی سمجھ میں نہ آئے اوس کی تردید و انکار نہ کرے شاید اوس کا مطلب اور معنی اوسکی سمجھ
میں نہ آئے ہوں مگر در اصل ٹھیک ہوں۔ اور اعتقاد و یقین اس امر کا بھی واجب ہے کہ
پیغمبر صلعم اور ائمہ عم ہر نیک و بد کی موت کے وقت اوس کے پاس تشریف لاتے ہیں۔
جس سے مرد مومن نیک کو خوشی ہوتی ہے اور نزع کی تکلیف میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ اور
بدکار کو خوف و ایذا زیادہ ہوتی ہے۔ اور یقین رکھنا چاہیے کہ جسم سے جدا ہوکر روح باقی
رہتی ہے اور اسی جسم کی مانند مثالی جسم اوسکو ملتا ہے اور اپنی پس ماندہ اقربا کے
حال سے باخبر ہوتی ہے۔ اور یقین رکھنا چاہیے کہ دفن کے بعد قبر میں فشار ضرور ہوگا
اور منکر و نکیر دو فرشتے وہاں آکر سوال کرینگے۔ اگر یہ شخص مرد مومن و بندہ ہے تو بشر و بشیر
دو فرشتے رحمت کے سوالات کے لئے آئینگے۔ اور اعتقاد رکھنا چاہیے کہ بہشت و دوزخ
خداوند تعالے کے پیدا کئے ہوئے موجود ہیں۔ ان دونوں سے انکار کرنا کفر ہے۔ امام رضا
علیہ السلام نے فرمایا جو شخص بہشت و دوزخ کا انکار کرے وہ آیات قرآنی کا منکر ہے۔
اور ہر ایک شیعہ کے لئے واجب ہے اقرار اور اعتقاد ائمہ علیہم السلام کی رجعت کا خصوصاً جناب
امیر علیہ السلام اور جناب امام حسین علیہ السلام اور جناب صاحب الامر علیہ السلام کی رجعت کے متعلق
بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ اپنی کتاب بحار الانوار میں اس کے متعلق مفصل حدیثیں
اور اونکی تشریح لکھی ہے۔ اور "رسالہ رجعت" جدا کتاب بھی تحریر کی ہے۔ اور اعتقاد رکھنا
چاہیے کہ قیامت کے روز خداوند عالم ہر ایک بندے کو زندہ کرکے اوس کے اصلی جسم میں اوٹھائیگا
اور حساب لیگا۔ اور لازم ہے کہ اعتقاد رکھو۔ اس دنیا کی زندگی میں ہر ایک کے ساتھ
خداوند عالم نے دو فرشتے مقرر کئے ہیں جو اوس کے اعمال لکھتے رہتے ہیں۔ دن بھر اعمال لکھکر

شام کو آسمان پر لیجاتے ہیں۔ اور بجاے اونکے دو فرشتے شب کے کام لکھنے کو آتے ہیں۔
اسی طرح صبح شام کا سلسلہ ہر بندے کیلئے تا دم زیست قائم رہتا ہے۔ اور اعتقاد رکھنا
چاہیے کہ جنہوں نے طاعت الٰہی کی۔ اور گناہوں سے اجتناب کیا۔ خداوند عالم ثواب عطا کریگے
وعدے میں اوس کے وعدہ خلافی نہ کریگا۔ ہاں گنہگاروں کے عذاب میں جسکو چاہے معاف کر دے
جس کو چاہے عذاب کرے۔ مگر کفار اور مشرک ہمیشہ جہنم میں رہینگے۔ اور واجب ہے کہ یقین رکھے
جناب رسالت پناہ صلعم اور ائمہ طاہرین عم قیامت کے روز اپنی امت کے گنہگاروں کی شفاعت
کرینگے مگر صرف مومنوں کے لئے نہ کہ مشرکوں بیدینوں کے لئے۔ اسی طرح باقی امور شرعیہ مثلاً
پل صراط۔ میزان عدل۔ نامۂ اعمال کا چپ راست اڑنا۔ عالم برزخ کا ہونا وغیرہ پر
ایمان لانا۔ اور اعتقاد رکھنا واجب و لازم ہے۔ اور ان امور میں حکماء و فلاسفہ یا دیگر ملحد
فرقوں کی راے کے موافق تاویل و تردید کرنا کفر و بیدینی ہے۔

دوسرا باب۔ عمل کے متعلق نصائح اور ہدایات کا بیان۔ اے
برادران ایمانی تمہیں معلوم ہو گیا۔ کہ ہر ایک مومن و مومنہ کو رسول انام صلعم اور ائمہ عم کی
اطاعت اقوال و افعال میں فرض ہے۔ اور واضح ہو گیا۔ کہ خداوند عالم کی تمام حکمتیں
اور احکام ان بزرگواروں کی احادیث و اخبار میں جمع ہیں۔ پس جو شخص ان کے علوم میں غور و
فکر کریگا وہی ان کی خوبیوں اور مصلحتوں سے بہرہ یاب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا
ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ یعنی جو لوگ ہماری راہ میں
کوشش کرینگے ہم ضرور اونکو اپنی ہدایت کے راستوں سے آگاہ کرینگے۔ پس ہدایت
و بہتری کے لئے کوشش کرو۔ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیونکہ خداوند عالم

وعدے میں خلاف نہیں کرتا۔ آگاہ رہو کہ راہ حق کے طلبگار کو واجب ہے پہلی اپنی نیت کو خالص بنائے۔ کیونکہ ہر ایک کام کا دارومدار نیت پر ہے۔ اور خلوص نیت درگاہ الٰہی کے توسل بغیر اور شیطان کی پیروی کے ترک اور دنیا کی محبت کے چھوڑنے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور واضح ہو۔ کہ نیت کے معنی ہیں وہ تحریک دلی اور ارادہ جو انسان کے فعل کا باعث ہوتا ہے اور یہ ایک پوشیدہ امر ہے جسکی خبر اونہیں کو ہوتی ہے جو طاعت و عبادت میں جد و جہد کرتے ہیں۔ اور بتوفیق الٰہی اپنے نفس کے عیبوں سے خبردار ہوتے ہیں۔ اور اوس کے امراض و مفاسد کے علاج سے واقف ہوتے ہیں۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا۔ یعنی "الہام فرمایا حق تعالے نے نفس کو اوسکے گناہوں اور فجور اور تقوی و پرہیزگاری کا" اور نیت تابع ہوتی ہو اوس حالت کے جس پر انسان قرار پکڑتا ہے۔ چنانچہ آیۂ مبارک قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ کی تفسیر میں وارد ہوا ہے کہ ہر شخص اپنی شاکلہ یعنی نیت کے موافق کام کرتا ہے۔ مثلاً کسی کے دل میں دنیا کی محبت غالب ہو اور دیکھے کہ نماز کے بغیر حصول دنیا میں حرج واقع ہوگا اسی نیت سے نماز پڑھے اوسکی نماز خدا کے لئے نہ ہوگی۔ اور واضح ہو کہ نیت کے لحاظ سے انسانوں کی کئی قسمیں ہیں اونمیں سے نو قسم ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔

اول وہ لوگ جن پر بدبختی و شقاوت غالب ہو۔ دنیا اور دنیا کی ناپائدار چیزوں کی محبت میں گرفتار ہیں جو کام کرتے ہیں نفع دنیا کی غرض سے کرتے ہیں۔ اس قماش کے لوگ اگر اپنی حالت کو درست نہ کریں اور اسی پر قائم رہیں بگڑتے بگڑتے دین و ایمان بھی ہاتھ سے کھو بیٹھتے ہیں۔

دوسرے ان سے ایک درجہ بڑھ کر وہ لوگ ہیں جو اعمال میں دنیا اور آخرت دونوں کو
مد نظر رکھتے ہیں۔ ان میں سے جس کی زیادہ محبت ہو اوسی کے لئے عمل کرتے ہیں۔ ایسے آدمی اگر
اپنے آپکو جلد نہ سنبھالیں رفتہ رفتہ پہلی قسم والوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔

تیسرے وہ لوگ کہ خوف خدا اون پر چھایا ہو۔ جو عمل کریں اس نیت سے کہ عذاب الہی
سے بچ جائیں۔ ان کی عبادت صحیح تو ہے لیکن درجہ کمال سے گری ہوئی۔ حدیث میں
آیا ہے کہ اس قسم کی عبادت غلاموں کی اطاعت جیسی ہے جو ڈر کے مارے حکم بجا لاتے ہیں۔

چوتھے وہ جنکی عبادت کا باعث آخرت کی اون نعمتوں کا شوق ہو۔ جو خداوند عالم نے
نیکوں اور عابدوں کے لئے مقرر فرمائی ہیں۔ یہ عبادت بھی عبادت کاملین کے
درجہ کو نہیں پہنچتی۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ یہ عمل مزدوروں کے کام جیسا ہے جو
اجرت کے شوق میں کرتے ہیں۔

پانچویں وہ لوگ جو خداوند تعالے کو لائق عبادت سمجھکر اوسکی پرستش کرتے ہیں اور
عذاب و ثواب کچھ ملحوظ خاطر نہیں ہوتا۔ یہ مرتبہ صدیقوں کا ہے۔ چنانچہ جناب امیرالمومنین ع م
دعا میں فرماتے ہیں۔ ما عبدتک خوفا من نارک و لا طمعا فی جنتک بل وجدتک
اھلا للعبادۃ فعبدتک۔ یعنی اے میرے پروردگار میں تیری عبادت تیرے جہنم
کے خوف یا تیرے بہشت کی طمع سے نہیں کرتا بلکہ اس لئے عبادت کرتا ہوں کہ تو عبادت
کے لائق ہے۔

چھٹے وہ لوگ کہ خداتعالے کو ہر حال سے باخبر جان کر اس کی بے حساب نعمتوں کے شکریہ
میں اوس کی عبادت کرتے ہیں یا جیسا اون کی عقل اون کو حسنات کی خوبی اور گناہوں کی

برائی پر آگاہ کرتی ہے۔

ساتویں وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ خداوند تعالے اون کو دیکھتا ہے اور شرم و حیا سے اوس کی عبادت کرتے ہیں۔

آٹھویں وہ گروہ جن کی عبادت کا باعث خدا کی محبت ہوتی ہے اور محبت صادق کے باعث کسی امر میں اپنے محبوب کی مخالفت پسند نہیں کرتے۔

نویں وہ گروہ جو خداوند تعالے کا تقرب حاصل کرنے کے لئے اوس کی عبادت کرتے ہیں۔ قرب سے اس مقام میں قرب مکانی یا زمانی غرض نہیں ہے۔ بلکہ قرب بحسب کمال اور تقرب بلحاظ مصاحبت معنوی مراد ہے۔ مراتب و مدارج کی حیثیت سے نیت کی اور بھی بہت اقسام ہیں۔ مراتب مذکورہ تمثیل کے طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ پس مومن کو لازم ہے کہ گمراہی و ہلاکت کے راستوں سے بچکر چلے اور نیت کی صفائی سے اللہ تعالے کے خالص و مخلص بندوں کا طریق اختیار کرے تاکہ شیطان لعین کو اس کے بہکانے کا موقع نہ ملے۔ جیساکہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ یعنی میرے خالص بندوں پر اے شیطان تیرا تسلط نہ ہمینے پائیگا۔ اور جناب باری کی درگاہ سے توسل پیدا کرکے جہاں تک ممکن ہو نیت کا خلوص پیدا کرے۔ پھر محض رضائے الہی کے ارادے سے تحصیل علم کرے۔ مگر یہ تحصیل اون لوگوں سے ہو جو اہلبیت کے معتقد اور اونکے علم سے بہرہ یاب ہیں۔ اور علم کے حصول سے غرض اصلی عمل ہونا چاہئے کیونکہ علم بلا عمل کچھ مفید نہیں ہے۔ اور اسی طرح عمل بغیر علم کے بیفائدہ ہے۔ جناب صادق ع نے فرمایا بیعلم عمل کرنیوالا ایسا ہے جیسے راستہ بھولا ہوا مسافر کہ جسقدر چلتا جائیگا۔

منزل مقصود سے دور ہوتا جائیگا۔ اور بعد علم عمل والے کی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ
خداوند عالم اوس کے علم کو زیادہ کرتا ہے۔ اور ایسی چیزوں سے آگاہ کرتا ہے جو پہلے نہ جانتا
تھا۔ علم عمل کیلئے ایسا ہے جیسا تاریک راستہ میں مسافر کے لئے چراغ۔ بعد ان مراتب کے
مناسب ہے کہ روزانہ عملدرآمد کیلئے دن کے تین حصے کرے۔ ایک حصہ میں وجہ حلال سے کسب معاش
کرے۔ ایک میں تحصیل علم اور ایک حصہ میں فرائض اور سنت عبادات بجالاوے۔ تحصیل علم
میں لحاظ رکھے کہ اول کسی قدر ابتدائی علوم صرف و نحو منطق۔ اصول فقہ وغیرہ حاصل کرے
بعد اس کے علم حدیث اور تفسیر کا شغل کرے۔ کتب اربعہ کافی۔ استبصار۔ تہذیب۔ من لا یحضرہ الفقیہ
اور دیگر حدیث کی کتابیں پڑھے۔ ہماری کتاب بحار الانوار کو دیکھو کہ اوس میں بے حساب حدیثیں
جمع کی ہیں اور اونکی تشریح کرکے اوس کے نام کے موافق علوم دینیہ کا بحر بے پایاں بنا دیا ہے۔
واضح رہے کہ ہر ایک عبادت کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن۔ ظاہری عبادت اوس کے
ارکان و افعال مخصوص ہیں مثلاً رکوع و سجود۔ قیام و قعود۔ اور باطنی عبادت اوس کے ثواب و
اجر کے ثمرے جو اوس پر مرتب ہوتے ہیں اور اوس کی روح حضور قلب اور خلوص نیت مثلاً
عبادت نماز کہ ظاہر میں ایک فعل مخصوص ہے اور باطن میں خداوند تعالے نے اوس کے لئے
مراتب عظیم مقرر کئے ہیں۔ فرمایا۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔ یعنی نماز
اپنے صاحب کو بری باتوں اور ناشرع امور سے باز رکھتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے اَلصَّلٰوۃُ
مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ۔ نماز مومن کیلئے درجات عالی پر فائز ہونیکی باعث ہے۔ پس ایسے
عظیم الشان نتائج صرف ظاہری افعال سے نہیں حاصل ہو سکتے بلکہ روح نماز یعنی
حضور قلب سے حاصل ہوتے ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جاوے نماز کا باشرائط ادا ہونا تمام

امراض نفسانی اور مفاسد روحانی کا علاج ہے۔ اس لئے مرد مومن دیندار کو لازم ہے نمازی کہ ہر فعل میں اصل مقصود اور راز مخفی کو مد نظر رکھے۔

اور واضح ہو کہ عبادت کے قبول ہونیکی شرطوں میں بڑی شرط یہ ہے کہ پرہیزگار بنے خلاف شرع امور سے اجتناب کرے۔ کیونکہ اس کے بغیر عبادت سے تقرب الٰہی نہیں حاصل ہوتا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ۔ یعنی "حق تعالیٰ سوائے پرہیزگاروں کے کسی کا عمل قبول نہیں کرتا"۔ بندہ گنہگار چونکہ جرم وخطا کاری سے خالی نہیں لازم ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے اپنے پروردگار کے سامنے عجز و نیاز سے گریہ وزاری کرے تاکہ گناہ معاف ہو کر مناجات الٰہی کی قابلیت حاصل ہو۔ جب نماز شروع کرے تکبیر کہنے کے وقت اوسکے معنی کی طرف غور ہو کہ حق تعالےٰ بزرگ و برتر ہے اور اوس کی ذات پاک ہر نقص سے بری اور بے عیب ہے۔ پھر دعاء توجہ کے وقت دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے عجز و انکسار سے اظہار اطاعت کرے۔ سورۂ فاتحہ کے وقت سمجھے کہ اپنے مالک حقیقی سے ہمکلام ہو رہا ہوں۔ اوس کے ہر فقرہ کے مضمون کو جس طرح لفظوں کو زبان سے ادا کرتا ہے خلوص قلب سے ادا کرے۔ اور ضروری ہے کہ ارکان نماز اور دیگر عبادات میں ائمہ طاہرین کے طریقہ پر کاربند ہو۔ تاکہ اس کا عمل نجات آخرت، تکمیل نفس اور قرب الٰہی کا سبب بنے۔ بعد اس کے معلوم ہو کہ تقرب درگاہ احدی کا قریب ترین راستہ دعا اور مناجات ہے۔ اس میں بھی حضور قلب، خلوص محبت اور توسل بوسیلۂ کامل شرط ہے۔ اور ہر طرف سے امید قطع کر کے خداوند عالم کی طرف پوری توجہ کرے اور دعا کا طریق وہی اختیار کرے جو ائمہ معصومین علیہم السلام سے مروی ہے۔ یہ دعائیں دو قسم پر ہیں۔ پہلی قسم وہ دعائیں

جو وظیفہ کے طور پر ہر روز و شب کے لئے مقرر ہیں۔ ان کا مضمون زیادہ تر تجدید عقائد۔ طلب مقاصد۔ سوال مغفرت وغیرہ پر مشتمل ہے۔ ان کے پڑھنے والے کو چاہئے خلوص قلب سے خدا پر توکل تام کر کے تضرع اور زاری کے ساتھ پڑھا کرے۔ اور اگر پوری توجہ نہ ہو سکے اس کے پیدا کرنے کی کوشش کرے اور اس خیال سے دعاؤں کا پڑھنا چھوڑ دے کہ مجھ کو پوری توجہ ہو نہیں سکتی۔

دوسری قسم خاص مناجاتیں اور دعائیں ہیں جن کا مضمون زیادہ تر اظہار محبت۔ اقرار عجز۔ اعتراف معصیت۔ طلب استغفار اور توبہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایسی دعاؤں کو گریہ وزاری اور عجز و انکسار کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔ اور ایسا نہ ہو کی صورت میں دل کی حالت زبان کے موافق نہ ہونے سے تمسخر اور استہزا کی مشابہت ہو جائیگی۔ جو خدا کی درگاہ میں بے ادبی کا باعث ہو کر قبولیت اور تقرب سے محروم کر دیگی۔ اس طرح کی دعائیں صحیفہ کاملہ اور دیگر کتب وظائف میں بہت مرقوم ہیں۔ اون میں سے جو جو حسب حال اور مطلب کے مطابق دیکھے پڑھے۔

اور واضح ہو کہ انسان کیلئے اخلاق حسنہ سے آراستہ ہونا اور سعادات نیک سے خوگر ہونا بڑی سعادت ہے۔ مثلاً سخاوت۔ شجاعت۔ تواضع۔ حلم وغیرہ کہ عقل و شرع کی رو سے صفات محمودہ ہیں۔ اسی طرح بد خصلتوں سے بچنا ضروری ہے جن کے برا ہونے پر عقل و شرع گواہی دیتے ہیں۔ پس ہر ایک مومن کو چاہئے۔ نیک اخلاق حاصل کرے اور برے خصائل سے باز رہے۔ بعض صوفیہ فرقے والوں کا خیال ہے کہ یہ دونوں باتیں دنیاوی لوازم کے ترک اور دشوار امور کی برداشت سے حاصل ہوتی ہیں

مثلاً اہل و عیال کو چھوڑ کر جنگل میں رہنے۔ بھوک پیاس کی تکلیف اٹھانے۔ تنہائی۔ بیداری اور بے آرامی کی مصیبت اٹھانے سے حاصل ہوتی ہیں۔ یہ غلط ہے۔ کیونکہ میں نے ایسی عادت والے بہت لوگوں کو دیکھا۔ کہ بجائے نیک اخلاق پیدا ہونیکے بد خصلتیں اور زیادہ ہوگئیں مثلاً تکبر کے باعث اپنے آپکو انبیاء سے زیادہ سمجھنے لگے۔ نخوت کے سبب کلام میں درشتی اور عوام سے نفرت پیدا ہوگئی۔ عوام الناس کے چونکہ معاشرت اور میل جول نہیں رکھتے لوگ بیخبری کے سبب اچھا کہتے ہیں اور تعریفیں کر کے نیک مشہور کر دیتے ہیں۔ در اصل انسان کے امراض نفسانی حق تعالے کی طرف رجوع کرنیکے بغیر زائل نہیں ہو سکتے۔ آدمی کو چاہئے کہ بُرے اخلاق کے بُرے نتائج اور خراب انجام کی طرف غور و تامل کر کے نفس کو اونکی مخالفت کا عادی بنائے۔ مثلاً اگر بخل کا عیب اپنے میں پائے اور مال کی محبت زیادہ رکھتا ہو۔ خیال کرے کہ جمع کردہ مال مرنے کے بعد کچھ فائدہ نہ دیگا اس کا اصل نفع راہ خدا میں خرچ کرنے سے حاصل ہوگا۔ پھر ان آیات و احادیث کو دیکھے جو سخاوت کی تعریف میں وارد ہوئی ہیں اور بخل کی مذمت میں آئی ہیں۔ ان سے عبرت پاکر نفس کی اصلاح کی کوشش کرے اول اول عادت کا بدلنا کسی قدر دشوار معلوم ہوگا۔ آخر میں عادی ہوکر کچھ دشواری نہ رہیگی اسی طرح اگر حب جاہ۔ اعزاز طلبی۔ بالا نشینی کا مرض اپنے میں پائے۔ انکساری و فروتنی کے اوصاف میں تامل کرکے آہستہ آہستہ تواضع کی صفت اختیار کرے۔ باقی بد اخلاقیوں اور بُری خصلتوں کو بھی اسی طرح دفع کرنیکی کوشش کرے۔ اور اس امر میں امداد الٰہی حاصل کرنے اور توسل و ربط کو زیادہ پیدا کرنے کیلئے صحیفۂ کاملہ کی اور دیگر کتب صحائف کی دعائیں جو درستی اخلاق کے لئے مخصوص ہیں توجہ و خضوع سے پڑھے۔ خصوصاً دعائے مکارم اخلاق

اور دعاء استعاذہ وغیرہ۔ اور احکام شرعی کا پابند ہو کر عبادات واجبہ و سنت کو باشرائط بجالاوے۔

اے برادران ایمانی واضح ہو کہ شب و روز کی سنت اور نافلہ نمازیں حضرت رسولؐ کی سنت تاکیدی ہیں۔ آنحضرت صلعم نے اپنی زندگی میں مرتے دم تک انکو ترک نہیں کیا اس لئے لازم ہے کہ ان پر پابند ہو کر کبھی ان سے غفلت نہ کرو۔ اگر کسی وقت کی قضا ہو جائیں دوسرے وقت میں ادا کرو۔ اسی طرح ہر قمری مہینے کے پہلے اور آخیر کے پنجشنبہ اور درمیان کے چہارشنبہ کو روزہ رکھنا آنجناب صلعم کی سنت ہے۔ تم اس نعمت و برکت سے خالی نہ رہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔ یعنی جو ایک نیکی کرے پس اوسکے لئے اس نیکی کا دس گونہ ثواب ہوگا۔ اور لازم ہے کہ دعائیں اور مناجاتیں جو ائمہ علیہم السلام سے منقول ہیں اپنے پروردگار قاضی الحاجات کے سامنے ہر روز خشوع و خضوع سے پڑھا کرو۔ خصوصاً نصف شب اور آخر شب کے وقت کیونکہ اس وقت رحمت و مغفرت کے دروازے کھلے ہوتے ہیں خداوند عالم اس وقت میں اپنے بندے کی دعا قبول فرماتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا۔ یعنی بہ تحقیق آخر شب کا وقت زیادہ پختہ و مناسب ہے رفتار کے لحاظ سے اور زیادہ مضبوط ہے گفتار کے لحاظ سے۔ تلاوت قرآن اور دعا کا اثر اس وقت زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ حواس کی جمعیت دل کے اطمینان اور نفس کی تازگی کے سبب رجوع و خلوص پورے طور سے ہوتا ہے۔ نماز صبح کی تعقیبات میں جو دعائیں منقول ہیں اون کو ہمیشہ پڑھو کہ صبح کے وقت رزاق کریم کے دروازے سے بندوں کو روزی تقسیم

ہوتی ہے تم بھی اپنا حصہ عجز و انکسار سے طلب کرو۔ اور لازم ہے کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے
پھرتے ہر وقت لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ
واللہ اکبر کو ورد زبان رکھو۔ کیونکہ یہ دو فقرے عرش عبادت کے ستون ہیں
ان کے بعد محمد صلعم اور آل محمد صلعم پر درود پڑھو کہ اس کا پڑھنا بہترین اعمال ہے۔ اگر
زیادہ نہ ہو سکے ہر روز و شب میں سو بار درود ضرور پڑھنا چاہئے اور جمعہ کے
روز و شب میں ہزار دفعہ پڑھنا مستحب ہے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کے
اذکار اربعہ جنکی فضیلت حدیث میں بہت کچھ آئی ہے ہر روز پڑھنے چاہئیں۔
اول ان میں مَاشَاءَ اللّٰهُ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ہے کہ اس کے ورد سے روزی
فراخ اور مشکل کام آسان ہوتے ہیں۔ دوسرا۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ہے
دفع خوف دشمن کے لئے۔ تیسرا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ
ہے۔ دنیا کے غم و رنج کے دور کرنے کو اور آخرت کی تکلیف سے بچنے کو۔ چوتھا
اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ۔ توکل و صبر کے لئے اور مکر دشمن
سے بچنے کے لئے۔ اور تین سو ساٹھ مرتبہ جسم کی رگوں کی تعداد کے برابر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ كَثِیْرًا عَلٰی كُلِّ حَالٍ ہر روز پڑھنا چاہئے۔ اور ہر روز صبح کو اور شام
کو ستر مرتبہ پڑھنا چاہئے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔ اس سے گناہوں
کی مغفرت۔ روزی میں وسعت۔ اولاد میں برکت ہوتی ہے۔ اور سو مرتبہ ہر
روز لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ پڑھنا چاہئے۔ اگر یہی تسبیح اعتقاد اور
رجوع قلب سے تین مرتبہ بھی پڑھے کافی ہے۔ اور سو مرتبہ ہر روز لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھنا چاہئے۔ اور سنت تاکیدی ہے کہ ہر روز دس مرتبہ پڑھے اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اِلٰھًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَّمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا۔ اور سنت موکدہ ہے کہ ہر روز طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے دس مرتبہ پڑھے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَیُمِیْتُ وَیُحْیِیْ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنَ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ اس ذکر کے بارے میں وارد ہے کہ سنت واجب ہے۔ کسی وقت اگر پڑھنے سے فراموش ہو جائے۔ قضا کے طور پر دوسرے وقت پڑھ لے۔ اور صبح کی نماز اور مغرب کی نماز کے بعد دس مرتبہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھے۔ اتنا نہ ہو سکے سات مرتبہ پڑھ لے۔ کیونکہ اس ذکر کی برکت سے خدا تعالے سو قسم کی بلاؤں کو دفع کرتا ہے۔ اور مومن کو چاہئے سورہ قل ھو اللہ احد اور سورہ انا انزلنا کو بہت پڑھا کرے۔ ہو سکے تو سو مرتبہ روز پڑھ لیا کرے اور ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی۔ آیۃ شہد اللہ۔ آیۃ قل اللھم۔ سورہ حمد۔ سورہ قل ھو اللہ احد ضرور پڑھے۔

یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا اہلبیت علیہم السلام کی حدیثوں سے لیا ہے۔ پس جو شخص مومن دیندار پیرو ائمہ اطہار ہو۔ کسی امر میں شک و شبہ نہ کرے اور ان کے بجالانے کو اپنا دین و ایمان سمجھے۔ بندہ مومن کو لازم ہے کہ نماز جعفر طیار

جس کا طریق وظائف کی کتابوں میں مذکور ہے پڑھتا ہے۔ زیادہ اگر نہ ہو سکے۔ ہفتہ میں ایک بار ضرور پڑھے۔ خصوصًا طلب حاجت اور سوال کے وقت کیونکہ قبولیت دعا کی تاثیر میں یہ نماز مجرب ہے۔ اور ہر ایک مومن کو لازم ہے۔ وظائف اور دعاؤں کی کتابیں مہیا کر کے اپنے پاس موجود رکھے۔ اور اون سے دیکھ کر روز و شب کے وظائف و اعمال ادا کرتا رہے۔ اور ایسے عمل و وظیفے سے اجتناب کرے جو ائمہ طاہرین علیہم السلام سے منقول نہ ہو۔ کیونکہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ قَلِیْلٌ فِیْ سُنَّۃٍ خَیْرٌ مِنْ کَثِیْرٍ فِیْ بِدْعَۃٍ۔ یعنی تھوڑی سی عبادت جو سنت کے موافق ہو بہتر ہے اوس بہت سی عبادت سے جو بدعت کے طریق پر ہو"۔ اے برادر مومن کو لازم ہے کہ کم کھانے اور کم سونے کی عادت کرے۔ لیکن اتنا بھی نہ ہو۔ جس سے جسم لاغر ہو کر کمزور ہو جائے۔ اور اعمال ضروری نہ ادا کر سکے۔ یہ جسم نفس کے لئے مثل سواری کے ہے۔ اگر اس میں طاقت و توانائی قایم رہیگی۔ نفس کو منزل مقصود پر پہنچاویگی۔ ورنہ اس کے بغیر نفس کچھ نہیں کر سکتا۔ اور لازم ہے۔ کہ بندۂ مومن اپنے لئے خوراک اور لباس حلال وجہ سے پیدا کرے۔ بلکہ تمام ضروریات میں اس امر کا بہت بڑا لحاظ رکھے۔ کیونکہ بغیر اس کے نیک عمل اور دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ اور چاہیئے کہ فاسق و بدکار ظلم پیشہ جفا شعار لوگوں کے میل ملاپ اور مصاحبت سے اپنے تئیں بچاوے۔ کیونکہ ایسے لوگوں کی صحبت دل کو سخت و سیاہ کر دیتی ہے۔ ہاں کسی جائز صورت سے ملنے کی ضرورت پڑے۔ تو مضائقہ نہیں۔ مثلًا کسی مومن کی اعانت یا مظلوم کی امداد۔

اور جہاں تک ہو سکے۔ نیکوں کی صحبت اختیار کرے۔ جس سے نفع دینی اور دنیاوی حاصل ہو۔ ورنہ دنیا میں اکثر ایسے ہی لوگ ہیں جن کے ملنے سے ضرر کے سوا کوئی توقع نہیں۔ جناب عیسےٰ علیہ السلام کے حواریوں نے حضرت سے سوال کیا۔ مَعَ مَنْ نُجَالِسُ۔ یعنی ہمیں کیسے کی صحبت اختیار کرنی چاہئے۔" فرمایا۔ مَنْ یُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ رُؤْیَتُہٗ وَیَزِیْدُکُمْ فِی الْعِلْمِ مَنْطِقُہٗ وَیُرَغِّبُکُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَمَلُہٗ۔ یعنی" جس کا دیدار خدا کو یاد دلائے اور گفتار تمہارے علم کو زیادہ کرے اور اوس کا عمل تمہیں آخرت کی طرف راغب کرے۔"

اور مناسب ہے کہ آدمی بیفائدہ کلام اور فضول باتوں سے خاموشی اختیار کرے شرعی امور میں حلال و حرام کے متعلق اگر نہ جانتا ہو۔ کچھ نہ کہے۔ کیونکہ علم کے بغیر فتوے دینے والا دوزخ کے کنارے پر ہوتا ہے۔ خداوند عالم نے فرمایا۔ اَلَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وُجُوْھُھُمْ مُسْوَدَّۃٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ یعنی" جو لوگ خدا پر جھوٹ کا افترا باندھتے ہیں۔ اون کے منہ قیامت کے روز کالے ہونگے۔" اور بندۂ مومن کو مناسب ہے کہ علماء ربانی کی صحبت کو غنیمت جانے۔ اون سے احکام دین حاصل کرے۔ شریعت کی باتیں سنے۔ اور پرہیزگار عابدوں کی میل ملاقات سے نیک عمل اور نیک اخلاق سیکھے۔

اور اے برادر مومن۔ تجھے چاہئے کسی مومن بھائی کی نسبت بدگمان نہ رکھے اون کی باتوں اور کاموں کو اچھی نگاہ سے دیکھے خوبی پر محمول کرے۔ عزیز من ہر امر میں تیرا دل خدا کی طرف ہونا چاہئے۔ تکلیف و مصیبت کے وقت صبر اختیار کرے

خدا کی طرف سے راحت کا منتظر رہ۔ آرام وخوشی کی حالت میں اوس کی نعمتوں کا شکر بجا لا۔ اوس کو حاضر و ناظر سمجھ کر گناہ سے اور اوس کی نافرمانی سے باز رہ۔

عزیز من۔ متقی۔ پرہیزگار۔ مومن نکوشعار کے اوصاف حدیثوں سے پڑھ کر معلوم کر۔ خصوصاً جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے اوس خطبہ کا مطالعہ کر۔ جو آپنے ہمام کے خط میں تحریر فرمایا ہے۔ میرے والد بزرگوار علامۂ روزگار نے اوس پر نہایت مفصل شرح لکھی ہے اوس کو غور سے پڑھ لے۔

عزیز من۔ یاد رکھ۔ یہ جو کچھ میں نے لکھا ہے۔ معادن ہدایت وارثین علم نبوت یعنی اہل بیت حضرت رسالت مآب صلعم سے لکھا ہے۔ اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہی۔ وَفَّقَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ لِمَا يُحِبُّ وَيَرْضٰى وَيَجْعَلُنَا وَاِيَّاكُمْ مِمَّنْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعُهُ الذِّكْرٰى۔ "پروردگار عالم توفیق دے ہمیں اور تمہیں اون باتوں کی جن کو وہ پسند کرتا ہے۔ اور ہمیں تمہیں اون لوگوں میں شامل کرے جو ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ پس یہ ذکر اون کو نفع دیگا۔" بعون اللہ تعالے تذکرہ جناب مجلسی علیہ الرحمۃ ختم ہوا ✦

مومنین بالیقین کے فائدہ کے لئے جناب آیۃ اللہ فی العالمین علامہ حسن بن یوسف بن علی بن مطہر حلی علیہ الرحمۃ المعروف بہ علامۂ حلی رحمۃ اللہ علیہ کے نصائح اور وصایا لکھے جاتے ہیں۔ جو آنجناب نے اپنے فرزند ارجمند فخر المحققین سر آمد مجتہدین کاملین محمد ابن حسن اعلی اللہ مقامہ کو از راہ شفقت دین و دنیا کے نفع کی غرض سے فرمائیں۔ خداوند تعالے ان سے ہر مومن اور مومنہ کو فیض پانے اور

نفع دارین اٹھانے کی توفیق عطا کرے۔ فرماتے ہیں اے میرے فرزند تمکو معلوم
ہو۔ (خدا تیری امداد کرے اپنی عبادت اور اطاعت پر۔ اور تجھے اون امور کی ہدایت
کرے جن کو وہ پسند کرتا ہے۔ اور تیری نیک امیدوں اور آرزوؤں پر تجھ کو کامیاب
کرے۔ اور دونوں جہان میں نیک بختی بخشے۔ اور وہ چیزیں عطا کرے جو تیرے
دل کی راحت آنکھوں کی خنکی کا باعث ہوں۔ عیش گوارا اور عمر سعید تیرے لئے
دراز ہو تیرے اعمال و مساعی کا خاتمہ بخیر و صلاح ہو۔ سعادت و نیک بختی کے
اسباب اور بہت سی برکتیں خدا کی طرف سے تیرے پر نازل ہوں۔ ہر خوف و خطر
اور تکلیف و شر سے اللہ تعالے تجھے محفوظ رکھے) کہ اس کتاب میں تیری خاطر میں
نے امور دین اور احکام شریعت کے قواعد مختصر کر کے خلاصہ کے طور پر آسان عبارت
میں لکھ دئے ہیں۔ اور ہدایت و راہ راست کے طریقے واضح کر کے بیان کر دئے ہیں
جب یہ کتاب میں نے لکھی پچاس سال میری عمر کے ختم ہو چکے تھے۔ ساٹھ کا عشرہ
شروع ہو گیا تھا۔ جس کی نسبت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
لشکر موت کے ہجوم کا عشرہ ہے۔ پس اگر خداوند تعالے نے اس میں موت کا حکم بھیج
دیا اور اپنی قضا و تقدیر کو پورا کیا۔ اور فرمان الہی جو ہر ایک حاضر و غائب بندے
کے لئے مقرر ہے مجھ پر جاری ہوا۔ تو سمجھنا کہ یہ باتیں جو میں لکھتا ہوں تیرے لئے
وصیتیں اور نصیحتیں ہیں۔ کہ آثار موت ظاہر ہونے کے وقت ان کا بیان کرنا
خدا نے مجھ پر واجب کیا ہے۔ اے فرزند راہ خدا میں تقوے اور پرہیزگاری اختیار
کر۔ کہ راہ راست اور صراط مستقیم یہی ہے۔ دین و دنیا میں حفاظت کی سپر ہے

م
کتاب
قواعد الاحکام
فی معرفۃ
الحلال
والحرام
۱۲

باقیات صالحات اسی کو کہتے ہیں۔ اور جو توشے تو اوس روز کے لئے جس روز خوف وبیم سے آنکھیں کھلی ہونگی یا مددگار کچھ نفع نہ دے سکینگے تیار کرے۔ اون سب میں یہ زیادہ نفع دینے والا ہوگا۔

اور اَے فرزند احکام الٰہی کی فرمانبرداری اور خدا کو خوش کرنے والی باتوں کا اختیار کرنا اور اوس کے ناپسندیدہ امور سے اجتناب کرنا تجھ پر لازم ہے اور مناسب ہے کہ اوقات زندگی کو کمالات نفسانی اور فضائل علمیہ کے حاصل کرنے میں صرف کرے۔ نقائص کی پستی سے بلندی کمال اور اوج عرفان کی طرف ترقی کرے۔

اے فرزند برادران دینی کی امداد سے نیکی حاصل کر۔ دنیا میں اپنے ساتھ بدی کرنے والے سے نیکی کا مقابلہ کر۔ نیکی اور احسان کرنے والے کا احسان مند اور شکر گذار رہو۔ اے فرزند جاہلوں نادانوں کی صحبت سے بچ۔ کیونکہ ایسوں کے پاس بیٹھنے سے بُرے اخلاق اور بدخصلتیں پیدا ہوتی ہیں۔ صاحبان علم وفضل کی مصاحبت اختیار کر۔ کہ ان سے استعداد وقابلیت والے کو کمالات کا فیض حاصل ہوتا ہے۔ نامعلوم باتیں معلوم ہوکر لیاقت ذہنی کے پختہ ہونے کا پھل ملتا ہے۔

اور اَے فرزند تیرا آج کا دن گذشتہ کل کے روز سے بہتر ہونا چاہیئے۔ دن رات اپنے نفس کی نگہبانی کر۔ اپنے افعال و اعمال پر دھیان رکھ۔ اے فرزند صبر وتوکل اور خداوند تعالےٰ کی رضا پر چلنے کی خصلت اپنے میں پختہ بنا۔ حق تعالےٰ کی مغفرت ورحمت کا خواستگار رہو۔

اے فرزند مظلوموں کی بددعا سے خوف کر۔ اور یتیموں کی آہ سے ڈر۔ عاجز بیوہ
بوڑھی عورتوں کی دل آزاری سے پرہیز کر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ شکستہ دلوں کی دل شکنی کو
معاف نہیں کرتا۔ اور انتقام سے درگذر نہیں فرماتا۔ اے فرزند نماز تہجد کو نہ چھوڑنا
کہ رسول خدا صلعم ہمیشہ پڑھتے رہے۔ اور اپنی امت کے دینداروں کو اسکی پابندی کا
حکم فرما گئے۔ شب بیداری اور ادائے تہجد پر جس شخص کا خاتمہ ہو ضرور اس کے لئے
آخرت میں بہشت کا آرام ہے۔ اے فرزند ہمیشہ صلۂ رحم بجالانا اور اسکو لازم سمجھنا
کہ اسکی برکت سے اللہ تعالیٰ عمر دراز کرتا ہے۔ اور لوگوں سے خوش اخلاقی کے ساتھ پیش
آنا کہ جناب رسالت مآب صلعم نے فرمایا۔ اِنَّكُمْ لَنْ تَسَعُوا النَّاسَ بِاَمْوَالِكُمْ فَسَعُوهُمْ
بِاَخْلَاقِكُمْ۔ یعنی تم نہیں احاطہ کر سکتے خلق خدا کا اپنے مال سے۔ پس انکا احاطہ کرو اپنے
اخلاق سے۔ اے فرزند سادات کرام کی تعظیم و توقیر اور پاس ادب کو لازم سمجھ خدا تعالیٰ اونکے
حق میں بہت تاکید سے وصیت فرماتا ہے اور ان کی دوستی کو اجر رسالت قرار دیا ہے فرمایا
قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ یعنی کہدے اے محمد میں تم سے رسالت کا اجر
سوائے اپنے قربا کی دوستی کے کچھ نہیں چاہتا۔ اور جناب رسالتمآب صلعم نے حدیث میں فرمایا انا
شَافِعٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِاَرْبَعَةِ اَصْنَافٍ وَلَوْ جَاؤُا بِذُنُوْبِ اَهْلِ الدُّنْيَا۔ یعنی قیامت کے روز
میں چار لوگوں کی شفاعت کرونگا اگرچہ وہ دنیا بھر کے گناہ اپنی گردن پر رکھتے ہوں۔
رَجُلٌ نَصَرَ ذُرِّيَّتِي وَبَذَلَ مَالَهٗ لِذُرِّيَّتِي عِنْدَ الْمَضِيْقِ۔ ایک وہ شخص جو میری ذریت کی
امداد کرے۔ دوسرے جو تنگی کے وقت اونکے لئے اپنا مال خرچ کرے۔ وَرَجُلٌ اَحَبَّ ذُرِّيَّتِي
بِاللِّسَانِ وَالْقَلْبِ۔ تیسرے جو کوئی میری ذریت کیساتھ دل و جان سے محبت و دوستی کرے۔

وَرَجُلٌ سَعٰی فِی قَضَاءِ حَوَائِجِ ذُرِّیَّتِی اِذَا طُرِدُوْا وَشُرِّدُوْا۔ چوتھے جو شخص میری ذریت کی حاجت برآری میں کوشش کرے جبکہ وہ راندہ پراگندہ و پریشان ہو۔

اور جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ نَادٰی مُنَادٍ اَیُّهَا الْخَلَائِقُ اَنْصِتُوْا فَاِنَّ مُحَمَّدًا یُکَلِّمُکُمْ فَیُنْصِتُ الْخَلَائِقُ فَیَقُوْمُ مُحَمَّدٌ وَیَقُوْلُ یَا مَعْشَرَ الْخَلَائِقِ مَنْ کَانَتْ لَہٗ عِنْدِیْ یَدٌ اَوْ مِنَّۃٌ اَوْ مَعْرُوْفٌ فَلْیَقُمْ حَتّٰی اُکَافِیَہٗ فَیَقُوْلُوْنَ بِآبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاَیُّ یَدٍ وَاَیُّ مَعْرُوْفٍ لَنَا بَلِ الْیَدُ وَالْمَعْرُوْفُ وَالْمِنَّۃُ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ عَلٰی جَمِیْعِ الْخَلَائِقِ فَیَقُوْلُ بَلٰی مَنْ اٰوٰی اَحَدًا مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ اَوْ بَرَّهُمْ اَوْ کَسَاهُمْ مِنْ عُرْیٍ اَوْ اَشْبَعَ جَائِعَهُمْ فَلْیَقُمْ حَتّٰی اُکَافِیَہٗ فَیَقُوْمُ اُنَاسٌ قَدْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَیَاْتِی النِّدَاءُ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ یَا مُحَمَّدُ یَا حَبِیْبِیْ قَدْ جَعَلْتُ مُکَافَاتَهُمْ اِلَیْكَ فَاَسْکِنْهُمْ مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ شِئْتَ فِی الْوَسِیْلَۃِ حَیْثُ لَا یُحْجَبُوْنَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَاَهْلِ بَیْتِہٖ فَیُسْکِنُهُمْ۔ یعنی جس وقت قیامت کا روز ہوگا ایک منادی آواز دیگا اے خلق خدا خاموش ہو کہ محمد صلعم کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔ تمام خلقت اس آواز سے چپ ہو جائیگی تب رسول خدا صلعم کھڑے ہونگے اور فرمائینگے اے لوگو تم میں سے اگر کسی کا احسان مروت یا سلوک مجھ پر ہو وہ کھڑا ہو کر بتلائے تاکہ میں اس کا عوض دوں۔ وہ کہینگے یا رسول اللہ صلعم ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہمارا کیا احسان و سلوک آپ پر ہو سکتا ہے بلکہ خدا اور اوس کے رسول صلعم کے احسان تمام خلق پر ہیں۔ پھر آپ فرمائینگے ہاں جس نے میری اولاد اور ذریت کو پناہ دی اور ان کے ساتھ احسان کیا۔ برہنگی میں لباس پہنایا بھوک میں سیر کیا اوسکو کھڑا ہونا چاہئے کہ اسکی جزا دونگا۔ اوس وقت ایک گروہ کھڑا ہوگا اور کہیگا ہم نے ایسا کیا ہے

پس خدا کی جانب سے آواز آئیگی اے محمدؐ اے میرے حبیب ان کا اجر اور صلہ ہم نے تم پر چھوڑا جہاں چاہو ان کو بہشت میں رکھو۔ پس جنت میں ایسے مقام پر ان کو جگہ ملیگی جہاں محمدؐ صلعم اور اہلبیت محمدؐ صلعم سے کوئی حجاب حائل نہ ہوگا۔"

اور اے فرزند علماء اور فقہاء کی تعظیم و پاس ادب کو ضروری خیال رکھ اور انکی عزت کر کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ مَنْ اَکْرَمَ فَقِیْهًا مُسْلِمًا لَقِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ وَمَنْ اَهَانَ فَقِیْهًا مُسْلِمًا لَقِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ۔ یعنی جس شخص نے صاحب علم فقیہ مسلمان کی تعظیم کی وہ قیامت کے روز خدا سے ایسی حالت میں ملاقات کریگا کہ خداوند تعالے اوس پر راضی ہوگا۔ اور جس کسی نے اوسکی تحقیر و بے ادبی کی ہوگی وہ خدا سے اوس کے غضبناک ہونیکی حالت میں ملیگا۔" اور اے فرزند فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے۔ اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ وَالنَّظَرُ اِلٰی بَابِ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ وَمُجَالَسَةُ الْعُلَمَاءِ عِبَادَةٌ۔ یعنی عالم کے چہرہ کی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے اور عالم کے دروازے کو دیکھنا عبادت ہے اور عالموں کی صحبت میں بیٹھنا عبادت ہے۔

اور اے فرزند علم و دانش کے حاصل کرنے اور تفقہ فی الدین پیدا کرنے میں تجھے خوب کوشش کرنی چاہئے۔ کہ جناب امیر المومنینؑ نے اپنے فرزندوں کو وصیت میں فرمایا تَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ فَاِنَّ الْفُقَهَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ۔ یعنی امور دین میں تفقہ حاصل کرو۔ کیونکہ فقیہ لوگ پیغمبروں کے وارث ہوتے ہیں۔" وَاِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ یَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ حَتَّی الطَّیْرُ فِیْ جَوِّ الْهَوَاءِ وَالْمَلَكُ فِی السَّمَاءِ وَالْحُوْتُ فِی الْبَحْرِ وَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِهٖ۔ یعنی طالب علم کے لئے

طلب مغفرت کرتے ہیں آسمانوں اور زمینوں کی مخلوقات۔ یہاں تک کہ ہوا کے پرندے۔ آسمان کے فرشتے اور پانی کی مچھلیاں۔ اور طالب علم کے لئے فرشتے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں اوس سے خوش ہو کر۔

اور اے فرزند جو علم سیکھنے کے لائق ہیں۔ اون کو علم سے بہرہ یاب کرنے میں دریغ نہ کر۔ کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ۔ یعنی "جو لوگ چھپاتے ہیں وہ دلیلیں اور ہدایتیں جو ہم نے نازل کیں بعد اس کے کہ قرآن میں لوگوں کے واسطے ہم نے اون کو بیان کر دیا۔ پس خدا اون پر لعنت بھیجتا ہے اور لعنت بھیجنے والے لعنت بھیجتے ہیں" اور جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ وَلَا تُؤْتُوا الْحِکْمَۃَ غَیْرَ اَھْلِھَا فَتَظْلِمُوْھَا وَلَا تَمْنَعُوْھَا اَھْلَھَا فَتَظْلِمُوْھُمْ۔ یعنی "مت دو تم حکمت اور علم دین اون کو جو اس کے قابل نہ ہوں۔ اگر ایسا کرتے ہو حکمت و علم دین پر ظلم کرتے ہو۔ اور نہ دریغ کرو اون کو دینے سے جو اس کے قابل و لائق ہوں۔ اگر ایسا کرتے ہو۔ اس کے قابلوں پر ظلم کرتے ہو"۔

اور اے فرزند قرآن پاک کی تلاوت اور اوس میں غور و فکر کو لازم جان اوس کے اوامر اور نواہی کی اطاعت کر۔ احادیث رسول صلعم اور اخبار ائمہ علیہم پر چل۔ اون کے معانی اور مطالب کو گہری نگاہ سے دیکھ۔ میں تے تیرے

لئے اسی مضمون کی متعدد کتابیں مرتب کردی ہیں۔ جن سے تجھے فائدہ ہوگا اور مجھے بھی نفع پہنچیگا۔

اور اے فرزند تجھ پر لازم ہے کہ پابندی کے ساتھ میرے حق میں دعاء مغفرت کرتا رہے۔ بعد میرے ثواب اور دعا کے ہدیہ اور تحفے میرے واسطے بھیجتا رہا کرے۔ اے فرزند اپنی عبادت وطاعت کا کچھ حصہ مجھے بھی دیدینا۔ اور میری یاد کو چھوڑ کر مجھے فراموش نہ کر دینا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ اہل وفا تجھ کو بے وفا کہنے لگ جائیں اور میری یاد اس قدر زیادہ بھی نہ کرنا۔ کہ لوگوں کو تیرے عجز اور بزدلی کا خیال ہو جائے۔ ہاں تنہائی میں اور نماز کے بعد دعا سے مجھے ضرور یاد رکھنا۔

اور اے فرزند واجبات دین مثل حج۔ روزہ۔ نماز جو مجھ سے رہ گئے ہوں اور قضا ہوئے ہوں اون کو ادا کر دینا۔ اور جہاں تک ہو سکے گاہے گاہے میری قبر پر آکر فاتحہ اور کچھ حصہ قرآن کا پڑھ جایا کرنا۔

اور اے فرزند جو کتابیں میں تصنیف کر رہا ہوں۔ اگر ان کے اختتام سے پہلے خدا کے ہاں سے میری موت کا حکم آجائے۔ اون کو اختتام کو پہنچانا۔ اور اصلاح کرنا اگر اون میں کوئی نقص یا غلطی معلوم ہو۔ یہ ہیں میری وصیتیں۔ پس تجھے اللہ کو سونپتا ہوں۔ تجھ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت و برکت ہو۔

آیۃ اللہ فی العالمین علامہ حلی علیہ الرحمۃ کا مختصر حال جنکی مذکورہ بالا وصیتیں ہیں۔ علامہ حلی علیہ الرحمۃ جن کے وصایا اوپر بیان ہوئے شیعہ مذہب کے زبردست حامی علم وفضل کے دریائے ناپید اکنار صاحب کشف وکرامات

اور مجتہد نامی گرامی ہوئے ہیں۔ آپ کا مختصر حال اس مقام پر مومنین دیندار کی مسرت بخش آگہی کے لئے بیان کر دینا ناموزوں نہ ہو گا۔

آپ کا نام نامی حسن بن یوسف بن مطہر حلّی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ لقب آیۃ اللہ فی العالمین اور علامۂ حلی کے نام سے مشہور ہیں۔ اس لئے کہ حلّہ بستی کے رہنے والے تھے۔ آپ کی پیدائش انیسویں رمضان المبارک ۶۴۸ھ ہجری میں ہوئی۔ اور گیارھویں محرم الحرام ۷۲۶ھ ہجری میں شب شنبہ کو ستتر سال کی عمر میں وفات پائی۔ علم و فضل حاصل کرنے میں آپ نے فقیہ کامل ملا نجم الدین مرحوم ملقب بہ محقق اول اپنے ماموں کی شاگردی کی۔ والد بزرگوار شیخ سدید الدین یوسف سے پڑھا۔ اور معقولات و الہیات استاد البشر خواجہ نصیر الدین طوسی علیہ الرحمۃ سے حاصل کئے۔ چند بار حضرت صاحب الامر علیہ السلام کی زیارت و تکلم سے مشرف ہو کر ظاہری اور باطنی فیض پایا۔ کمال تقوے و پرہیزگاری کے باعث خدا تعالے نے تحریری اور تقریری کلام میں تاثیر قبولیت اور تعلیم ہدایت کا مقناطیسی اثر بخشا تھا۔ چنانچہ بادشاہ خدابندہ کے دربار میں آپ کے فیض آثار مباحثہ اور مناظرہ کی بدولت باوجود بڑے بڑے زبردست اہل خلاف علماء کی موجودگی کے بادشاہ مع امرا و وزرا ارکین دربار کے سنی مذہب چھوڑ کر شیعہ طریق کا پیرو ہو گیا۔ سکہ پر چہاردہ معصوم علیہم السلام کے اسمائے مبارک ثبت کرائے مسجدوں میں اذان و نماز مذہب حق کے موافق ہونے لگی۔

تصانیف کی یہ کیفیت تھی۔ کہ باوجود دیگر مشاغل دینی کے پنجۂ زبردست

کتابیں تصنیف فرمائیں۔ یوم پیدائش کے روز سے وفات کے دن تک ایک ہزار سطر روزانہ آپ کے قلم سے تحریر میں آنا ثابت ہوا۔ جیسا کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ کے حالات میں بیشتر ذکر آچکا ہے۔

وفور علم کے علاوہ دیگر اوصاف و محامد اس قدر تھے کہ مؤرخین لکھنے سے عاجز ہے۔ چنانچہ سید مصطفٰے تفرشی مصنف تاریخ نقد الرجال لکھتے ہیں۔ ویخطر ببالی ان اصفہ فلا یسعہ کتابی ھذا۔ یعنی میرے دل میں آتا ہے کہ جناب علامہ مرحوم کے اوصاف رقم کروں۔ مگر اس قدر کثرت سے ہیں کہ میری اس کتاب میں نہیں آسکتے"

اسی طرح دیگر مورخین مثلاً شیخ فاضل ابن داؤد صاحب کتاب الرجال۔ فاضل جلیل میرزا محمد صاحب کتاب الخلاصہ۔ آنجناب علیہ الرحمۃ کی تحریر اوصاف سے عجز کے قائل ہیں۔ لکھا ہے کہ آپ کے کنبہ میں اوس وقت دس بزرگوار مجتہد جلیل القدر تھے۔ جو آپ سے بہت قریبی قرابت رکھتے تھے۔

منجملہ اون کے ایک آپ کے فرزند سعادت مند جناب محمد بن حسن المعروف بہ فخر المحققین علم و فضل میں یگانہ جودت و ذہانت میں عجوبہ زمانہ تھے۔ مذکورہ وصایا آپ نے انہیں کو فرمائی ہیں۔ طبیعت خداداد میں وہ تیزی تھی۔ کہ بالغ ہونے سے پہلے دس سال کی عمر میں درجہ اجتہاد پر فائز ہوئے۔ یہ جناب اپنے والد بزرگوار کی کتاب قواعد الاحکام فی معرفۃ الحلال والحرام کی شرح لکھتے ہوئے اوس کے دیباچہ میں خود اس امر کی تصریح کرتے ہیں۔ کہ جب

KBOPL
U909 T35-

میں نے پدر بزرگوار سے کتاب مذکور کے لکھنے کی درخواست کی۔ اوس وقت
میں فقہ و حدیث کے درسیات آں جناب سے ختم کر چکا تھا۔ کتاب
کی تصنیف کی تاریخ اور آپ کی پیدائش کی تاریخ کے حساب
لگانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ پورے دس سال کو نہ پہنچے تھے
والد بزرگوار کے بعد حسب وصیت آنجناب کی تصانیف
باقی ماندہ کو پورا کرنے اور اون کی شرح لکھنے میں
مصروف ہے۔ آخر نواشی ۸۹ سال کی عمر
پاکر ۱۳۰۶ ہجری المقدس میں
پندرھویں جمادی الثانی
شب جمعہ مبارک
کو انتقال
فرمایا

حضرات ناظرین

برادران ایمانی سے التجا ہے کہ جو صاحب اس کتاب مستطاب ذخیرہ سعادت و برکات کا مطالعہ فرماویں۔ اگر کسی جگہ کوئی غلطی یا سہو قلم عفو سے درست فرماویں اور مصنف و مؤلف کو دعائے خیر سے یاد کرکے داخل حسنات ہوں۔

احقر العباد محمد اسمٰعیل کاتب عفی عنہ بقلم خود